U56319 1-12-09

Title - Deewan Zaheer.

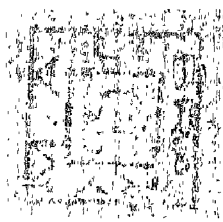
Creator - Sayyed Zaheer Uddin Hussain Khan Zaheer Dehelvi.

Publisher - Matba Mufeed Aam (Agra).

Date - 1316 - 1330 H

Pages - 328.

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat - u - Dawaveen



اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

از نتائج افکار جناب مولانا سید محمد ظہیر الدین صاحب المتخلص بہ ظہیر ولد حضرت ضیاء الدولہ

مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم استاد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی عرش آرامگاہ

دیوان ظہیر

جلد اول

حسب فرمائش جناب مہاراجہ بھگوان سہای صاحب بہادر

امرای حیدرآباد دام [illegible]

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان [illegible] چھپا

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U56319

بسم اللہ الرحمن الرحیم

CHECKED-A.M.U. ALIGARH
5 JUN 1972

توحیدِ الٰہی میں جو سرگرمِ رقم تھا
سجدے میں خمیدہ سرِ تسلیم قلم تھا

تھا منزلِ مقصود وہی جو نقشِ قدم تھا
میرا ہی مگر شوقِ طلب جہدِ ستم تھا

ہستی کی اسیری سے غضبناک میں دم تھا
جب دام سے چھوٹی تو نہ غم تھا نہ الم تھا

اور نیز جو اک جوہرِ اعلیٰ کا بہم تھا
یہ نقشِ حدوث اور وہ اک نورِ قدم تھا

قطرے کے لیے تھی یہ دریا کی جدائی
ہستی کا تعلق مجھے نذرِ الم تھا

عاشق کو دیا سوز حسینوں کو کرشمے
یہ تیری عنایت وہ ترا لطف و کرم تھا

تھا دور سے وہ اور وہ نزدیک سے نزدیک
جب غور سے دیکھا تو بہت فاصلہ کم تھا

کہیں بیٹھا ادھر سے تو ادھر کھل گئیں آنکھیں
جو پردہ اوٹھا چشم سے جلبابِ حرم تھا

جب آنکھ ہوئی بند کھلا حال کہ میں ہی
اک پرتوِ انوارِ تجلائے قدم تھا

حیرت نے عجب ہرزہ خرامی سے بچایا
یہ سیر کشمکشِ دیر و حرم تھا

وہی راعی ہے اس گلہ کا جسنے دوش نازک پر
ازل سے بخشش امت کا ہے بار گران باندھا

کہین کھٹکا نہین سالک کو ہرگز کوی جنت تک
وہ تمنے جادۂ حبل المتین دین ہدی یان باندھا

نہین فکر حوادث جسمین کچھ یا سید عالم
وہ مستحکم حصار حیطۂ امن و امان باندھا

قدور نے ترے روضے کے چشم حق نگر کہولی
کھلے در ہای جنت جب خیال آستان باندھا

وہ ستجان یثرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلان قدس نے ہے آشیان باندھا

۱۹ ۵۶۳

ظہیر اوسکا ثناخوان ہون کہ جس سلطان ذیشان نے
مکان مین جلوہ فرما ہوکے عزم لامکان باندھا

صورتکدۂ دل مین تصور ہے نبی کا
نقاش ہون تصویر رسول عربی کا

یکون ہے وہ کون ہے افلاک و زمین کیا
چرچا ہے خدائی مین تری بوالعجبی کا

یکیا ہے کہ تجھ سے ترے اجداد کو ہے فخر
دم بھرتے ہین قدسی تری والانسبی کا

سیاہی پہ انوار ہے صد مشرق خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تھا حضرت یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری حسن طلبی کا

تھا عالم ارواح مین استاد ازل کون
احسان ہے احسان تری نسبت پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نام مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہ لقبی کا

دیکھا رخ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے مین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمت عالم ترے تکیے کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہنے کو تو کہہ جاؤن سمجھنے ہی سہیم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسم فردوس ہے تو مالک کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجھے تشنہ لبی کا

یان بھی مرا حامی ہے وہان بھی مرا حامی
ہے فکر تجھی کو مری عقبی طلبی کا

نازش ہے ظہیر اوسکی غلامی پہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصاف بیحد کا
خدا کے نام سے مشتق ہے نام پاک احمد کا

فروغ روی عالمتاب کن سے کچھہ گذر کر ہے
خدا کے نور مین پایا نشان حسن محمد کا

گنہگارون مین چرچا ہی حضور آتی ہین محشر مین
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا بر آمد کا

کرے کار خدائی بندگی مین کسکی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہہ دون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان سے ہے وہ عالم علم الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان مین نہین اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگاؤن جا کے آنکھون سے غبار پاک مرقد کا

منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولای شاہ مردان کا
حریم دل تجلی زار ہے انوار عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس سے ہین درس وحدت کی
کہ عقل اولین ہی طفل مکتب جس دبستان کا

مرا مشرب محبت ہی تھو الفت تو کافر ہون
تولا رکن اعظم ہے مری ارکان ایمان کا

صداقت کی کہی بس ہی ید اللہ فوق ایدیہم
قوی تر ہی قوی و ستون سے بازو دست یزدان کا

نہ سمجھا مین ترے رتبہ کو پر اتنا سمجھتا ہون
امام انس و جان بازو نبی کا شیر یزدان کا

علی کی در پہ جو پہونچا خدا کی پاس جا پہونچا
تقرب دست یزدان کا ہی قرب خاص یزدان کا

ظہیر مدح پڑھون غلام خاص معز لاہوت
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعار دیوان کا

دل مرا ہکن ولای مرتضےٰ کا ہو گیا
اس نیستان مین گذر شیرِ خدا کا ہو گیا

سر بسایہ دامنِ مشکل کشا کا ہو گیا
آسرا بیدست کو دستِ خدا کا ہو گیا

لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار
خوب شہرہ ذو الفقارِ مرتضےٰ کا ہو گیا

تیغ دشمن پر چلی کاٹے پر روح الامین
رعب حق بازوئے خیبر کشا کا ہو گیا

مرگ ہوا ہو ولادت جو ہوا اپنے گھر مین ہو
مولد و مشہد تمہارا گھر خدا کا ہو گیا

تو ہو بیشک دستِ حق اور دستِ حقین کا نشان
مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہو گیا

یا علی منہہ سے کہا اور مشکلین آسان ہوئین
نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہو گیا

واہ وا کیا کوہی عرفان کی نکالی راہ راست
اک جہان دنبال داوس پیشوا کا ہو گیا

عقد مین دخترِ نبی نے دی خدا نے تیغ دی
مرتبہ کیا کیا علی مرتضےٰ کا ہو گیا

نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے
فخر آدم خویش فخر انبیا کا ہو گیا

اے ظہیر اوسکے دو عالم مین رہین کیون کام بند
جو غلام باصفا مشکلکشا کا ہو گیا

اور تعلق خاطرِ بیدادِ سامانکا
شہیدِ تیغ احسان ہون نہ تیغ ازشہا پیکانکا

رکہہ لیا پردہ ہماری دین و ایمانکا
کہ ہمسے پہر گیا دل اوس بتِ برگشتہ مژگانکا

ہے جادہ جادہ رشتۂ الفت بیابان کا
سر ہر خار سے اولجہا ہی اک اک تار دامان کا

کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہ دل دیر و حرم سے پہر گیا گبر و مسلمان کا

وتا ہے وہ کہ کہسکتا دلمین پیکانکا
یہ تیر بازگشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا

کبہی دلکی حقیقت پردہ داری نے
تحیر عکس طلعت ہے شکایتہائی نہان کا

شب مین شوخی ہے مزاج لاوبالی کی
مری خاطر مین عالم ہے تری زلف پریشان کا

پڑا ہے دست دعا جتنا یہ کافر دور کھنچتا ہے
فلک بھی کوئی گوشہ ہے تمہارے دور دامان کا

لب جانبخش پر جھوٹے مسیحائی کے دعوے ہیں
کہ تیرے دم نکلتا ہے مریض درد ہجران کا

مری ماتمکدہ میں نور و ظلمت سب برابر ہے
سویدا ہی شب غم ہے سپیدہ صبح ہجران کا

نگاہ لطف کہتی ہے کہ دل ہے غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجھتے ہیں اشارا تمہاری نہان کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشم فتان نے
مسلمان دشمن کافر ہے اور کافر مسلمان کا

نہ اوٹھو وصل دشمن میں نقاب روی روشن کو
کہ پردہ ہے یہ عاشق کی شب تاریک ہجران کا

ہماری ساتھ کیا وحشت سے ناصح قید ہوتی ہے
رکا ہے بند و زندان سے کہیں سیل بیابان کا

اسیری حضرت یوسف کو خوشتر تھی عزیزی سے
نگہبان دیدۂ یعقوب تھا اطراف زندان کا

رہے پیش نظر یوسف حجاب چاہ زندان میں
جہان چشم زلیخا ہے وہین روزن ہے زندان کا

سلیقہ شرط ہے ہر کام کو بیداد آسان ہے
کبھی آنسو بھی پونچھا ہے کسی خستہ جگر غم کا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر ہی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشم فتان کا

مرے دست و گریبان کو ٹھکانے سے لگانا تھا
وہ کچھ کچھ شرمگین ہو کر چھڑانا مجھ سے دامان کا

اگر منظور ہے ناصح جنون کی چارہ فرمائی
ہمارے پیرہن میں ٹانک دو پیوند دامان کا

اگر ہے پاس نخوت کچھ بھلا دے یاد دشمن بھی
تغافل درس دل ہے کتاب طاق نسیان کا

اونہیں اغیار کو اپنی وفاداری جتانا تھی
وگرنہ پوچھنا کیا تھا مریض درد ہجران کا

قدم رکھتے کہیں ہو اور کہیں پڑتی ہیں مستی میں
تمہارا سا ہی کچھ کچھ حال ہے بیمار ہجران کا

قلم اوٹھتا نہیں دل کی حقیقت کیا لکھون قاصد
مرے دخط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریبان کا

ظہیر خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغ صبحگاہی ہے کسی بزم سخندان کا

غضب ہے جمت سے دل توڑا ہے واعظ سنگساروں کا
ستمگر صبر تیری جان پر امیدواروں کا

علاج درد بھی ہے درد سر آفت کے ماروں کا
ذرا سا منہ نکل آیا مرے تیمارداروں کا

گنہ جنت میں ہے واعظ اگر پرہیزگاروں کا
بھلا دوزخ میں تو ہوگا ٹھکانا تیرہ کاروں کا

کیا ہے محتسب نے راز افشا پردہ داروں کا
خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کاروں کا

نہ دنیا میں سمائی ہے نہ عقبیٰ تک رسائی ہے
ترے در پر ٹھکانا ہے تری آفت کے ماروں کا

زبان مدعی تیر نگہ کے کام کرتی ہے
کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دلفگاروں کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتے ہیں دو جانب کو
گلہ کرنا پڑا دشمن سے مجھکو دوستداروں کا

گرا دینا اٹھا لینا بتا دینا مٹا دینا
فلک پیرو ہے اون کافر نگاہوں کے اشاروں کا

ملایا خاک میں جنکو تو پھر اونسے کدورت کیا
مٹا دو دل سے نقشہ خاکساروں کے مزاروں کا

گریگا خود فلک جان عدو پر برق بن بنکر
پڑیگا صبر آخر تو کہیں ہم بیقراروں کا

ابھی تک وہ لیے جاتے ہیں مجھسے کچھ ادائی کی
اشارہ ہے یہ اون ترچھی نگاہوں کے اشاروں کا

ملی ہیں خاک میں کیا کیا مری دل کی تمنائیں
زمین شعر دیتی ہے نشان کچھ کچھ مزاروں کا

پھری ہے گردش افلاک اوسکی چشم فتان میں
پلٹ جانا نگاہوں کا ہے پھر جانا ستاروں کا

ذرا سے لب ہلانے میں تمہارا کیا بگڑتا ہے
کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بے سہاروں کا

منجم طالع دشمن فلک پر جگمگاتے ہیں
شب تاریک ہجراں میں کہاں جلوہ ستاروں کا

قیامت ہے بھلا وعدے پہ کیسکو صبر آتا ہے
بندھا ہی آس ہے دل ٹوٹتا امیدواروں کا

ذرا سی چین ابرو میں ہزاروں ٹکڑیاں اڑتی ہیں
حباب آسا ہی نازک شیشۂ دل بے سہاروں کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا
تمہیں کیوں اعتبار آنے لگا بے اعتباروں کا

تکلف بر طرف اے میکشان محفل رنگین
ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یار یاروں کا

مہربان مجھپہ کسیدن مرا قاتل نہوا
تیغ کا ہاتھہ بہی گردن مین حمائل نہوا

ناوک انداز کہ ہر غمزۂ قاتل نہوا
مین ابہی شک سے بسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا
کوئی چلتا ہوا فتنہ کبہی شامل نہوا

کچھہ مری قید سے ناصح تجھے حاصل نہوا
نالۂ زندان مین بہی پابند سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا
خاک ہوکر بہی غبار پس محمل نہوا

کچھہ محبت مین تمہاری مجھے حاصل نہوا
تمسے مین شاد کبہی مجھسے مرا دل نہوا

دیکھتے آپ بہی کس کس کو کہ بسمل نہوا
ہای جب ہاتھہ مین خنجر ہے مرا دل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بے صرفہ تجلای جمال
یہ تو کچھہ کہیل ہوا پردۂ محمل نہوا

عمر بہر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا
مین کبہی زینت فتراک کے قابل نہوا

درد بن بن کے رہا دل مین خیال مژگان
اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تہی مگر لطف سے خالی نہ ادائی کہین
وہ تغافل مین مری حال سے غافل نہوا

نہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی
دردتک بہی تو برے حالمین شامل نہوا

وہ اوٹہا شور جرس وہ ہوئی آواز رحیل
قافلہ ایک دم آسودۂ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بہلا بحر مین کیا ہو برا خوف
پنجۂ موج بہی دامن کش ساحل نہوا

خاک اوس ہاتھہ سے ہو عقدہ کشائی اپنی
جو تصور سے بہی گردن مین حمائل نہوا

وای قسمت کہ مرا عقدۂ تقدیر بنے
وہ کرشمہ کہ ستم مین ترے شامل نہوا

ہاتھہ ہنگام قسم وہ مرے سر پر رکہو
جو کبہی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوق دیدار طلب چشم نظر باز کہان
جلوہ کب رخنہ گر پردۂ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجھے چاک جگر پر اپنے
کہ یہ کمبخت ترا پردۂ محمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بھی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمیِ ہنگامہ تڑپنا مرے دلکا
اک اک کو دکھاتے ہین تماشا مرے دلکا

رہتا تو ہے اوس بزم مین چرچا مرے دلکا
اچھا ہی کہ اچھا ہو نہ سودا مرے دلکا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دلکا
ہنگامہ ہے دلگیر مرے برپا مرے دل کا

کیون دیکھتے ہو تمکو تو ضد ہے مرے دل سے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجش بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مرے دلکا

ہے سیر لگا ہون مین شبستان عدو کی
کیا مجھسے چھپاتے ہو تماشا مرے دلکا

اک مشغلہ ٹھہری ہے تمھین رنجش بیجا
اک کھیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو تم سے سلگتا ہون تمھارے
سیکھو مرے دل ہی سے جلانا مرے دلکا

قربان ہون اے عشق تری جامہ دری کے
ہم تنگ گریبان کو بنایا مرے دلکا

کیا کیا مری وحشت نے جھنکائی نہ بیابان
نقشہ مری آنکھون سے دکھایا مرے دلکا

دشمن کی شب وصل مین کیا خاک سحر ہو
پیشام بد انجام ہے سودا مرے دلکا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایۂ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بھی کہان کا

ہمارے ساتھہ پھرنا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہِ دلستان کا

دھری ہے کیا ابھی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہ گران کا

شبِ غم اور ستمہاے شبِ غم
فقط گرنا ہے باقی آسمان کا

یہان پہ دل مین ذوقِ سجدہ تیری
دہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا

فنا ہے سب بہارِ باغِ ہستی
نسیمِ صبح جھونکا ہے خزان کا

ترے پہلو سے دشمن کو اوٹھانا
گرانا ہے زمین پر آسمان کا

ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے
چمن مین باندھنا کیا آشیان کا

انہین پھرتے نہین کچھ دیر لگتی
نگاہین کام کرتی ہین زبان کا

مری واماندگی منزل رسان ہے
سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا

مزہ بیداد کا بھی تمنے کھویا
ابھی سے ذکر کیا تھا امتحان کا

رہا ہے پیغامِ دشمن بدگمانی
عدو ہون آپ اپنے رازدان کا

رہے ہے پابند دل کے دل مین ارمان
قدم منزل نے پکڑا کاروان کا

سنبھلے ای کاش خوابِ بختِ دشمن
بکھرنا گیسوئے عنبرفشان کا

یہ لاغر ہون کہ ہون بھی اور نہین ہون
مرا بھی حال ہے دردِ نہان کا

نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون
نگہبان مین ہون خوابِ پاسبان کا

نہوگی غیر کی الفت نہ ہوگی
بھروسا ہے دلِ نامہربان کا

اوٹھے دنیا سے ہم ہوکر گرانبار
جہان سے لیجیے سامان جہان کا

بس اب بیطاقتی پر زندگی ہے
گران ہے توڑنا جانِ گران کا

دھرا ہے اوسنے دلبر دستِ دشمن
اثر اولٹا ہے کچھ اپنے فغان کا

اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے
غضب ہے بارِ منت پاسبان کا

مری تقدیر کی نیرنگیان ہین
بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا
گلہ کیا خاطر نامہربان کا

ظہیر آؤ چلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ دھڑکا ہے خزان کا
تماشائی ہون نیرنگ جہان کا

لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا
خدا حافظ ہے دل کے کاروان کا

ہمیشہ مورد برق و بلا ہون
مٹے جب گر پڑا الہی آشیان کا

اگر پھرتی نگاہ یار پھرتی
کیا کیا جرم ہے ہمنے آسمان کا

دل بیتاب نے وہ بھی مٹایا
کسی کو کچھ جو دھوکا تھا فغان کا

پھرین گر عہد دشمن سے تو جانون
نہین ہے اعتبار اونکی زبان کا

ہمارا سوز پنہان سنتے سنتے
کلیجہ پک گیا ہے رازدان کا

نگاہون سے تمہاری گر کے اوٹھنا
بہت مشکل ہے مجھسے ناتوان کا

پھرے دیر و حرم سے ہو کے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب سے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا
خود حدی خوان ہے قیس محمل کا

رنگ فق ہو گیا ہے قاتل کا
آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا

شوق رہبر ہے وادی دل کا
بے نشانی نشان ہے منزل کا

اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب
چشم مجنون ہے پردہ محمل کا

تیر دان ہو چکے ہین ترکش مین
اب سنبھلنا محال ہے دل کا

موج کی جا محیط ہستی مین
اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی
دل مرا ہے چراغ محفل کا

نالہ کیون تا لب نہین آتا
شور ہے کیا مری سلاسل کا

بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے
صاف کتنا ہے آئینہ دل کا

ہے جو کچھہ حیا نگاہون مین
رنگ ہے کسکی طبع مائل کا

رہبری کی شکستہ پائی نے
بیٹھہ جانا نشان ہے منزل کا

چشم لیلی مگر کہان سے آئی
ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا

نعش اوٹھتی ہے کوی قاتل سے
اب تماشا ہے رقص بسمل کا

کشتۂ ناز اک زمانہ ہے
تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا

کچھہ تو ہے لطف سے نہین خالی
چھیڑنا شکوہای باطل کا

جس مین اپنے سوا نہ دیکھوگے
وہ ہمارا ہے آئینہ دل کا

ہم سے ہے بزم رقیب روشن ہے
کام کیا ہے چراغ محفل کا

مر گیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالۂ سلاسل کا

۳

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا
بڑا ہو یارب دل حزین کا کہ اسنے کہا نہین کہین کا

نہ فکر کچھہ چاک آستین کا نہ وہم کچھہ زلف عنبرین کا
حجاب اک چشم شرمگین کا جواب ہے سب نہین نہین کا

اگرچہ ہے راستی کی صورت کجی کی جانب ہے پر طبیعت
حیا سے آتی ہے یون ہی الفت نگہہ پہ شک ہے عتاب و کین کا

وصال دشمن مین غدر کیا ہے کہ رنگ تیری حیا سے اڑ گیا ہے
نگہ نگہ سے ٹپک رہا ہے عرق خجالت بھری جبین کا

کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام دامن ہے جو رنگین
دھرے ہین یا اسنے کف نگارین یہ رنگ ہے دست نازنین کا

ادھر وہ ہے تو ادھر ہین آنکھین ادھر وہ سب کو دکھا کے آنکھین
بدن کی صورت چرائو آنکھین فسانہ چھیڑو اگر کہین کا

جو تم مٹاتی نہ آستان سی تو کوئی کہتا نہ کچھہ زبان سی
کہ نقش پا ہی عدو نہیں تہا نشان سجدہ مری جبین کا

ادا ادا مین جو گریبان مین حسین کلشکی خوبیان ہین
جو طبع نازک مین شوخیان ہین اثر یہی ہی حسار آستین کا

ابہی تو خاموش ہم ہین بیٹہی رقیب لیکن تو گل کہلینگے
بہت گریبان کی ٹکڑی ٹکڑی کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تمکو ہوا ہے سودا نہین ہے کچھہ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان نہ ہی گریبان نہ تار باقی ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ ونکو کیا نہ ہی ہی خیال دین کا
کہ کوچہ کوچہ مین نقش سجدہ قدم قدم ہی مری جبین کا

لیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پہیر پایا کہین نہ پیچ
ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

زبس کہ دلکو ہوا ہی سودا جہان ہے آنکہونمین تیرہ
نظر مین پہرتا ہی حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا
لب جراحت سی شور پیدا ہوا ہی تحسین و آفرین کا

غرض نہ کعبہ نہ بتکدہ سی جہانمین پہرتی ہین ہو کی بیسر
بہٹک بہٹک کر پہونچ رہینگے سراغ پایا اگر کہین کا

جگر مین شعلہ بہڑک رہا ہی تمام سینہ دہک رہا ہے
کہ دلمین پہوڑا سا پک رہا ہی تصور اس مہ آتشین کا

خیال لبہای شکرین سی ہوئی ہین جیسی جگر کی ٹکڑی
پئے ہین جب گہونٹ خون کی تو مزہ اٹہایا ہی انگبین کا

دم سوال وصال ہے ہی دل حزین سی تو کوئی پوچہی
لگا ہین نیچی جہکا جہکا کی ترا وہ کہنا نہین نہین کا

بلا ہی کمبخت سخت جانی ہوئی ہی جنجال زندگانی
گیا وہ پہلو سی یار جانی ہوا نہ پیوند بین مین کا

نہ چہیڑ ای دست شانہ ہر دم او چہہ لو کچہہ نہ تو ہمہ
کہین وہ افعی زلف پرخم نہ سانپ بنجا ہی آستین کا

ظہیر بد کیش و رند مشرب بنا ہی عشق بتان مین یا رب
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب ہا نہ دنیا کا اور نہ دین کا

وصال دوست مین اپنا نظارہ کیا کرتا
کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا ادا سے تری استعارہ کیا کرتا
تپش کو سینہ کی مین پارہ پارہ کیا کرتا

سمجہے اشارۂ ساقی سے می پیے ہی بنی — سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا
کرشمہ ریزی پیہم سے دل سنبہل نسکا — ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا
ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان تہ نہ ملیگا — حبابِ موجۂ پیہم سے کنارہ کیا کرتا
نماز میکدے مین مین نے بیوضو پڑہ لی — شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا
ازل سے مین دلِ صدچاک لیکے آیا ہون — ہوای گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا
سمجہ کے گفتۂ واعظ یہ مین نے توبہ کی — کہ ارتکابِ گنہ کا اجارہ کیا کرتا
جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی — وگرنہ دلقِ گدائی کو پارہ کیا کرتا
بغل مین غنچہ کے ہے کائنات دلتنگی — سوای جیبِ گریبان کو پارہ کیا کرتا
وہ آبہی جاتے اگر یان تو ہم دکہا دیتے — کہ اپنے بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا
ہوس یہی اہلِ دل کیلیے ہے ورنہ فقیر — ہوای تاج و سرِ گوشوارہ کیا کرتا
ادای عشوۂ پنہان کو کوئی کیا سمجہے — نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا
ہنسو نہ ہمپہ گر آئینہ ہم دکہا دیتے — تمہارے ساتہہ تمہارا نظارہ کیا کرتا
کہین یہ پستی طالع ابہرنے دیتی ہے — عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجہکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تہے جہان جہان وہین دل بہی ضرور تہا — مین بدگمانیون سے بہت دور دور تہا
رندانِ بادہ کش کو بلانا ضرور تہا — واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تہا
کچہہ ہو شبِ فراق مین جینا ضرور تہا — وہ تو یہی کہین گے کہ طلبگارِ حور تہا
اللہ رے شوخیان کسی پہلو دیا نہ چین — وہ شوخ برق وش بہی دلِ ناصبور تہا

کیا کہئے اب کسی کی امیدین بندھاؤگی
تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تھا

بس اک نگاہ غیر نے مجھہ سا بنا دیا
اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تھا

آئینہ دیکھتے ہی تحیر مین آگیے
اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تھا

تم اور یون اوٹھا دو سر بزم ناز غیر
اوتنا ہی جھک گیے تمہین جتنا غرور تھا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو
واعظ بھی مست ذوق شراب طہور تھا

پیتے تھے گھونٹ زہر کے ہم بزم وعظ مین
کیا تلخ تر بیان شراب طہور تھا

محفل فروز یان تھین غضب تم غیر مین
کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تھا

پہلے ہی کچھہ نگہہ سے طبیعت بدل گئی
ہمکو مزاج یار پہ کتنا عبور تھا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دست نامہ بر
پائی سزا کسی نے کسی کا قصور تھا

کچھہ اور تو خبر نہین مرگ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تھا

غوغا ہی بند گو نہ رہا نوحہ گر رہا
ہنگامہ اک نیا کہ مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجھے عمر بھر رہا
شکر ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پھوڑنا بھی اگر آٹھون پہر رہا
جس گھر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گھر رہا

اعجاز دلبری بھی انداز دیکھنا
ہر ہر ادا پہ مجھہ کو گمان نظر رہا

صدقے ہون جوش طیش کی اس کینہ کوش کا
میرا ہی ذکر بزم مین کچھہ بیشتر رہا

قاصد بھی کوئی صبر دل ناشکیب تھا
آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہہ نے کام کیے میری آہ نے
دل چاک چاک پردہ بیرون در رہا

پرہیز عشق سے مجھے وحشت فزون ہوئی
مین کچھہ دوا سے اور بھی رنجور تر رہا

ہے پای ہرزہ تاز مین کیا گردش نصیب
دو دن نہ چین سے سر شوریدہ سر رہا

اوٹھہ اوٹھہ کے ساتھہ ساتھہ مری تھک کے رہ گیا
مین کچھہ تپش مین وہ بھی بیتاب تر رہا

زخمونکے موںہہ بھری ترے پیکان تیر نے
ہر زخم تازہ مرہم زخم جگر رہا

کیا خاک دلنشین ہو مرا حرف مدعا
اک عمر مدعی کا ترے دل مین گھر رہا

کیا کیا نہ زخم دل پہ چھڑکتا رہا نمک
غافل مرے علاج سے کب چارہ گر رہا

ناکامی نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدای وضع خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہہ جلوہ نما کو دیکھا
اس ہی دیکھا ہی تمہین اس ہی خدا کو دیکھا

شعلہ انگیز نشان کف پا کو دیکھا
شوخ کیا کیا نہ ترے رنگ حنا کو دیکھا

وحشت انگیز تری زلف دوتا کو دیکھا
تنکے چنتے ترے کوچہ مین صبا کو دیکھا

چشم بد مست مین انداز حیا کو دیکھا
مست و ہشیار اسی ہوش ربا کو دیکھا

اونکے آنے کی خوشی تھی مری مرنیکی نوید
شاد کیا کیا نہ دل اہل عزا کو دیکھا

خود بخود دل مری سینے سے کھچا جاتا ہے
دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکھا

پڑ گئی کیا دل پرکین کی گرہ بھی ایسی
کبھی کھلتے نہ تری بند قبا کو دیکھا

فیصلہ پاک کیا تیغ نگہہ سے تمنے
بیوفا کو نہ کسی اہل وفا کو دیکھا

ہمت حوصلہ فرسا نے اوبھرنے نہ دیا
نہ گریبان سے جدا دست دعا کو دیکھا

کچھہ نہ کی اوس بت سفاک کے دلمین تاثیر
آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکھا

اور پہنچایگی دشوار کہان کی فریاد
اہل محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکھا

ہای کافر نے اوڑائی ہین تمہاری چالین
ناز کرتے ہوے کیا کیا نہ قضا کو دیکھا

کیا ملا عشق مجازی مین ظہیر ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

زنگ الفت نہ حجاب رخ جانان نکلا ⁂ شعلہ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا
بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا ⁂ تجھہ سے کچھہ کام نہ اے گردش دوران نکلا
وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا ⁂ کہ مرا سایہ بھی کچھہ مجھہ سے گریزان نکلا
آئینہ تھا جو ترا خلوتی محفل خاص ⁂ وہ بھی مجھسا ہی سراسیمہ و حیران نکلا
جس توقع پہ کیے نامۂ اعمال سیاہ ⁂ وا ہی قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا
چارہ گر ہم نے اسی جان سمجھہ رکہا تھا ⁂ دم نکلجائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا
زندگی ہین ترے ملنے کی امیدین کافر ⁂ جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا
اور وان پر بھی دل ہمنے بڑہائی اوچھا ⁂ جو سخن مونہہ سے نکالا وہ پریشان نکلا
یان توقع نہ بندہی تہی کہ ابہی ٹوٹ گیا ⁂ کچھہ تری خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا
دہجیان دامن صحرا کی اڑینگی ای خضر ⁂ پانو اپنا جو کبھی سوے بیابان نکلا

دیکھنا وسعت رحمت کہ پس حشر ظہیر
دل سے ناکردہ گناہونکا نہ ارمان نکلا

۲

دست نازک مین اگر خنجر بران ہوگا ⁂ کون ہوگا جسے مرنے کا نہ ارمان ہوگا
ہجر ہے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا ⁂ دم نہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا
خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا ⁂ تم نہ ہوگے تو غم ہجر ہی مہمان ہوگا
درد آخر کو دوا ہی تپ ہجران ہوگا ⁂ سر نہ ہوگا تو نہ فکر سر و سامان ہوگا
داغ دینے سے تو خود ہی مرے دلمین آجاؤ ⁂ تم سے بہتر نہ تمہارا غم ہجران ہوگا

نہ رہو گے نہ رہونگا شب غم مین تنہا
تم نہ ہوگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا

تیغ کیا ہاتھ مین لیتے ہو مرا دل ہی لو
کہ تمہارا تو کرم ہی ستم جان ہوگا

شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو
اوس ستمگر کو ابھی جور کا ارمان ہوگا

آج ملنا ہے تو دل کھول کے مل لو کہ ابھی
پھر کہین حشر کو ملنا شب ہجران ہوگا

کچھ طبیعت ہی نگھہ ہی کہ بدل جائیگی
ناصحو دل ہی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا

کیا کرون شکوۂ بیداد تغافل اوس سے
اور وعدے سے وہ بد عہد پشیمان ہوگا

غیر کے سر کی قسم آپ کو کھانی ہوگی
پھر نئے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا

خوگر لذت آزار ہون راحت کیسی
تجھپہ بیداد بھی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

۴

یہ ننگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھ خدائی مین کم نہ ہوتا
کسی پہ کوئی نہ جان دیتا کسی پہ جور و ستم نہ ہوتا

عدو جو شایان ظلم ہوتے تو لطف درد و الم نہ ہوتا
فریب محبت کو کون لیتا جو مین قتیل ستم نہ ہوتا

اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھ عداوت سے کم نہ ہوتا
جو یہ نہ ہوتی تو کیا نہ ہوتا جفا نہ ہوتی ستم نہ ہوتا

غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی تو ہر طرح ہو چکی آ
اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرط شادی سے دم نہ ہوتا

کسیلئے کھنچے یہ حصر کیا ہی کہ خود محبت ہی اک بلا ہے
جو طبع نازک مین شک نہ ہوتا تو دلمین انداز رم نہ ہوتا

سپہر کیا تھا کہ تیری در سے وہان کی فتنہ مجھے اوٹھاتا
زمین بھی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا اگر یہین تیرا قدم نہ ہوتا

یہ کبھی اپنا ہی جی نہ چاہا اگر نہ خوف رقیب کیا تھا
کر آپ آتے تو اوٹھکے آتے زمین پہ نقش قدم نہ ہوتا

جو اونکے عدو کی اصل ہوتی تو تھا امید وصل ہوتی
شب جدائی مین ہم نہ مرتے جو رنج رو برو الم نہ ہوتا

غلط ہے سب شورش قیامت سوا ہی دوزخ سے سوز الفت
دگرنہ جان حزین پہ اتنا کبھی عذاب الم نہ ہوتا

تنگ اتنی ہین زندگی سے کہ مانگتی غیر گر خوشی سے
تو سر کی دینے مین عذر رہتا ہمکو تمہارے سر کی قسم نہوتا

نہ وہ زبان ہے نہ وہ عبارت وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خطِ غیر گر نہ لکھتی تو خط مین کیا کچھ رقم نہ ہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سے ابرو مین خم نہ ہوتا

یہ سخت جانی بڑہا رہی ہے وگرنہ خنجر مین تیز نہان تھا
روان نہوتا گلو پہ ہرگز جو اپنے سینہ مین دم نہ ہوتا

سمجھا ہے انکارِ وصل دشمن گواہ صادق ہے تیغ برسا ہی
اگر نہوتی خجالت اتنی حیا سے گردن مین خم نہ ہوتا

ظہیر ملتی نہ راہِ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یادِ خدا نہ ہوتی جو دردِ ہجرِ صنم نہ ہوتا

دل مرا یارب ہدف ہوتا وکِ دلدار کا
چومتے لبون ہر زخم کے مونہہ سے ہین سوفار کا

روز و شب ہین گردشین سی گردشین میرے لیے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنے اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرحِ سوزِ غم اگر نامہ مین لکھہ کر باندہ دون
جلکے خاکستر ہو بازو مرغِ آتشخوار کا

کہو دیا دو تو جہان سے اضطراب کرگئی
خون ہے گردن پہ اپنی حسرتِ دیدار کا

لن ترانی مانع نظارہ جانان نہین
امتحانِ حوصلہ ہے طالبِ دیدار کا

تابِ نظارہ کسی حسن تجلی ریز کی
صاعقہ پردہ ہے ترے شعلہ رخسار کا

ہان جگا دو ٹہوکرون سے خفتگانِ مرگ کو
ہان وہ کہا دو ڈہنگ کچھہ رفتار مین گفتار کا

ضعف سے گر گر پڑا تیرا مریضِ ناتوان
پڑگیا گر دور سے سایہ کسی دیوار کا

وہ لگاوٹ غمزہ مگین کچھہ اس ادا سے پھر گئی
آگیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکھہ لی تاثیر سوزِ نالہای گرم کی
پک گیا ہے سنتے سنتے دل مرے غمخوار کا

ہے شکستِ شیشہ بھی ہین صدائے الحذر
محتسب ہو کین توڑا دل کسی میخوار کا

پاسبانِ کوی جاناں سخت دشمن کچہ نہ تہا
اوڑ گیا کیون خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیر پارسا مشہور ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچہتا تہا خانۂ خمار کا

عہدِ نخست ہمسے بہلایا نہ جائیگا
ہر جا سرِ نیاز جہکایا نہ جائیگا

چہپنے سے رازِ عشق چہپایا نہ جائیگا
یہ پردہ وہ نہین کہ اوٹہایا نہ جائیگا

دل سے نہ جا کہین کہ پہر آیا نہ جائیگا
نکلی شمیمِ گل تو سمایا نہ جائے گا

کس کس کے در پہ سر کا جہکایا نہ جائیگا
یہ بار وہ نہین کہ اوٹہایا نہ جائیگا

دیکہو برا ہے شوق ستم کا مآل کا
تمسے کبہی عدو کو ستایا نہ جائیگا

اتنا نہ موںہہ لگا کے بدآموز کیجیے
ہمسے بڑہا کے ربط گہٹایا نہ جائیگا

مانا کہ تمسے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا تجہہ سے خاک مین بہی ملایا نہ جائیگا

ظالم شبِ وصال ہے مجہسے نہ موںہہ چہپا
آخر تو کل عدو کو دکہایا نہ جائیگا

ہے اپنی سرنوشت مین مضمونِ خطِ غیر
تقدیر کے سے لکہے کو مٹایا نہ جائیگا

لکہہ کون جواب خط بہی تسلی کیواسطے
پیغامبر سے جا کے پہر آیا نہ جائیگا

ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار
کچہہ داغِ دل نہین کہ دکہایا نہ جائیگا

آنسو بہی گر بہینگی مری آرزوی شوق
دل سے نکل کے آنکہہ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جایئے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

۴

مر گئے ہم وہ جو کچہہ چتون بدل کر رہگیا
چل گئی تیغِ ادا گر کہینچکے خنجر رہ گیا

دستِ نازک مین مرے والی سے خنجر رہگیا
نیم کشتہ شوقِ کشتن مین تڑپ کر رہ گیا

بوالہوس نے اوسپہ سید قامین جان دی — باوفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا
ملتی جلتی ہین بتون سی آسمانکی شوخیان — غیر کی جانب سی کیا کروٹ بدلکر رہ گیا
جہانکنا کیسا کسلی اک اور بہی چشم رقیب — دیکہنا صورت کو اوسکی روزن در رہ گیا
پارسائی کا ہماری آج ہی تہا فیصلہ — لوٹ کر توبہ سے پہلے دور ساغر رہ گیا
مین ادہر تڑپا کیا حسرت سے اور دشمن ادہر — ہاتہہ میرے قتل پر جب وہ اوٹہا کر رہ گیا
وصل کی شب یاد آیا وعدہ دشمن اوسے — عطر ملنے کے بہانے ہاتہہ ملکر رہ گیا

کچہہ یہی رفتار ہا یان زندگی بہر ای ظہیر
اک بلا شب بہر رہی اک حشر دن بہر رہ گیا

خونبہا سے عاشق ناشاد کیا — دلبرون کی داد کیا فریاد کیا
دل کو چاہا جس طرح سمجہا لیا — غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا
کہتے کہتے حال دشمن رک گیا — دل مین سمجہا وہ ستم ایجاد کیا
نامرادی جسکی ٹہہری ہو مراد — وہ دل ناشاد ہو پہر شاد کیا
ہو مقابل کیا نگاہ ناز سے — برق کیا اور برق کی بنیاد کیا
ہم کہان جائین گے چہٹ کر دام سے — چہوڑ کر ہمکو کرے صیاد کیا
کہہ ادا پر مر مٹے کہہ ناز پر — زندگی اپنی ہوئی برباد کیا
ہو رہے ہے جسکے جہان مین ہو رہے — مر مٹے جب شکوہ بیداد کیا
حضرت دل جا کہ کر بیٹہے تو ہین — دیکہیے اسکی پڑے افتاد کیا
بند الفت سے رہائی ہی محال — ہم اسیرون کا بہلا آزاد کیا
وہ گیے برباد لاکہون عشق مین — اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودائی محبت میں جو سر جائے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جائے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
پانی یہ اگر سر سے گذر جائے تو اچھا

آنا ہے تو آ جلد کہیں وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مر جائے تو اچھا

بدمستی و رندی میں یہاں عمر گذاری
باقی جو رہی یوہیں گذر جائے تو اچھا

قاصد ترے جانے سے گئی ہیں آئین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جائے تو اچھا

سجتے نہیں وہ چشم قدح خوار کے مخمور
نیشہ اگر دل سے اوتر جائے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہ ہو سودائی محبت
اس درد سے پہلے ہی جو مر جائے تو اچھا

روتا ہے تو دل کھول کے رو لو نہ ظہیر آج
دامن گہر اشک سے بھر جائے تو اچھا

ہر ایک زخم یہ ہے قصد لوٹ جانیکا
کہ فکر ہے مجھے قاتل کے دل بڑھانیکا

ہزار قصد کیا درد دل سنانے کا
ہوا نہ ضعف سے یارا زبان ہلانیکا

گلہ نہیں ہے فقط تمسے موںہ چھپانیکا
ہمیں تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

برنگ غنچۂ تصویر باغ ہستی میں
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانے کا

وہ بدنصیب اسیران ہوں کہ بجلیاں ٹوٹیں
جو موںہ سے نام لیا آشیاں بنانیکا

وہ پہلے ہاتھ مجھی پر لگائیں بسم اللہ
جو حوصلہ ہے انہیں تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مر مٹے ہم تو
دل و دماغ کہاں اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفائی وعدہ تو معلوم
بہانہ اور ہوا انکو موںہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم وعظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھ سے زاہد ماجرا زہد ریائی کا
تماشا بتکدہ میں دیکھتا ہوں میں خدائی کا

رہی باہم کشاکش درد ہجر و جان مضطر میں
جہاں تک حوصلہ تھا تاب و طاقت آزمائی کا

خدایا دی ہے الفت تو نے گر شاہد پرستوں کو
بتوں کو دے دل درد آشنا صدقہ خدائی کا

بس اب بہنے دو عقد یوسف جوہر ان اشکی
وگرنہ ہو چلا ٹکڑے گریبان پارسائی کا

ستمگر اسقدر نازاں نہ ہو حسن دو روزہ پہ
بہت جلدی نکل جاتا ہے موسم کج ادائی کا

مغان کی پاؤں پر گر کے ہے ٹوٹی توبہ تو رہی
سیا ہے چاک سو سو بار دلق پارسائی کا

ظہیر اس مشغلہ میں روز محشر خوب گذریگا
فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

۴

نگہ سے پہلی ہی کر دو نہ فیصلہ دل کا
کہ دل کا دل ہی میں رہ جائے سب گلہ دل کا

ابھی سے خوب ہے ہو جائے فیصلہ دل کا
بھلے برے سے پڑیگا معاملہ دل کا

الٰہی خیر سے ہو جائے فیصلہ دل کا
کسی سے اب نہ کرینگے معاملہ دل کا

بری بھی ان سے ہوئی دل کی داد بھی نہ ملی
یہ جانتے تو نہ کرتے کبھی گلہ دل کا

وہ بات بات پہ لیتے ہیں چٹکیاں دل میں
وہ چھیڑ دیتے ہیں نشتر سے آبلہ دل کا

بری جگہ ہی پھنسا دل اُدہر ہی کام پڑا
خدا ہی ہو گیا جو اونسے ہو فیصلہ دل کا

بھری ہوئی ہیں بہت سی گلوں کی دل میں بیچارہ
پسیج رہا ہے بہت دن سے آبلہ دل کا

یہ ناتوان ہے وہ نازک و شوخ بیباک
نگاہ ناز سے کر لو مقابلہ دل کا

ابھی تو دن ہیں تمہارے ستم دکھانے کے
ابھی سے توڑ دیا تمنے سلسلہ دل کا

دکھانہ نگہ نے بڑا کام جان مضطر کو
ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دل کا

محل سے کر رہے ہیں حسرت و ارمان
ادھر ادھر سے دبا لیں ولولہ دل کا

شباب آتے نہ پایا تھی کہ موت آئی — شباب ہے عین جوانی مین ولولہ دلکا
الٰہی آئے اجل گر کسی پہ دل آئے — رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دلکا
رہی سہی بھی گلے کر کی بات کہتے بیٹھے — الٰہی خاک مین مل جایے ولولہ دلکا
تمہین تو ہمسے عداوت نبہائی جاتی ہے — نہ توڑنا تھا مری جان سلسلہ دل کا
تڑپ تڑپ کی کٹا دن پھڑک پھڑک کر رات — یہی ہے ابتو شب و روز مشغلہ دل کا
متاعِ صبر لٹی ہی دھڑی دھڑی کر کے — نگاہِ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دلکا
ہا ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ — عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دلکا
بلائین وہ ہے جبے گھر اپنے یا اجل آئے — بلا سے طی ہو کسی طرح مرحلہ دلکا
تمہین تو صحبت اغیار سے نہین فرصت — نکال لین گے کہین ہم بھی مشغلہ دلکا

ظہیر فائدہ کیا ہو گیا جو ہونا تھا
خدا کو مان کہین چھوڑ بھی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا — کچھہ لگا ہون سے برستا ہے چرانا دلکا
ہمسے پوچھے کوئی پوچھے تو حقیقت دلکی — تمسے سیکھے کوئی سیکھے تو ستانا دل کا
حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی — زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا
ہاے دل اور دلِ زار کے ہمسے برتاؤ — اور پھر تمسے دل آزار پہ آنا دل کا
شمع سے زینت محفل ہے نہ پروانے سے — تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا
اُلجھو زلف سے کے اولجھاو بُرے ہوتی ہین — کچھہ ہنسی کھیل سمجھتے ہو چھڑانا دل کا
ابتو یہ دل مین ٹھنی ہے کہ جائین کچھہ کچھہ — وہ سنین یا نہ سنین حال سنانا دل کا
مفت بدنام ہوے رنج اوٹھایا بے سود — تمنے ابتک بھی تو کچھہ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تہی سراسیمگی دل کچہہ کچہہ
سو سمجہتا تہا ہمین پہلی ہی سے جانا دلکا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلا نیوالے
سہل ہے کہیل ہے بیٹہا ہی جلانا دلکا

قہر ڈہایے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دلکا

نہین شرمندۂ یکتار ہی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تہ گردن اپنا

رخت تن ہی ہے بری حال مین دشمن اپنا
ہو نہ تار نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی یہ گنبد چرخ
کون سنتا ہے بہلا اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حیران رہ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانہ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پہلے ہی گری برق بلا
لب تک آیا نہ کبھی دانۂ خرمن اپنا

چرخ بہر نے ایسا ہمین برباد کیا
کہ رہا دوش صبا پر ہی نشیمن اپنا

سر پہ احسان رہا بیسر و سامانی کا
خار صحرا سے نہ الجہا کبھی دامن اپنا

عمر بہر مجہہ سے طلبگار خور و پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہی ہوئی جاتی تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چہڑا لگی دامن اپنا

رخت عریانی تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقۂ گرد ہوا ہے پیرہن تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے برے وقت کسی کا دمسا
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

دیا اک دو رہی سے نہین ایک گہڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہمفن اپنا

کاش ہو جائے وہی پوشش عریانی تن
آب گریہ ہی چڑہے تا سر و گردن اپنا

ہین بہمدوختہ اسطرح قبا کے ٹکڑے / تن رنجور ہے گویا پس چلون اپنا

آستین کا ہے بدن پر نہ گریبان لگا / ابتو خس پوش نفس ہی قفسِ تن اپنا

آشناؤن نے دیا ہے ہمین جینا مین جواب / دیکھیے حال ہو کیا جیتے ہی مردن اپنا

دہوبیون کو ہے تو ہی شکوہ نہ پیراہن تن / اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

ای ظہیر آؤ چلین سوءِ درِ خان حمید / وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگرو دل لگایا تو ہوتا / کبھی خنجرِ عشق کھایا تو ہوتا

رقیبون سے کھنچکر دکھایا تو ہوتا / ذرا جذبِ دل آزمایا تو ہوتا

ستمگر یہ دہبا مٹایا تو ہوتا / جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا

نہ آتا کر آتا شکایت تو رہتی / مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا

نہ مانونگا ناصح کہ دل پہ ہی قابو / لگا کر کسی سے دکھایا تو ہوتا

یہ مانا عدو پر ہے میلانِ خاطر / کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا

مزے تلخکامی کے کیا جانے ناصح / کسی پہ کبھی زہر کھایا تو ہوتا

ستمگر نہ کرتے اداے ستم سے / کبھی غیر کو آزمایا تو ہوتا

گلے ہم نہ کرتے تجمل ستم نہ ہوتے / عنایت سے کے پہلے ستایا تو ہوتا

نہ آتے تو خنجر ہی وہ بہیج دیتے / کہ ہمنے گلے سے لگایا تو ہوتا

غمِ یار تھا زہرِ قاتل نہین تھا / کبھی مدعی تونے کھایا تو ہوتا

کہر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر / ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا

یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن / ہمین تونے ظالم ستایا تو ہوتا

مرے اشکباری کی لیتے تھے پیچھے
مجھے تمنے پہلے ہنسایا تو ہوتا

یہ جو لکہ خط مین شکایت نہ لکھی
کہ دشمن سے اونکو سنایا تو ہوتا

مری سخت جانی کی شکوہ بجا تھے
کبھی دست نازک اوٹھایا تو ہوتا

بہت جان دینے کو بھرتی ہین دشمن
ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا

دل آزاریون کی تمہین قدر ہوتی
کبھی ناز دشمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اون کو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا
یا دل روسیاہ نے مارا

کیا وہ فردا ہی حشر ہے فردا
وعدۂ صبحگاہ نے مارا

داور حشر کی حضوری ہے
ہای شرم گناہ نے مارا

اغنیا حرص مین فقیر ہے
خواہش عز و جاہ نے مارا

سہے نگہ بیگمان مہر عتاب
اور اس اشتباہ نے مارا

نہین معلوم جا وہ مقصود
اختلافات راہ نے مارا

جس سے پوچھو جدا بتائیگا
شہر جلوہ گاہ نے مارا

کوئی پوچھیگا جب تو کہہ دینگے
ہمکو اس شک باہ نے مارا

وہی قاتل وہی سہی فریاد
اس دل دادخواہ نے مارا

مر گئے کیون نہ صبح وصل عدو
ہاے روز سیاہ نے مارا

ہمکو مارا ہے رشک دشمن نے
اور اوسی تیری چاہ نے مارا

گرمجوشی ہے وان عدو سے ظہیر
سرد مہری آہ نے مارا

تو دل میں سمجھتا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا
میرا یہ تقاضا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
بیداد یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ جھنکو گوارا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

اس بات پہ بھولا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
بس بس یہی اچھا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل بھی کرو
اور اسکی دوا کیا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

وعدے کا بھرسا ہے نکلا ڈر کی زبان کا
کہہ کہہ کی مکرتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی
لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

ہاں وہ کچھہ تو دشمن سے کیا کچھہ نہیں کہتے
تو کیا نہیں سنتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کیا کچھہ نہیں کہتا ہے وہ بدخو بھی اور یہ
اک اک کو جتاتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

شکوہ ترے طعنوں کا نہ غیروں کی زبان کا
رونا مجھے اسکا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سنتا ہوں تمہاری ہی رقیبوں کی ہی سب کچھہ
کیا جانے مجھی کیا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سی اور پھر
کہنے کو یہ کہتا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

غیروں کا تو کیا موںہہ ہی کہ کچھہ موںہہ سی نکالیں
یہ شعبدہ تیرا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کیا پوچھتا ہے مجھسے مری وجہ خموشی
وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑ کے پوچھو
نقصان یہ میرا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سننا ہی سننا ہے کہ سنتا ہوں تمہاری
کہنا ہی کہنا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پڑہ ہی گئی گرنہ
کیا میری تمنا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

میں چپ ہوں تو کہتا ہی کہ مطلب کی کچھہ
کہتا ہوں تو کہتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ شکوہ کروں کیونکہ وہ کافر نہیں سنتا
کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بہلا غیر تو سن لے
یہہ اوسکو بہروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے زمانے مین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجہا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

سب بے شاہد و مے اعظ ضائع ہو شباب ایسا
درکار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تہے محبت مین ہنستی ہین بُرے جلسے
ہم یہ نسمجہتے تہے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہارِ تمنا پر آئینہ دکہاتے ہین
ہرگز نہ سُنا ہوگا معقول جواب ایسا

ڈہونڈو تو پتا اپنا پاؤ نہ عدم تک بہی
دشمن بہی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو بہی بتا زاہد موہوم امیدون پر
کہوتا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بہی یہ کہتے ہین کچھہ تجہکو نہین غیرت
کرتے ہین محبت مین ہین خانہ خراب ایسا

تہا چین نہ دیکہے اب شکل سے نفرت ہے
یا لطف و کرم اتنا یا قہر و عتاب ایسا

ہر گام پہ لغزش ہے ہر بات مین رنجش ہے
آتا ہے کہین سے وہ بدمست شراب ایسا

رفتار سے حشر اوٹہا دیکہا نہ نظر بہر کے
انداز مین یہ شوخی آنکھون مین حجاب ایسا

وہ عرضِ مطالب پر کہتے ہین بیاہی سے
کیا دیکہہ کے اوٹہے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے دو داو شبینہ سب
آنکھون مین سمایا ہے بیدیدی کی خواب ایسا

اے میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کہلے ہین گل
واللہ نہ سمجہے تہے ہم تمکو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے چُہڑایا نہین جاتا

ہین ہوش یہان اور وہ ہوش مین آیا نہین جاتا
دل راہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ درد معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

کچہہ ایسے گرانبار ندامت ہین کہ جاتے
اوٹہتا ہے قدم اور اوٹہایا نہین جاتا

کیا تاب کہ اک گام ہو طی مرحلۂ شوق
جبتک کہ اودہر ہی سے بلایا نہین جاتا

جاتا ہے کہان سوجہی ہے کسکی حضوری
موونہہ اپنے کو اپنا ہی دکہایا نہین جاتا

کیا کام اودہر سے اونہین پہونچے جو اودہر کو
آتے ہین اودہر کو تو پہر آیا نہین جاتا

بڑہتے ہین اودہر ہی کو سرکتے ہین اودہر
دل خاک بڑہے پاون بڑہایا نہین جاتا

کیا کثرت پندار ہے کیا غفلت و نخوت
اپنے مین کچہہ اپنے سے سمایا نہین جاتا

یہ داغ معاصی نہین چہپتا نہین چہپتا
ہرچند چہپاتے ہین چہپایا نہین جاتا

افسوس اودہر پانو بڑہائے نہین بڑہتے
اور حوصلۂ جرم گہٹایا نہین جاتا

کہتی ہے ندامت کہ سما جائین زمین مین
افسوس کہ خود مین ہی سمایا نہین جاتا

کیا روگ لگا جان کو دنیائے دنی کا
دل اور طرف ہائے لگایا نہین جاتا

بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف
ہیہات گیا وقت پہر آیا نہین جاتا

جاتے رہے دنیا سے ہی دنیا طلبی مین
کہوئے گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا

ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا ہو
بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنے اوٹہاؤ گے کیا کیا
دکہایا ہے کیا کچہہ دکہاؤ گے کیا کیا

نگاہون سے اوڑ اوڑ کے جاؤ گے کیا کیا
ابہی تو مجہے تم اوڑاؤ گے کیا کیا

وصال عدو اور عذر تجاہل
یہ نشتر یہ نشتر لگاؤ گے کیا کیا

یہ چہپ چہپ کی جلدی دکہاؤ گے کبتک
یہ ہر بار بن بن کے آؤ گے کیا کیا

نگہ مین حیا ہے حیا مین ہے شوخی
ستم پردے پردے مین ڈہاؤ گے کیا کیا

سبب تیوری نظرون کا کہیے تو کہدون
ابہی سیدہی سیدہی سناؤ گے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہرتون کو
مٹا کر مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجھہ سے ضد نہ کیجیے
نظر کی طرح جی چراؤ گے کیا کیا

نگاہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپانے کو مجھ سے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمعِ محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گھر اندھیرے مین آؤ گے کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشارے ہوئے ہے
جتانے کو آنکھین جھکاؤ گے کیا کیا

یہی کھیل کھیلا کیے زندگی بھر
مری جان مجھے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تمکو حیلے بہت ہین
مجھے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بھی ہو گی تو کس کی ہو گی
مرے دل ہی سے ہے مٹاؤ گے کیا کیا

برا کہہ چکے گالیان دے چکے ہم
بس اب اور ہم کو سناؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے کے طعنے نہ چھیڑو
ستائے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رشک دشمن نے دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبھی ڈھنگ سے چلنے نہ دیا
اور ڈر کے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچھ سہارا بھی ہاہین کو ازل سے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوون نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبھلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ پیامی کو بتا دین تیرا
رشک نے نام ترا منہ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجھہ پہ مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو توڑ رہنے نہ دیا ہاتھ کو چلنے نہ دیا

وہم تہا یہ خط تقدیر مٹا دے کہین
بدگمان نے مجہے سر پانو سے ملنے نہ دیا

دل بیتاب پہ کیون دست حنائی رکہا
ہاتہہ وہ ہاتہہ ہی سینے مین اوچہلنے نہ دیا

بدگمانی کا ٹہکانا ہے کہ اوس کافر نے
عطر کیسا مجہے ہاتہون کو بہی ملنے نہ دیا

ہائے رے گرمی ہنگامہ ستمگر تیری
رنگ محفل کبہی محفل مین بدلنے نہ دیا

ہمنشین پر بہی طالع ناساز تو دیکہہ
دور گردون کو کبہی رنگ بدلنے نہ دیا

شمع رومین سے کہا تہا مری ضد سے اوسنے
شمع کو بزم مین اپنی کبہی جلنے نہ دیا

شکوہ کیا کیا تہے مرے دل مین مگر خیر ہوی
تلخ کامی سے اونے مجہے زہر اوگلنے نہ دیا

کوچۂ غیر مین ای رشک سجہی اگ لگی
مدعی تو نے ہمین ضد سے نکلنے نہ دیا

ناتوانی کا برے وقت مین احسان ہلے
کہ گرا کر در جانان پہ سنبہلنے نہ دیا

تو نہو دل مین ستمگار ترا نام تو ہو
یہ سمجہہ کر ترے پیکان کو نکلنے نہ دیا

ہی وہ بیگانہ روش ہم سے دشوار پسند
ساتہہ اپنے کبہی سایہ کو بہی چلنے نہ دیا

چاہتے تہے کہ لکہین کوئی غزل اور ظہیر
قافیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نے دل سے تصور کو نکلنے نہ دیا
گہر سے مہمان کو مہمان نے ٹلنے نہ دیا

جذبۂ شوق نے ارمان سے نکلنے نہ دیا
پہیر ابہی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا

شاخ سے غنچۂ گل غنچہ سے نکلی نہ شمیم
ای غم یار تجہے ہمنے نکلنے نہ دیا

جوش وحشت نے او بہار تو خرد نے روکا
ہر قدم باد بہاری نے سنبہلنے نہ دیا

بزم دشمن مین مجہے زیر نظر کیون رکہا
کوئی ارمان نہ تہا مین کہ نکلنے نہ دیا

لا کے ہستی سے عدم مین مجہے تنہا چہوڑا
دو قدم بہی تو مرا ساتہہ اجل نے نہ دیا

زور تم پر نہ چلا کچھ تو تمہارے بدلے
ہمنے گھر سے شب ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کوئی ایسا نہ جمین یاں نظر آیا ہمکو
کہ جہاں داغ الم ہیونے پہلنے نہ دیا

سرمگین چشم نے مارا مجھی کس لطف کے ساتھ
حرف تک بھی تو مری مونہہ سے نکلنے نہ دیا

وہ بھلا ساتھ جنازے کے چلیگا توبہ
جسنے خنجر بھی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سن چکا تھا جو مری حسرت پابوس کو وہ
نامۂ شوق مرا پانو سے ملنے نہ دیا

ضد تو مجھ سے ہی تمہیں وہ مرا ارمان تو تھا
تمنے کیوں غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرز مومن سے نہ آگاہ تھی جبتک کہ ظہیر
سچ تو یہ ہے کہ کبہی تنگ غزل نے نہ دیا

خوب ہوتا اگر خدا سے میں نہ الفت مانگتا
دل بتوں کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک میں برگشتہ قسمت مانگتا
درہم داغ جگر ملتے جو دولت مانگتا

حسب خواہش گر خدا دیتا تو انسان حریص
حشر تک ہر شے یونہیں نوبت بنوبت مانگتا

حور جنت بھی اگر ملتی تو میں اللہ سے
تیرا کوچہ مانگتا تیری سی صورت مانگتا

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہیں سب کاروبار
اس سے بہتر تھا کہ میں رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑھی اوتنی بڑھی حرص و ہوا
خوب تھا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیب زاہد سالوس میں
ان نصیبوں پر ہے ظالم حور جنت مانگتا

گر کہیں ملتی تو اپنے مہربان کیواسطے
کچھ مروت مانگتا میں کچھ محبت مانگتا

دیکھتا کیا کچھ نہیں زاہد اگر مرد خدا
حور جنت کے عوض چشم بصیرت مانگتا

سن چکا ہوں عیش دنیا ہے عدو کیواسطے
پھر دل رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

سخت یاور یار ہے ہمدم آسمان یار رقیب
اس سے بڑھکر اور کیا خاک ذلت مانگتا

اے ظہیر اب کچھہ نہیں خواہش مگر اسقدر
چشم بینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجھہ سے تکلف نہین کرتا
یہ کون ہے جو آگے توقف نہین کرتا

اے رشک قمر جسنے تجھے خواب مین دیکھا
وہ میل خریداری یوسف نہین کرتا

دوزخ مجھے منظور ہے اغیار کی ضد سے
جنت ترا کوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا

تو وہ ہے ستا کر بھی پشیمان نہین ہوتا
مین وہ ہون کہ جلکر بھی کبھی اُف نہین کرتا

وہ پوچھتے ہین حال دل خون شدہ مجھسے
اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا

قاصد ہے پھر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے
کس طرح سے کہدون کہ تصرف نہین کرتا

آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو ترحم
یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا

ڈرتا ہے کہ آجائے نہ آنکھون مین مروت
شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا

پھر کیون ہون خطاوار کہ جو آپ نے لکھا
مین اوس سے سر مو بھی تخالف نہین کرتا

جو مجھپہ گذرتی ہے وہی میرا بیان ہے
مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہے ظہیر اسمین جو فرما گئے اوستاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچھہ شکوے گلے ہوتے کچھہ طیش سوا ہوتا
قسمت مین نہ ملنا تھا ملتے بھی تو کیا ہوتا

خط اوسکو لکھا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا
ہوتا تو یونہین ہوتا قسمت کا لکھا ہوتا

دل کی تو نکل جاتی گو حق مین برا ہوتا
کچھہ تمنے کہا ہوتا کچھہ ہمسے سنا ہوتا

امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی
ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا

جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے
ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوون کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
گر صلح ٹہہر جاتی سو فتنے اوٹہے ہوتے
کہتے بہی تو کیا کہتے ہم داور محشر سے
اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا
ارمان رہا دل مین پامال تو ہونا تہا
یہ پاس تمہارا ہے اغیار و فلک کیسے
ناکام تمنا ہین اتنا بہی غنیمت ہے
گر یون ہی وفا ہوتی تہوڑی سی قیامت ہین
کہتا تہا سمجہا ناصح کیون تمسے بری ہوتے
لکہا تہا مقدر مین اندوہ و الم ناصح
معلوم ہوا صنم سے کچہہ دل مین کدورت ہے
بیداد ہوا جیسے ہو ہان مگر مروت تہی
تہوڑے سے بگڑتے مین یان کام سنورتا تہا
ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلاتے ہین
ملتا تہا تمہین ضد سی گر مجہسے عداوت تہی

کیا کچہہ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا
اچہا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو برا ہوتا
گر تیرا گلہ ہوتا تجہسے ہی کیا ہوتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا پہر خدا ہوتا
جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا
جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا
بیجا بہی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا
سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے برا ہوتا
مین کیون نہ حسینون کا پامال جفا ہوتا
گر بند قبا کہلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سے وفا ہوتا
تم مجہسے خفا ہوتے مین تم سے خفا ہوتا
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا
دشمن کو حسد مجہسے کچہہ اور سوا ہوتا

سو سنجو تو ظہیر آخر وہ جور تو کرتا ہے
مین اوس سے گلہ کرکے محروم جفا ہوتا

ظلم سہنا بڑا ہے جدائی کا
وعدہ اک اک سے رونمائی کا

ہے برا کام آشنائی کا
اور دعوی ہے پارسائی کا

دستِ وحشت وہان اوچہتا تہا | تہا اگر شوق ہاتہا پائی کا

تہی سر راہ میکدہ مسجد | رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشک عاشق کو بوالہوس کو وصال | پوچہنا کیا تری خدائی کا

گر ہوا ایک روز روز جزا | کیا ٹہکانا شبِ جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک | ہاے انداز کج ادائی کا

ولولے تہے ہوای گل کی ساتہہ | نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی ہجر | ہے مزہ موت مین رہائی کا

تہا اگر پاس نام و ننگ ظہیر
کیون کیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمائے کا | سامنا ہے شبِ جدائی کا

گر بناتا نہ دن جدائی کا | کیا بگڑتا تری خدائی کا

دل لگانے کی تہی خوشی کل تک | آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق | ہو لیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ | صلح مین لطف ہی لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو | کیا ٹہکانا ہے بیوفائی کا

وہ دوراہے مین لاکے چہوڑ گئے | تہا گمان جن پہ رہنمائی کا

وان شکایت ہے بیقراری کی | کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل بہی پہلو سے خوف کرتا ہے | کیا برا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح | کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو عرف میرزائی کا

اولٹے گلے وہ کرتے ہین احسان تو گیا
رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا

کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا
مین جان سے گیا تری قربان تو ہو گیا

رہنے دے تنکدہین نہ چھیڑ اے خدا پرست
جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا

فقرہ سہی فریب سہی وعدہ وصال
ایمان کی تو یہہ ہے کہ مین مان تو گیا

کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا
مجھکو لباس غیر مین پہچان تو گیا

ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا
حق تو یہہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا

فقرا ہو یا دعا ہو ہمین اس سے مدعا
حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا

سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار
اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا

مرنا تھا ایک روز ہمین تمپہ مر مٹے
اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا

اسکا گلہ نہین مجھے اوسنے برا کہا
یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا

ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار
اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا

گو مجھکو کچھ کہا نہ حجاب رقیب سے
کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ تمنے ہاتھ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہے انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا
کسی کی کچھ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا

اگر چاہے تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا
مگر ہان اچھہ الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا

وہ خود اسکی طرح آئین دل بنتا بنا [illegible]
بندگی سے [illegible] سے ہو نہین سکتا

جفاؤں پر وفا کرنی بڑی مردونکی باتیں ہیں
نباہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہیں سکتا

تمہارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے ہمسے
تمہیں ہم چھوڑدیں یہ اپنے جی سے ہو نہیں سکتا

مجھی کو فہم کرنیکو بنے ہیں سب نصیحت گر
اوسے سمجھائے جا کر یہ کسی سے ہو نہیں سکتا

بسر کیتاک کرے کوئی امیدوں ہی امیدوں میں
اگر ہو آدمی سے زندگی سے ہو نہیں سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی دیکھ لو پھر کر
کسی کا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

لیے قول و قسم اوس بیوفا سے اور پشیمان ہوں
وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

خدا کی بات تو ہے اور ورنہ وہ کسی کا بھی
وہ خوش ہے عاجزی سے بندگی سے ہو نہیں سکتا

نہانی سوز دل ہے شمع محفل بیزبانی پر
فغان سے جو ہو وہ کیا خامشی سے ہو نہیں سکتا

وہ ملجائیں کہ دل بھر جائے یہ ممکن ہے وہ ممکن
اونہیں الزام کیا دوں جب مجھی سے ہو نہیں سکتا

مجھے دیتے ہیں طعنے صبر پر وہ کس شکایت کے
اوسی سے ہو نہیں سکتا کسی سے ہو نہیں سکتا

وہ یہاں بیٹھے ہیں بزم عدو میں اور میں دیکھوں
الٰہی کیا کروں کچھ بیکسی سے ہو نہیں سکتا

زبان کھلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے
تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہیں سکتا

چھپائی ہی نہیں چھپتی راز محبت سخت مشکل ہے
تری شوخی سے میری خامشی سے ہو نہیں سکتا

مری بیتابیوں پر خفا ہو ہو کے کہتے ہیں
وہ کب ہوتا ہے آگے جو ابھی سے ہو نہیں سکتا

بھلا دلبر کسی کے کچھ کسی کا زور چلتا ہے
نہ بولو تم تو دیکھیں مدعی سے ہو نہیں سکتا

ظہیر اوس بیوفا سے آج کر گذروں وفا کی ہی
مگر مجبور ہوں یہہ عاشقی سے ہو نہیں سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا
کہا حضور سے نہ بیسے کو اعتبار آیا

زمانہ سامنے تیرے وہ ہمنشین ناصح
تجھے تعشر سے مزار آیا

عجب ادا سے وہ آشوب روزگار آیا
کہ خفتگان لحد کو نہ پھر قرار آیا

کبھی خوشی سے لیکے پیام یار آیا
قرار ہنسکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذار آیا
وہ آپ اپنی نبیڑینگی جنکا وار آیا

بس اب ہوا ہی دل مضطرب تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنۂ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سر مزار آیا

وہ سب سے کہتے ہین کمبخت اب تو سو رہیے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار بار پیار آیا

وہ تم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ ہین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرۂ دستار
اوسکے گھر سے جو اس مین کوئی غبار آیا

رہی سہی بھی امیدین جو لٹ کے بیٹھین
رقیب مجھسے سوا ہوکے شرمسار آیا

نفس نفس مین ہی یاس آرزو کی خلش
امید دل سے گئی درد انتظار آیا

غرض تھی کیا انھین آنے سے میری تربت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا بھی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمھارے نام سے دشمن بھی مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کرکے رو آئے
کہیں جو ذکر حریفان بادہ خوار آیا

اضطراب دل نے کیا سینہ مین خنجر رکھدیا
ہاتھ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر رکھدیا

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر رکھدیا
مین نے دل رکھنے کو اوسکی پاؤن پر سر رکھدیا

واے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر رکھدیا
ہاتھ سے بیداد گر نے ہاے خنجر رکھدیا

ہمنے سنگ آستان گھر مین اوٹھا کر رکھدیا
بندگی سے باز مجھکو بندہ پرور رکھدیا

نامہ بر نے جب پڑہا خط کا لفافہ سر بسر
ہاتہہ سے خط رکہہ دیا کاندہے سے بستر رکہہ دیا

گر شب ہجران نکٹتی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ اک خنجر کسی نے زیر بستر رکہہ دیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتہر پڑے
قبر پہ ہلنے کا اوسکے نہ پتہر رکہہ دیا

اللہ اللہ بدگمانی شکوہای غیر کی
حال دل کہنے نہ پایا ہاتہہ مونہہ پر رکہہ دیا

دیکہی تقدیر پہلے ہی جواب خط مجہے
بار ہا خط اونکو لکہا اور لکہہ کر رکہہ دیا

ذلتین منظور تہین میری تو کوئی غیر مین
کیون نہ اپنے آستان کا تم نے پتہر رکہہ دیا

نامہ دشمن سے کچہہ اوٹہتی ہی دلمین گدگدی
کچہہ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑہکر رکہہ دیا

ایسے فقرے تو بہت سے آتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پہر گیا الزام مجہہ پر رکہہ دیا

وہ صفای رخ پہ غش ہین یان چلا ہی لینیاز
آئینہ سے آئینہ ہنستے ملا کر رکہہ دیا

مجہی بسر کیجئے نظر

ظہیر

شب ظہیر خستہ کو کیا جانے کیا یاد آگیا
سر اوٹہایا اور بالین پر اوٹہا کر رکہہ دیا

دیکہنا ذوق اسیری بلبل ناشاد کا
آشیان مین خار و خس [illegible]

[illegible] بیداد کا
[illegible] یاد کا

ہے زمین سے آسمان تک شور [illegible]
سننے والا کون ہے یا رب مری فریاد کا

داد خواہون کو مزہ آجائیگا فریاد کا
چہڑ گیا گر حشر مین قصہ تری بیداد کا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تہا فرہاد کا

داور محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بیجا ہے تمہین کیون شکوہ بیداد کا

تم ذرا چل پہر کے گرد فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سے جہگڑا سرو سے شمشاد کا

تمکو بخشتی تہی خدا نے گر نگاہ رخنہ ساز
مجکو دینا تہا محبت مین جگر فولاد کا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے
دستِ نازک تھام لے کوئی مری جلاد کا

ہے ابھی آغازِ الفت اور دل بس مین نہین
دیکھیے انجام کیا ہو اس بری افتاد کا

فصلِ گل اور تذکرہ گلچین کا پیشِ عندلیب
ہے نیا رنگِ ستم صیادِ ظلم ایجاد کا

ہم نہین اپنے مین جب سے تم ہمارے ہو لیے
خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان
اب قدم جمنا ہے مشکل صبرِ بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہین اور باندھنا مشکل نہین
کیا ثبات بے ثبات اس عہدِ بے بنیاد کا

زمرۂ اہلِ سخن مین کیا شمار اوسکا ظہیر
آپ سے بہرہ ہے جو پیرو نہین استاد کا

ناتوانی کھوئے دیتی ہے مزہ بیداد کا
دوست سے طالب ہون یا دشمن سے ہین امداد کا

کشتۂ انداز ہون کس شوخِ ظلم ایجاد کا
ولولہ اوٹھ اوٹھ کے رہ جاتا ہے کیون فریاد کا

ہے مزہ جوشِ قلق جب شکوۂ بیداد کا
خامشی مین رنگ پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجے جناب
ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوٹھانے سے نہ حاصل کچھ سبکدوشی ہوئی
بارِ احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

مل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سر راہ ہے
وہ قدم لیتا ہے میرا اور مین حداد کا

مجھکو صورت آشنا کہتے ہو صورت دیکھکر
حافظہ نسیان مین داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خارا کنی کچھ اور ہے
خون گردن پر رہا فرہاد کی فرہاد کا

گر نہین کٹتی شبِ یلدای غم خنجر تو ہے
کاٹنا مشکل نہین اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہین اور ہم ستم سہتے رہین
وان اگر پتھر کا دل ہے یان جگر فولاد کا

کیون گریبان کس طرح سے اب تو دل ہو چاک چاک
ہاتھ مین دشمن کی دامن ہے مری فریاد کا

کھینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر وار
دیکھنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا

غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی
ہر گھڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا

دیکھنا جوش قلق کیا کچھہ گوارا ہے مجھے
مدعی سے آج کل طالب ہون مین امداد کا

ہو چلین ہین اب بہت کچھہ در خور صحبت رقیب
دیکھتا ہے اب تلون طبع ظلم ایجاد کا

خیر ہے کچھہ شکوہ اعظ وقت کی باتین کرو
واہ اچھا ذکر چھیڑا گلشن شداد کا

کیا کیا تیرا ہو جذب شوق ناتمام
چلتے چلتے رک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچھہ کچھہ فراہم آپ کے دلمین غبار
ہے یہی مدفن [illegible] خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کرون یا بخت سے امداد کا
ہاتھہ گردن پر مری اوچھا پڑا جلاد کا

سایۂ دنبال ہون کس غیرت شمشاد کا
آپ عاشق ہون مین اپنی خاطر آزاد کا

کون بنتا ہے مکین اس خانۂ برباد کا
یہ دل ویران نمونہ ہے جہان آباد کا

اس قد دلجو کے آگے پوچھتا ہی کون ہے
رکھہ دیا سرو چمن نے نام اک آزاد کا

[illegible] دشمن مین [illegible] شکوہ [illegible]
[illegible] کا

[illegible]
[illegible] کا

پیچتا ہے سنبل تر آپ کے گیسو مین ہے
ہے مری خاطر مین عالم نکہت برباد کا

اک نگہ مین جان بلب ہی اک ادا مین شاد کام
شاد کرنا بات کیا ہے عاشق ناشاد کا

تلخکامی ہاے مرگ سخت جانی ہای ہاے
آگیا ہے ناک مین دم خنجر فولاد کا

رونقون پہ فصل گل ہی جوش پہ دیوانگی
خوب لوہا تیز ہے کچھہ ان دنون حداد کا

آسمان خرسند ہی تم خوش ہو دشمن شاد کام
شیون اپنا زمزمہ ہے کچھہ [illegible] کا

آج جانبازونکی پرسش ہے تہ تیغ سے
آج موقع ہے رقیبونکی مبارکباد کا

چارہ گر کیا پوچھتا ہے اسکی مژگانکی خلش
ہے مری رگ رگ مین عالم نشتر فصاد کا

ہے جو یہ حسن بیان میری سخن مین اے ظہیر
یہ مجھے فیضان صحبت ہے مرے استاد کا

برا انجام ہے سوز جگر کا
کسی دن فیصلہ ہونا ہی گھر کا

نہین کھلتا مآل اپنے سفر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا بھی نکلجائے شب ہجر
کہ دم کے ساتھ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھینچنے لگے اور
برا ہو نالۂ حرمان اثر کا

ہم اپنے دشمن جان ہین کہ تم ہو
بتائین نام کس بیداد گر کا

نہین پہنچین تو پہنچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیش نظر اور پھر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بھروسا ہے ہمین دامان تر کا

حجاب چشم ہے جلوہ [illegible]
[illegible] رشک قمر کا

منور تمسے ہے کاشانہ [illegible]
[illegible] کیا نام ہے نور سحر کا

نقاب الٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لادے جواب خط ہمارا
تو پایان پانو پوچھین نامہ بر کا

گذرتا ہے کیون کوچہ مین اسکے
دل بیمار کیا پردہ ہی در کا

جواب نامہ تو کافر نے لکھا
پتا خط پر لکھا دشمن کے گھر کا

روان ہے شوق مین بیتاب قاصد
کوئی آنسو ہو جیسے چشم تر کا

اوٹہا دو غیر کا سر آستان سے
یہ پتہر ہے تمہاری رہگذر کا

ابہی ہو جائیگی راہ عدم طے
وہ خنجر بہیجدین اپنی کمر کا

پہٹا جاتا ہے سینے سے پیوند
گریبان مین تو ہو ٹکڑا جگر کا

بتون سے ہے نہ حورون تک رسائی
ادہر کا ہی نہ یہ زاہد ادہر کا

مجہے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤنکے اثر کا

وہ کیون پہلوتہی کرتے عدو سے
کوئی اس خیر مین پہلو ہی شر کا

وہ کہتے ہین تری آنکہین ہی پہوٹین
ارادہ ہو اگر کچہہ بد نظر کا

ظہیر خستہ ہے پا شکستہ
الہی آسرا ہے تیرے در کا

جنون تخم غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر پہ نشتر چبہوتا رہے گا

عبث تمنے دامن سے پونچہے ہین آنسو
لہو اب عمر بہر غسل [illegible] رہیگا

[illegible]
[illegible] رہے گا

[illegible]
کوئی مشتعل آپ ہوتا رہے گا

کیا اس توقع پہ خرقہ سے آگین
کہ ابر کرم داغ دہوتا رہیگا

کبہی دیدۂ تر پہ تکیہ نکرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا

جسے خواب مین تم دکہا دوگے صورت
توقع مین تا حشر سوتا رہے گا

مرا حال سن سن کے قاصد ہی بولے
یونہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا

مرے بخت خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہمسے
یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا

نہ چہوٹیگا خونِ ظہیر پُر ارمان
وہ دامن تو دہونے کو دہوتا رہیگا

دیکہنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا
حشر کے روز مرا ہاتہہ ہے دامن اونکا

ہائے وہ دل مین ہون اور پہر دلِ بدظن اونکا
ہو چکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا

ملنے دیگا اونہین کس سے دلِ بدظن اونکا
اونکے پہلو مین تو موجود ہے دشمن اونکا

کیا قیامت ہے قیامت مین بہی اور حشر
غیر کے ہاتہ مین ہے گوشۂ دامن اونکا

اب مین اونکی بہی کہون گا کہ الٰہی اپنی
مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا

موت آتی تہے مجہے ابھی کاش عدو کی بدلے
کیا خوشی تہی کہ سنون کان سے شیون اونکا

ہاتہہ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے
حشر مین تا کہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا

ہاتہہ وحشت مین لگی بہی ہین تو بیکار ملے
پاس ناصح کا گریبان ہے نہ دامن اونکا

ہائے کیا غیر کو بالین سے سروکار رہا
رات بہر ہاتہہ رہا ہے تہ گردن اونکا

طور کیون خاک ہوا برق گرائی کسنے
ایک یہ بہی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا

خوب ہین موجود ہے دل مین کدورت بنکر
کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا

کافرِ الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیر
کلمہ پڑہتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا
آپ جس منہہ کو چہپاتے ہین وہ کہانا ہوگا

مژدۂ مرگ عدو کسکو گوارا ہوگا
اونکے شیون مین بہی اعجاز مسیحا ہوگا

وان بہی کچہہ جلوۂ دیدار کی امید نہین
وعدۂ حشر نہ کس کس سے تمہارا ہوگا

وصل میں بھی تو نہیں حشر و قیامت ہوگی / ناز ہر بات پہ پھر ناز بیمرنا ہوگا

اونکے انداز میں ایسی تو نہ تھی بیہوشی / ہان اوڑایا دل بیتاب کسیکا ہوگا

طور پر طالب دیدار نے دیکھا کیا کچھ / حشر کو حشر دم عرض تمنا ہوگا

شکوۂ ہجر بتان کیون سہے ظہیر ناکام
کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہوگا

باعث نام آوری نقصان جان ہوجائیگا / بے نشانی سے مرا نام و نشان ہوجائیگا

ہین امیدین وصل کی نیرنگہای عشق سے / مہربان اک دن وہی نامہربان ہوجائیگا

کب گمان تھا چشم ساقی اسطرح پھر جائیگی / اور دور جام دور آسمان ہوجائیگا

دیکھ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم / خود بخود اہل وفا کا امتحان ہوجائیگا

اے ظہیر اچھی نہین آتش رخون سے چھیڑ چھاڑ
اس ہنسی مین ایک دن جی کا زیان ہوجائیگا

بزم دشمن مین جا کے دیکھ لیا / لے تجھے آزما کے دیکھ لیا

تمنے مجھ کو ستا کے دیکھ لیا / ہر طرح آزما کے دیکھ لیا

شمع کے بدلے جلتے ہین عاشق / تیری محفل مین آکے دیکھ لیا

پند ناصح کا اعتبار نہ تھا / تم سے دل کو لگا کے دیکھ لیا

اونکے دل کی کدورتین مٹین / اپنی ہستی مٹا کے دیکھ لیا

کچھ نہین کچھ نہین محبت مین / خوب جی کو جلا کے دیکھ لیا

اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے / اونے جب مسکرا کے دیکھ لیا

غیر الفت سے جی چرانے لگے / تمنے آنکھین چرا کے دیکھ لیا

کچھ نہین جز غبار کین و عناد — ہمنے دل مین سماکے دیکھ لیا
اپنے جلوے کے آپ تہے مشتاق — خود ہی پردہ اوٹھاکے دیکھ لیا
نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے — غیر کو بہی ملاکے دیکھ لیا
بندگی کی نہین پذیرائی — بندہ پرور بناکے دیکھ لیا
درد کسطرح دل مین اوٹھتا ہے — تمنے پہلو سے جاکے دیکھ لیا

کیا ملا نالہ و فغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھاکے دیکھ لیا

بتون سے کہین دل بہرا ہے کسی کا — کہین تو بہی ناصح خدا ہے کسی کا
کسی سے نہ ملنا بہلا ہے کسی کا — بہلائی مین ہوتا برا ہے کسی کا
یہ اچہا ہے تو بہی تو اچہا نہین ہے — وفادار ہونا برا ہے کسی کا
نصیحت کرون کا یہ کہنا بجا ہے — ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا
ستم دیکہتے ہین مرے بعد دشمن — برا چاہنا ہی برا ہے کسی کا
مجہے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے — نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا
تمہاری نگہ کی دورنگی نے مارا — برا ہے کسی کا بہلا ہے کسی کا
کہین وہ نہ آجائے اے اہل محشر — مجہے خوف روز جزا ہے کسی کا
گوارا ہے جو کچہ گوارا نہین ہے — مجہے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا
وہ زانو پہ سر کیون جہکائے ہوئے ہین — مگر خون سر پر چڑہا ہے کسیکا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہے خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسیکا

غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسپہ نرگسِ فتان کو کیا ہوا — آشفتہ کیون ہی زلفِ پریشان کو کیا ہوا

اوڑتی ہوائیان ہین رخِ رشکِ ماہ پر — سیماب گون ہے مہرِ درخشان کو کیا ہوا

کسکی دعا تھی یہ کہ ستم کی سزا ملے — تم نازکش ہو غیر کے دوران کو کیا ہوا

میری طرح سے ہاتھ ہی کیون دے لیا یار کا — ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا

سایہ پڑا ہے کسکے دلِ چاک چاک کا — ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا

دستِ دعا بنے جو ستم پر دراز تھے — بیداد و کینہ جو سے ارمان کو کیا ہوا

کیا لب سے مل گئے کوئی لعلِ نمکفشان — موجِ تبسمِ لبِ خندان کو کیا ہوا

کسکے قلق سے آج ہے جی پر بنی ہوئی — ہے نالہ سنج کیون دلِ شادان کو کیا ہوا

کیون لو بھی ورد ہے دلِ ایذا پسند مین — جوش و خروش کاوشِ پنہان کو کیا ہوا

میری طرح سے کیا کہین دل کو پھنسا دیا — اب پیچ و تاب سنبلِ پیچان کو کیا ہوا

کیا پیچ پڑ گیا کسی زلفِ دراز کا — بکھری ہوئی ہے زلفِ پریشان کو کیا ہوا

ہے تشنہ ریز طعنہ سے ہر سو زبانِ خلق — بیمار خود ہے عیسیِ دوران کو کیا ہوا

کیا کام کر گئی مرے دل کی فسردگی — ہنستے تھے جسپہ اب دلِ شادان کو کیا ہوا

طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی — کچھ بے مزہ ہے شورِ نمکدان کو کیا ہوا

کس چشمِ نیم باز نے دل کو لبھا لیا — ہے اشکبار نرگسِ فتان کو کیا ہوا

کس خیرہ سر کے دھیان مین ہے سر جھکا ہوا — مٹی پہ کیون ہے سیبِ زنخدان کو کیا ہوا

مدِ نظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل — حیرت زدہ ہے نرگسِ فتان کو کیا ہوا

کس دن ہوئی تھی بار خدایا یہ آرزو — تاثیر آہ و زاری و افغان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیاہ نرگس بھی ہوے
سلک گہر ہے سوزن مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندۂ دندان نما کا دھیان
اشکون سے تر ہی گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہی تصور روی عرق فشان
کیون ہی عرق عرق رخ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پھر مین نہی سر سے حجاب ہے
زیب جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دلکو تصور سی ربط ہے
باہم ہے دشمنی لب دندان کو کیا ہوا

کیا سوی در مری نگہ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے یہ طبع زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگ وفا ہے چشم تلون شعار مین
اب انقلاب گردش دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرش راہ
تصویر در ہے سرو خرامان کو کیا ہوا

کیا سن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبع خاطر شادان کو کیا ہوا

غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بمعشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بہ نہجیکہ کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دو بالا ہے تیرا
کہ بیمار الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محو تماشا ہے تیرا

ستم اوسپہ کچھ مری جان سمجھکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تو نے مسخر
غضب نقش تسخیر چلتا ہے تیرا

جہان اوسکی بس مین وہ تیرے بس مین
ترے گھر مین ہے آج ساری خدائی
خدا جانے کیا بات دیکھی ہے تجھمین
لبہایا تجھپہ وہ اوسنے پیسا جہان کو
کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم
مگر کچھہ نہ کچھہ چال کرتا ہے تجھپر
خدا بے نیازی دکہاتا ہے اپنی

ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا
کہ خواہان ہوا وہ خود آپ ہے تیرا
خدا جانے کیا ڈہنگ بہایا ہی تیرا
زمانے مین اک حشر برپا ہے تیرا
بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا
وہ دم سازیون دم جو بھرتا ہے تیرا
کہ وہ نازنین ناز اوٹہاتا ہی تیرا

ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہی تجھپر
جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہی تیرا

کب تمہارا بسملِ تیغِ نظر اچھا ہوا
عشق مین جو کچھہ ہوا اسکو وہ ضرر اچھا ہوا
جوشِ وحشت مین کہان تہی کاہشِ درد و الم
جز اجل ممکن نہ تھی بیمارِ الفت کو شفا
سُن چکا قاصد کی منہہ سے جبکہ میرا حال یار
جانتا ہون مجھسے کچھہ بہتر کہیگا حالِ یار

دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچھا ہوا
جو ہوا میرے لیئے ہی فتنہ گر اچھا ہوا
ہوگیا رنجور تر مین جسقدر اچھا ہوا
موت ہی آتی مجھے ابی چارہ گر اچھا ہوا
ہنس کے بولا وہ بتِ بیداد گر اچھا ہوا
مدعی اپنا ہوا ایسا مبر اچھا ہوا

اور ہم واقف نہین حالِ ظہیر زار سے
ہان سنا گیسوئے فتنون مین اک شوریدہ سر اچھا ہوا

گل افشانی کرکے دم بھرتی ہی چشمِ خونفشان کیا کیا
ابھی سے لگئین نام خدا ہین شوخیان کیا کیا

ہمارے جیب و دامن ہے بہارِ گلستان کیا کیا
میری تقدیرین بن کر بدلتی ہی زبان کیا کیا

مجھے گردش مین رکھتی ہے نگاہ دلستان کیا کیا
مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیان کیا کیا

نگاہون مین حیا ہے اور حیا مین ہے نہان کیا کیا
طبیعت مین بسی ہین خیر سے رنگینیان کیا کیا

کشود مطلب عاشق کے ہین لب بچگان کیا کیا
ادای خامشی مین بھر دیا رنگ بیان کیا کیا

فقط اک سادگی پر شوخیونکے ہین گمان کیا کیا
نگاہ شرمگین ہی سے ہے پنہان کیا کیا عیان کیا کیا

کبھی مسکن ہی کعبے مین کبھی دیر و کلیسا مین
دکھائین چشم شوخ و شنگ نے نیرنگیان کیا کیا

ادھر کچھہ پانو پڑتے ہین ادھر کچھہ ہاتھہ اوٹھتے ہین
جنون انگیزیون پر ہے ہوای گلستان کیا کیا

میری بیتابی دل کا تو مجھہ سے پوچھنا ہی کیا
تمہین بیچین رکھتی ہین تمہاری شوخیان کیا کیا

مروت کا بھروسا ہے تو کچھہ ہو کا ہی تمکین کا
نگاہ شرمگین پر شوخیونکے ہین گمان کیا کیا

دل خون گشتہ حسرت نے کیا کچھہ گل کھلائے ہین
بہار رنگین ہے کچھہ اب کی برس فصل خزان کیا کیا

شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
شگوفے چھوڑتا ہی بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا

ہزارون آرزوئین دل کی دل مین خون ہوئی ہونگی
دکھائین چشم پر خون نے چمن پیرائیان کیا کیا

گذرنا وادی تسلیم سے کار نمایان ہے
قدم یان لڑکھڑا جاتے ہین وقت امتحان کیا کیا

جنون سے کم نہین ہے کچھہ ہجوم شادمانی بھی
ہوای گل مین ہے جامہ سے باہر باغبان کیا کیا

نگاہین بدگمانی سے کہان جا جا کی لڑتی ہین
میری آنکھونمین ہین دشمن کی بزم آرائیان کیا کیا

سراپا بھر دیا ہے رنگ یاس و درد و غم ہم مین
مری گفتار سے ظاہر ہین رنگ آمیزیان کیا کیا

وفاداری کی اپنے سب دل آزارونمین چرچے ہین
ہمین بدنام کرتے ہین ہمارے رازدان کیا کیا

تصور مین وصال یار کی سامان ہوتے ہین
ہمین بھی یاد ہ[illegible] حسرت کی بزم آرائیان کیا کیا

ابھی سے ہے نگاہی مشکل ابھی تو دور ہے منزل
مجھے [illegible] بیتابیان کیا کیا

نظر مین وان تلون ہے تو یان بیچینیان دل مین
تر[illegible] ئی ہین مری بیتابیان کیا کیا

وہان شرم وحیا کیا کچھ اونہین پہ بھی لگاتی ہے
مجھے بدنام کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نرالے ڈھنگ ہین دنیا سے کچھ حسن محبت کے
طبیعت تنگ لاتی ہے یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اتراتی ہوی کچھ کوی جانان سے
بسی ہے مشک کی بو مین نسیم بوستان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑ لڑ کر قیامت مجھپہ ڈھاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھپر بجلیان کیا کیا

قدم سے کہتے نہین ہین وہ زمین پر بے نیازی سے
بڑھا جاتا ہے یان شوق سجود آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو بہتر ہے
لٹی ہے دور دور جا کر متاع کاروان کیا کیا

وہ جب جتنے دور کہنچتے ہین تعلق اور بڑھتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دلمین ہین عیان کیا کیا

ظہیر خستہ جان سچ ہے محبت کچھ عجب شے ہے
مجازی مین حقیقی کی ہوی ہین امتحان کیا کیا

جب یقین پر پایا تو مرنے کا سہارا ہوگیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہوگیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہوگیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہوگیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو یارا ہوگیا
بوالہوس نخوت سے یہ اوچھلا کہ تارا ہوگیا

کیا کہین ہر دل کی یا تیرون کیا گوارا ہوگیا
طعنۂ دشمن ہمین رفق و مدارا ہوگیا

اوس جفا جو کا ہر اک سا کیا ہے مثل روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہوگیا

ہوگئین اک جنبش لب مین امیدین کسقدر
کیا ہوا کیا کچھ ہوا کیتنا سہارا ہوگیا

مٹ گئے دنیا کے جھگڑے اک نگاہ ناز مین
تم ہمارے ہوگئے عالم ہمارا ہوگیا

حشر مین چارون طرف سے انگلیان اوٹھنے لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھ شہرہ ہمارا ہوگیا

ہو رہا وہ ہی ہمارا جس سے تم نے بات کی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہوگیا

ناگوار خاطر رشک آفرین کیا کچھ نہ تھا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھ گوارا ہوگیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھ پئے الزام غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہوگیا

گفتگو مین دشمنون پر کچھ یہ ہمین غالب ہے
بول بالا اسکا ہے بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقت منزل ہے دل دشمن سے تپا
اہل کا نا اہل کا جس مین گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیونکی کیون نہ قربان جائیے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر بنگئی
رنج سہتے سہتے دل بھی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس زندگانی مین گذر
دوست دشمن مین خوش و ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن کے پہونچے ہم ظہیر
اوسکے کوچہ مین یونہین کچھ دن گذارا ہو گیا

ای حجاب یا فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہین یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوی غیر مین تم ہوش نقش پا
غماز بن گئے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹہاے ہے حشر تمہاری خرام نے
اوٹہہ اوٹہہ کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑدون فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑے ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو خلق کی نیچ کر نگاہ ہے
رہبر سے بنے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوے ہین فتنے تری رہگذار کے
رہتا ہے حشر غاشیہ بردوش نقش پا

تم شب کہان رہے کہ مرے سایہ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوی غیر ہے
ہر گام پر ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوی عدو مین فتنہ ہی فتنہ ہے وان
ہر نقش پا ہی غاشیہ بردوش نقش پا

چھپتی ہے کوی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوی ہین اودہر گوش نقش پا

سرگوشیان نہ کیجے بلا کر رقیب سے
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو مین بار ہے آغوش نقش پا

دنبالہ رو ہے کوی عدو مین پئے سراغ
میرا شریک حال ہے کچھ جوش نقش پا

ہے کامیاب بوسہ گر انبار کیون نہو
بالیدہ ہے خوشی سے تن و توش نقش پا

کچھ منزل عدم مین نہ پایا کہین سراغ
یاران رفتگان ہین سبکدوش نقش پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھین لب خاموش نقش پا

میری نمود بود سے ہے تصویر نقش پا
نقش فنا ہون صورت تحریر نقش پا

چلتا ہون دیکھ دیکھ کے تقدیر نقش پا
ہمدوش پائے یار ہے تصویر نقش پا

کیا کہہ رہی ہے شوخی تحریر نقش پا
ابتک ہے کوی غیر مین تقریر نقش پا

فیض قدم سے ہی ترے توقیر نقش پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیر نقش پا

نقش قدم کو بھی دل عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہین تصویر نقش پا

بڑھ کر فروتنی سے نہین کچھ جہان مین
سچ ہے بجا ہے راست ہے تقریر نقش پا

جس جا پہ کہا زمین پہ مین جم گیا قدم
مین ناتوان ہون بستہ زنجیر نقش پا

مین اور سجود کوی عدو اور نصیب
کچھ آپ کی خطا ہے نہ تقصیر نقش پا

وہ نقش پائے دوست ہے مین نقش خاک ہون
مجھ سے کہین بلند ہے تقدیر نقش پا

ہر نقش پا کو دیکھ کے کہین کوی غیر مین
مٹ مٹ گیا ہون صورت تصویر نقش پا

ممکن نہین کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہے تدبیر نقش پا

تم اور تمہارے پائے نگارین کی خاک راہ
شایان احترام ہے توقیر نقش پا

مٹ جائین ہم جہان سے تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیر نقش پا

نازک ہو کوی غیر مین کیونکر گذر رہا
کیا لے اوڑی ہے شوخی تحریر نقش پا

تیرے قدم کے ساتھ ہین جانین لٹی ہوئین
بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی

دیکھین مٹا تو دہی کوئی تصویر نقش پا
اللہ رے فتنہ گری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ردیف مین تونی غزل ظہیر
کہینچی ہے زور طبع سے تصویر نقش پا

لہو و لعب مین عہد جوانی گذر گیا
شب اونکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا
اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا
نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ
لڑتے ہو مجھسے اونہین لڑتی نگاہ قہر
اونکے تو یان نہ آنیکے شکوے دہرے رہے
آنکھین سی کہل گئین تری جلوؤن کو دیکھکر
کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا
ہوتا ہے لٹ لٹا کے تری کوچے تک گذر
تو بہی ہے بیوفا ترا پیکان تیر بہی
ای شوق ضد دلا کے اوسی کیا ستم کیا
اک اک کو اپنی بضاعت نازتہا

جہوکا خزان کا تہا ادہر آیا ادہر گیا
نیچی نگاہ ہو گئی چہرہ اوتر گیا
جس جا دعا گئی نہ دعا کا اثر گیا
خط کیا گیا کہ مجھسے مرا نامہ بر گیا
معلوم ہو گیا مجھے غصہ اوتر گیا
میرا ہی اضطراب مرا کام کر گیا
گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا
مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا
نالہ بہی گر گیا ہے تو کہو کر اثر گیا
کیا بے لگاو سینہ سے ظالم گذر گیا
مین اوسکے گہر گیا تو وہ دشمن کے گہر گیا
مین ساتھ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم سیر دشت ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کہلا
نشتر نزار سے ہے چلون مین کہلا

واہ ری قسمت مرا گلزار امید — غنچہ غنچہ دل دشمن مین کہلا
دل لگے عقدے رہے سب بند کے بند — اک شگوفہ بہی نہ خرمن مین کہلا
سب گل داغ کے ہین نشو و نما — کہین دل مین کہین گلشن مین کہلا
نہ کہلا تہا جو کبہی غنچۂ راز — وہ شگوفہ مرے شیون مین کہلا
جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج — اک نیا گل ہے نشیمن مین کہلا
آکے دیکہو مرے گریہ کی بہار — طرفہ گلزار ہے دامن مین کہلا
نکہت ناز نے جادو ڈالا — سحر اوس چشم فسون فن مین کہلا
دست گستاخ نہین رہنے دو — یہ گلوبند ہے گردن مین کہلا
بل بے عکس رخ رنگین کی بہار — گلشن آئینۂ آہن مین کہلا

کسکی آنکہون سے لڑی آنکہ ظہیر
نرگسین باغ ہے روزن مین کہلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہین ہوتا — مقام دوست تک اپنا گذر نہین ہوتا
مزاج حسن جو شورش اثر نہین ہوتا — نشان سجدہ مرا در بدر نہین ہوتا
وہ جانتے ہین کہ ہے بیاد جلوہ دیدۂ شوق — گذر کبہی جو سر رہگذر نہین ہوتا
بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے — مجہے نصیب جو پیغامبر نہین ہوتا
مجال عرض تمنای دل کسے ہوتی — جو شوق جلوہ گری پردہ در نہین ہوتا
پیامبر مرا آتا نہ یون گریبان چاک — جواب نامہ جو وحشت اثر نہین ہوتا

ظہیر دیر و حرم کی بہت اوڑائی خاک
مقام یار تک اپنا گذر نہین ہوتا

دیگر

جب کدورت سے صفا آئینہ دلکا ہوگیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہوگیا

دلکو تھامون ہجر مین یا جانکو تسکین دون
تم بغل سے کیا گئے اک حشر برپا ہوگیا

اونکے دلمین بھی ہماری آرزو کا رنگ ہے
غیر کا نقش وفا اپنی تمنا ہوگیا

ہای ہم اور ترک پاس وضع اور پہر اسقدر
دلکے ہاتھون کیا کہین کیا کچھ گوارا ہوگیا

کیون ظہیر خستہ جان دیکھا محبت کا مزہ
دو ہی دن مین کیا سے کیا عالم تمہارا ہوگیا

ردیف یای عربی

باہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایون تک بھی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا اونھین بھی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق مین کرتی دعا مری
فرصت فغان سے ہمنے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بھڑکے شعلہ صفت شوقین وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگرمی عدو نے مرا جی جلا دیا
دن بھر گلے ہین شکوہ سرائی تمام شب

دلکا برا ہو یون ہی گزاری شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچھ اور بھی وصال مین دونا ہوا قلق
باہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤن نالۂ دلگیر کہ بزم مین
بھولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجھے
اُس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شب وعدہ وہ نہ آئے
اوس کوچہ کی ہوا بھی نہ آئی تمام شب

یان شوق جنکو جو ہے تو وان شرم کچھ نہ پوچھ
رہتی ہے صلح مین بھی لڑائی تمام شب

یاد آیا اونکو وعدہ دشمن حنا کے بعد
ملتے رہے وہ دست حنائی تمام شب

افسوس بخت خفتہ نہ جاگا ترے ظہیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تھا زندگی مین ہجر کی جو روز بد نصیب
ہے بعد مرگ بھی شب تار لحد نصیب

زاہد کو ہو گی سایہ طوبی کی آرزو
یارب ہمین ہو وصل بت سرو قد نصیب

یہ جانتا ہون موت بھی مشکل سے آئیگی
کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب

برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین
اپنی سی کر رہے ہین ہیبت شد و مد نصیب

دو ڈہنگ ہین وصال کی دو تو محال ہین
یا آپ مجھپہ رحم کرین یا مدد نصیب

ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سے رقیب کی
ہمکو خوشی نصیب ہوا اوسکو حسد نصیب

کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشم اشکبار
کیا کیا دکھا رہے ہین مجھے جذر و مد نصیب

قسمت سے ہی ملگیا جو ترا سنگ آستان
سر پھوڑتے پھرینگے رقیب حسد نصیب

مصروف دلہی نگہہ جانستان رہے
یارب ظہیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین بہا کرتا ہو مین ور در خراب
یون نہ کرتا تھا مری مٹی کو چشم تر خراب

اپنے ہاتھون کاٹتے اپنے گلو کو وقت ذبح
ایک تو نازک ہے قاتل دوسرے خنجر خراب

رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گھر کیا
جسقدر بستا گیا اُتنا ہوا یہ گھر خراب

جو مزے دلمین مکین ہے اوس سے بہتر کون ہے
پھر کہون تعمیر خانہ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل بد کی ہے دلیل
گر صدف ناقص نہ ہوتا نہین گوہر خراب

سر مٹے آتش رخون پر کوئی کس امید پر
ہے بیاہی شمع پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

ردیف بای فارسی

بگڑ کر عدو سے دکھاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اٹھے
کہین سنگ در سے اٹھاتے ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا اب یہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے فقرون مین آتے ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانے لگے
یہ نقشے عدو کے جماتے ہین آپ

مین اس زود رنجی کے قربان ہون
کہ آنکھین عدو کو دکھاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے اٹھاتے ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچھ لگاتے بجھاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بھلا مجھ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع ذکو جلاتے ہین آپ

نہ جھنجلاؤ اتنا چلے جائین گے
کہا تھا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیون خواب مین
مگر سوتے فتنے جگاتے ہین آپ

طبیعت ہے کس درجہ رنج آفرین
نئے سے نئے رنگ لاتے ہین آپ

مری حسرتون کو جلا دیجیے
کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہین آپ

بندھے کیا کسی کو امید وصال
نظر سے نظر کب ملاتے ہین آپ

نظر آگئے کیا کرشمے ظہیر
بتون پر جو ایمان لاتے ہین آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت
کچھ ہے تو ہمین اپنے مقدر کی شکایت

ہم اور قیامت مین ستم و ظلم کی فریاد
ہے تیرا گلہ داور محشر کی شکایت

تو اور نگاہِ غلط انداز سوئے غیر
رگ رگ مین یہان کاوش نشتر کی شکایت

بیتابی و شوخی مین نہین فرق کچھ اتنا
کیون کرنے لگے وہ دلِ مضطر کی شکایت

درکار نہین ہے مجھے لطفِ ستم آمیز
بیجا ہے عدو کے دلِ مضطر کی شکایت

کج فہم ہے دشمن کہین سمجھے نہ بہک جاے
لازم ہے ہمین زلفِ معنبر کی شکایت

کچھ اس سے نہین دور کہ جی ہار کے بیٹھے
کرنی ہی پڑی غیر سے دلبر کی شکایت

تم آرزوِ دل کو مرے دل مین سمجھ لو
اچھا ہے کہین ہے اگر گھر کی شکایت

نیند آئے ہمین کیا کہ نہین خار سے کمتر
بیجا نہین تارِ رگِ بستر کی شکایت

اب سنگِ درِ یار ہے اور خاکِ درِ یار
تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت

ہین تمکو اگر کچھ دلِ بیتاب کی شکوے
شوخی سے ہمین بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ روش ہین
اُس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

ردیف تای فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایان نبوت | اے نور خدا تجھسے بڑہی شان نبوت
دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے | آغاز وہی اور وہی پایان نبوت
سلطان زمن ختم رسل سرور کونین | گلچین بہار چمنستان نبوت
یان مہر نبوت سے ہی وان فخر نگین ہے | سلطان سلیمان ہے سلیمان نبوت
ہے عالم اجساد سے تا بزمگہ قدس | اک روشنی شمع شبستان نبوت
مین کیا ہون کہ ہے خود چمن آرائی دو عالم | شیدای قد سرو خرامان نبوت
پڑتی ہے نظر حد ادب سے ہی گذر کر | ہین دور بہت رتبہ شناسان نبوت
حضرت نے یتیمی مین سہے جور اقارب | بچپن مین مہیا ہوے سامان نبوت
موقوف رسالت پہ تھا اظہار خدائی | لازم ہوی وحدت کے لئے شان نبوت
یا سید عالم ہین ترے شوق لقا مین | محو ارنی زمزمہ سنجان نبوت
وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تھے | باقی تھے نبوت مین جو ارکان نبوت
کیا عشق زلیخا کو حقیقی سے ہی نسبت | ہے شاہد وحدت مہ کنعان نبوت

کیا خوف لظی آتش دوزخ سے ہی مجھکو
ہے سر پہ ترے سایۂ دامان نبوت

بڑھے ہے کاش نامہربانی کی صورت | کسی طور ہو زندگانی کی صورت
نہ بھولینگے دنیای فانی کی صورت | کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت
گمان ہے فقط زندگانی کی صورت | مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ ناز و نزاکت سے چین بر جبین ہین
خدا ساز ہے سرگرانی کی صورت

وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین
کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت

وہ مین لوح دنیا پہ حرف غلط ہون
کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت

نہ آغاز سوجھے نہ انجام سے ہے
ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت

جہان کا مرقع بھی عکس عدم ہے
کہ صورت مین ہے بے نشانی کی صورت

اوسیکا ہے جلوہ جدھر دیکھتا ہون
نظر مین ہے کس ہرجائی کی صورت

دل غیر سے کیونکر اون کو نکالون
وہ چھپتے ہین راز نہانی کی صورت

تصور مین بھی کچھ سراسیمگی ہے
رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت

وہ آئیے تو کیا ذبح کرنیکو آئیے
کہ اک آفت ناگہانی کی صورت

یہان راز دل ہے محبت عدو کی
نہین اب کوئی رازدانی کی صورت

تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین
وہ کچھ اور ہے مہربانی کی صورت

نگاہون مین پھرتی ہے جی ڈھونڈھتا ہے
کسی برق وش کی جوانی کی صورت

جو دیکھو تو سب صورتین ہین اسی مین
وہ صورت ہے انسان فانی کی صورت

مری ناتوانی ہے اوس حد کو پہونچی
کہ صورت مین ہے سخت جانی کی صورت

مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود
وہ آئین پیام زبانی کی صورت

ہمین ذوق شوق آزما دیکھنا ہے
کہان تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

ہمارے نہ مانے مین کیا کچھ نہین ہے
مگر اک نہین قدردانی کی صورت

یہ ناز تبختر ہین اہل نظر سے
ہمین تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

نگہ وہ کچھ آفت ادا یہ بلا ہے
سراپا ہین وہ جانستانی کی صورت

ظہیر جگر خستہ تری فغان ہی
بہت دور رس ہے فغان کی صورت

جلوہ زلفون سے نمایان ہے قمر کی صورت
اب گرے اب گری ہم پردۂ در کی صورت

ہم دکھا دینگے دعا مین بھی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑ کر مری گھر کی صورت

لطف شبہای بلا تمیز عدو کیا جانے
اسنے دیکھی ہی نہین شام و سحر کی صورت

ایک جا چین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گھر مین سفر کی صورت

کچھہ نکل آئے اگر اونسے تعارف کی سبیل
کچھہ بدل جائے ابھی شام و سحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کے صدقے
مل گئی چاک گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون قلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کی صورت

پردۂ آخر رخ مطلب سے اوٹھاتی ہی بنی
نہ چھپا نیے سے چھپی زخم جگر کی صورت

آؤ تم بھی تو مری خانہ خرابی دیکھو
ہے تماشا گہہ عالم مرے گھر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
ہین سراپا نگہہ یاس اثر کی صورت

منہ دکھاتے ہی بنی پردہ اوٹھاتے ہی بنی
دیکھ لے جذب دل شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹھو آؤ ظہیر
اب نکالین گے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عز و شان کوی دوست
ای خوشا پامالی افتادگان کوی دوست

ڈھونڈھتے ہین کھو کے اپنی کو نشان کوی دوست
دور رہین خود رفتگی مین رفتگان کوی دوست

یا زبان سے ہو بیان عز و شان کوی دوست
دلمین جو سمجھے ہوی ہین رتبہ دان کوی دوست

مل گئے ہین خاک مین اور آسمان پہ ہین دماغ
عالم بالا پہ ہین افتادگان کوئی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو
خضر راہ مدعی ہین رہروان کوئی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچھ رشک و حسد
چین سے ہین بعد مدت سے ساکنان کوئی دوست

کیا عجب ہے روضۂ رضوان او سے ہی ہو مرا
ہند گو دیتا تو ہے کچھ کچھ نشان کوئی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما
کوئی دشمن نے ملا ہمکو نشان کوئی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبھی گردش نہین
یا الٰہی اور ہے کیا آسمان کوئی دوست

تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہین
نامہ بر سے پوچھتا ہون جب نشان کوئی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین
مہربان ہے آج مجھ پہ پاسبان کوئی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر
سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوئی دوست

وہ ہین یاد جو آئین مجھے تمہاری رات
برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد رہا جوشش بیقراری رات
تڑپ تڑپ کے سحر شام سے گذاری رات

غضب مین آئے احبا بلا مین ہمسایے
کہ دنگ نالۂ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم یہ تو بتا دے کہ صبح کیا ہوگا
اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی
زیادہ تر ہے گرانجانیون سے بھاری رات

گھڑی گھڑی مجھی گن گن کے صبح ہوتی ہے
شروع شام سے ہوتی ہی دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑھکر ہے
کہ دن ہے کوہ گران اور دن سے بھاری رات

وصال غیر مین ہے دراز تر تجکی
ہمارے روز مصیبت سے کچھ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر فگار نہ ہو
تڑپ تڑپ کے جو کرتا تھا آہ و زاری رات

خاک سرسبز ہو ہماری بات
سو منہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات

ستم یہ مرنے کی ہی یہ ساری بات
کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات

نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی
لاکھ بگڑی ہوئی سنواری بات

ہون تو ہون خوش ادا زمانے مین
ہے تمہارے لیے تمہاری بات

رو لیے دیتا ہون ہر سخن کی ساتھ
ہو گئی اب تو آہ و زاری بات

تمنے کیا کیا سنائین صلواتین
مین سنے آدہی کہی نہ ساری بات

پک گئے ہین دل و جگر دونون
ہمسے پوچھے کوئی تمہاری بات

یہ زبان ہے کہ تیغ بُران ہے
دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

اے ظہیر اس زمین مین لطف ہے یہ
بحر آدہی ہے اور ساری بات

ردیف تائے ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ
اُف رے ظالم غضب لگائی چوٹ

عمر بھر دل لگی مین کھائی چوٹ
اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ

جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ
وہ زبان سے تری لگائی چوٹ

کہکے اوسکی نگہہ لگاتی ہے
ہان سنبھل بیخبر وہ آئی چوٹ

تھی نظر سے نظر کی جنگ جدل
مفت مین جان و دل نے کھائی چوٹ

غیر سے وان لگاوٹ لڑتی تھی
ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ

تیوری ترچھی کوئی پڑی ہے نگاہ
دل سے کرتی ہے کج ادائی چوٹ

ساتھ دل سے نے دیا لگاہون کا
کون کھاتا ہے یون پرائی چوٹ

ستیاناس جاے الفت کا
ہر گھڑی تازہ دل پہ کھائی چوٹ

جانتا ہوں بڑے سیانے ہو تم
کس کو تاکا کدھر لگائی چوٹ

ہاے وہ پوچھنا تجاہل سے
سچ بتاؤ کہاں یہ کھائی چوٹ

چھوڑ بیٹھے تھے ہم تو انکو ظہیر
غیر کی ضد پہ دل نے کھائی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

دل کے دینے پہ ہی ناصح مجھے الزام عبث
کہ سمجھکر نہیں کرتا ہے کوئی کام عبث

کچھ تو رسوائی الفت میں مزہ ہے ورنہ
کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث

تھا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص
مجھکو بدنام کیا اوسنے خودکام عبث

کیوں نہیں بوسہ بہ پیغام سمجھکر خوش ہوں
نامہ بر کو نہیں دیتے ہیں وہ دشنام عبث

آہ و زاری کے لیے رات پڑی ہے ساری
مضطرب شام سے ہے تو دل ناکام عبث

دل میں ٹھہرائی ہے جو مجھسے بلا کر کہدو
واسطے ہیچ کے ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہو لیا جو کہ ہوا روز نخستین میں ظہیر
گلہ بخت غلط شکوہ ایام عبث

ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھ کے دشمن کو ادھر آج
ہم خوب سمجھتے ہیں جو ہے مدنظر آج

تم کیا کہ زمانہ نہیں ہے کچھ بہ رنگ دگر آج
دل کیا نہیں ملتا نہیں ملتی ہے نظر آج

تم پہلوے دشمن میں ہو یا ہو مرے گھر آج
بیٹھے ہو کہاں دل ہے کہاں دھیان کدھر آج

تم پھر گئے مجھسے کہ نگاہیں طرف غیر
بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگ نظر آج

ہوتی نہیں کیوں صبح شبِ وصلِ عدو میں
تم چھپتے ہو جب سے کہ خجالت سے سحر آج

دم ہے کہ غم ہجر ہے جیتا ہی کہ مرنا
تم کیا نہیں پہلو میں نہ دل ہے نہ جگر آج

ناکام ہے کچھ ایسا ہی شبِ وصل عدو میں
شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعاؤں سے اثر آج

کچھ سوچ کے بیٹھے ہیں تری راہگذر میں
یہ جان لیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج

منظور نہے منظور ہے کچھ سرزنشِ غیر
میں بھی تو کہوں دل میں وہ کیوں آئے ادھر آج

تھی لگو کچھ افسردگیِ یاس سے تسکین
وہ آگ لگانیکو ہیں آئے مرے گھر آج

ہم وصل سے اوس کے ہیں ادھر غیر ہے برہم
ہے دونو طرف ضد میں ادھر آج ادھر آج

شوخی ہے طبیعت کی کہ حالِ دلِ بیمار
کل اور تھے کچھ اور ہیں انداز نظر آج

کہتا ہوں بُرا غیر کو تم سنتے ہو خاموش
کیا بیخبری ہے کہ نہیں کچھ بھی خبر آج

بشاش کچھ ایسے ہیں وہ پیغام عدو سے
گویا کہ سُنی ہے مرے مرنے کی خبر آج

ہے روز مصیبت کو نہ آغاز نہ پایان
یہ طرفہ قیامت ہے کہ شب ہی نہ سحر آج

ہم کوچۂ دشمن میں بچھا دینگے نگاہیں
دیکھیں گے کہ جاتے ہیں وہ بیچ کے کدھر آج

پھر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے
پھر تم نے مرے قتل پہ باندھی ہے کمر آج

کیوں کر نہ کہوں شکوہ نہ تھے غیر کے گھر میں
تم شام کو آتے ہوئے آئے ہو سحر آج

کیا کیا ہیں ظہیر اہل خرابات میں چرچے
ایک ایک سے کہتا ہے کہ ہیں آپ کدھر آج

جاتی ہے سوی در جو نظر بار بار آج
کیوں کر کہوں عدو کا نہیں انتظار آج

دیتا پیام وصل ہے کچھ اضطرابِ شوق
تھمتا نہیں بغل میں دل بیقرار آج

مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیوں اٹھائیں
وعدے کی شب ہے اور نہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھہ نہ کچھہ تو رقیبوں کی سرکشی
بیٹھے ہین سر جھکائے ہوئے شرمسار آج

دونا ہوا تاسفِ درد و الم سے رنج
رونے لگے وہ سُن کے مرا حالِ زار آج

کچھہ کم نہین صعوبتِ ہجران ہی حشر سے
ہو جائیے کاش پرسشِ روزِ شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اے اہلِ میکدہ
بیٹھا ہے سنگِ زاہدِ شب زندہ دار آج

ردیف جیم فارسی

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ
منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گلرنگ خطا ہی کیا کی
دیکھہ چٹکی مین ستمگر لبِ سوفار نہ کھینچ

ای پریشانیِ غم ساتھہ نبھا کر دل کا
کلفتِ برہمیِ گیسوی خمدار نہ کھینچ

طلبِ بوسہ پہ اتنا ترش ابرو کیون ہے
لبِ جانبخش کے بیمار پہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہین جورِ الم کے اندھیر
دور اپنے کو سیاہی مین شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو پھر حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا
تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو عدو زہر ہی کھا کر مر جا
زحمتِ جان کنی مردنِ دشوار نہ کھینچ

جذبۂ شوقِ محبت کو تری آگ سے لگے
مجھہ کو ای دل طرفِ کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ رہین کشتۂ شوق ہو ہون
جذبِ اُلفت طرفِ کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان
کاروان کو ہوسِ گرمیِ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہریِ گردون سے جلے بیٹھے ہین
تو مشقت عبث ای آہ شرربار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گرِ کوی خرابات ہمین
مجھہ کو ای کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہون قیدِ مذاہب سے ہون آزاد ظہیر
مجھہ کو ہرگز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

ردیف حاے حطی

ملا ہے مجھکو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے [illegible]ہد پہ کہے تو بُرا حسینون کو
خدا سنا یہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سے توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بھی رقیبون سے ہمزبان ناصح

ہم اور کوے بتان اور جادہ فرسائی
پھریگا ساتھ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گھر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند رکھ زبان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بھی اوس پریوش سے
تری طرف سے مجھے ہین بُری گمان ناصح

تری زبان نے مجھے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہین دل ترا بھی آجاوے
ظہیر راز سے تو بھی ہو ہم فغان ناصح

ردیف خاے معجمہ

وہ اور بھبوکا ہوے جب عکس پڑا سرخ
کیا نام خدا رخ پہ دوپٹہ ہے کھلا سرخ

تلوؤن سے ملا آپنے کسکا دلِ پرخون
ایسا تو نہ دیکھا تھا کبھی رنگِ حنا سرخ

کیا حسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی ہے رنگت گلِ احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہوے جب کفِ پا سرخ

کچھ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکھین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑھا پیار بگڑنے سے بنی بات
چہرہ کا کھلا حسن جو غصے مین ہوا سرخ

ہے ہے نہ رہا وصل مین کچھہ خوفِ محبت
بوسون سے کیے اونکے لبِ روح فزا سرخ

گلگونۂ رخسار ہوی شعلہ مزاجی
کچھہ آج نقابِ رخِ روشن ہی سوا سرخ

ہے مدِ نظر قتلِ ظہیرِ جگر افگار
اوس کافرِ سفاک نے نامہ ہے لکھا سرخ

ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمدؐ
مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمدؐ

ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمدؐ
اللہ کا طالب ہے شناسای محمدؐ

بیتا جو نگاہون سے تو سایہ نظر آتا
ہے چشمِ ملائک مین مگر جای محمدؐ

پیراہنِ یوسف کو ہے جس بو مین بسایا
تھی نکہتِ گیسوی سمن سای محمدؐ

اوس نورِ مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ
ہے شکلِ الف قامتِ رعنای محمدؐ

سایے کے نہ ہونے سے کھلا سرِّ نہانی
یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمدؐ

ہے موجِ تبسم مین عجب روح فزائی
قربانِ لبِ لعلِ مسیحای محمدؐ

ہے خلوت و جلوت مین وہ الٰہی شمایل
کونین مین ہے نقشِ کفِ پای محمدؐ

حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا شناسا
ہے چشمِ محمدؐ مین مگر جای محمدؐ

کٹتی ہے اسی دھیان مین عاشق کی شبِ ہجر
اے وصلِ علی زلفِ دل آرای محمدؐ

مجبور شریعت سے ہون کچھہ کہہ نہین سکتا
ہے دل مین جو کچھہ جوش تولای محمدؐ

ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گرِ عالم
آشوبِ جہان نرگسِ شہلای محمدؐ

اپنے کو جو تھی مدِ نظر اپنی نمایش
خود حسن ہوا محوِ تماشای محمدؐ

یان روز نخستین ہی ہے فردا این فردا
کچھ اوس سے بھی اول ہے تجلای محمدؐ

موسی کو ہے حسن حق تجلی سے غش آیا
وہ نور دل افروز ہے شیدائے محمدؐ

کیا حسن نمک بیز ہے اللہ رے اسد
کونین مین ہے شورش و غوغای محمدؐ

دیکھو تو ذرا حسن دوئی سوز کے جلوے
ہر رنگ مین ہے رنگ تجلائے محمدؐ

رحمت کے اشارے ہین شفاعت کی کرشمے
ہے جان جہان نرگس شہلائے محمدؐ

مطلوب جہان ہے مرے مطلوب کا طالب
اے عشق خوشا طالع شیدائے محمدؐ

اس عجز نوازی پہ تصدق ہے دل و جان
امت کی تمنا ہے تمنائے محمدؐ

کیون سر بگریبان ہے ظہیر جگر افگار
وا فر ہے بہت دامن پہنائے محمدؐ

کہون کیا شوکت و شان محمدؐ
بہت اونچا ہے ایوان محمدؐ

محمدؐ اور یہ سامان محمد
زہے شوکت زہے شان محمدؐ

دو عالم مین ہے سامان محمد
کہ یان تن ہے تو وان جان محمدؐ

فروغ لمعہ انوار حق سے
فروزان ہے شبستان محمدؐ

ازل کیا ہے ابد کہتی ہین کسکو
یہی آغاز و پایان محمد

چمن پیرائے گلزار جہان ہے
بہار روی خندان محمد

سبق آموز عقل اولین ہے
مگر طفل دبستان محمدؐ

صباحت زار روز کن فکان ہے
دم صبح گریبان محمدؐ

گل شاداب رحمت سے ہے معمور
سراسر جیب و دامان محمدؐ

بس اب ممکن ہے قرب خاص باری
کہ ہاتھ آیا ہے دامان محمد

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو
وہی تو ہین غلامانِ محمد

فرازِ عرش سے گذرا ہوا ہے
عروجِ خاکِ بیزانِ محمد

کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی
کہ مشکل تر ہے آسانِ محمد

ادہر امت ادہر عشقِ حقیقی
کہین دل ہے کہین جانِ محمد

کلیم اور انتہای شوق اور طور
فرازِ عرش وجولانِ محمد

اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکھو
نہین آغاز و پایانِ محمد

محمد آبیارِ باغِ کن ہے
بہارِ کن سے ہے بستانِ محمد

زبانِ حق محمد کی زبان ہے
خدا کا حکم فرمانِ محمد

درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار
کہ اب آتا ہے فرمانِ محمد

مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے
کمندِ زلفِ پیچانِ محمد

دبا جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر
وہ ہے سروِ خرامانِ محمد

نہ کیون ہون نرگسین آنکھونکے قربان
کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمد

وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ
دلِ عالم ہے قربانِ محمد

نہ ہونگے حشر تک جس سے سبکدوش
وہ کچھ ہے بارِ احسانِ محمد

نمایش حق کو تھی منظور اپنی
کھلا اب رازِ پنہانِ محمد

فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا
خدا ہے خود نگہبانِ محمد

ہوای شوق مین پہونچے کہان ہین
رسا ہے ہشیار بستانِ محمد

ظہیر اور اسعد گستاخ دستی
بھلا تو اور دامانِ محمد

ہے جلوۂ حق آئینۂ روے محمدؐ
کیون چشم خدا بین نہ اوٹھے سوی محمدؐ

قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروی محمدؐ
سر طاعت خالق مین ہے دل سوی محمدؐ

گرنے نہ دیا حور و ملائک نے زمین پر
آنکھون مین لیا سایۂ گیسوی محمدؐ

ہو نکہتِ فردوس سے کس وجہ نہ برہم
جس سر مین ہو سودای سر کوی محمدؐ

دیکھینگے ترے گلشنِ فردوس کو رضوان
آتے ہین مقیمانِ درِ کوے محمدؐ

ہے سلسلۂ حرمتِ آزادی محشر
دلبستگی حلقۂ گیسوے محمدؐ

دیکھین تو چلی آئین کہان تک ہین گنہگار
وہ عرصۂ محشر ہے تو یہ کوے محمدؐ

ڈرتا ہون کسی وقت نہ کچھ منہ سے نکل جاے
اللہ سے ملتی ہے بہت خوی محمدؐ

کھنچنے کو کھنچے طول یہ ہنگامۂ محشر
کافی ہے بس اک جنبشِ ابروی محمدؐ

ایک ایک سے ہوتی ہین شفاعت کے اشارے
طرار ہے کیا چشمِ سخنگوے محمدؐ

محشر مین گنہگارون سے اللہ نے کہا
رحمت کا ادہر باب اودہر روی محمدؐ

سایہ کے عوض ساتھ ہے انبوہ گنہگار
صدقے ترے ای قامتِ دلجوی محمدؐ

اب ہم پہ کھلے معنی ایمای یداللہ
ہے دست خدا قوتِ بازوی محمدؐ

یارب ہو وہ دن بھی کہ ظہیر جگر افگار
آنکھون سے ملے خاک سر کوی محمدؐ

۵۶۳۱۹

آنکھ اپنی شبِ غم نہ ہوئی تا بسحر بند
دشمن مری آنکھون مین رہا شب کو نظر بند

وان روزنِ در بند ہین یان دیدۂ تر بند
وہ وان ہین نظر بند تو ہم یان ہین نظر بند

دو چار گھڑی باز رہے تا درِ امید
دربان درِ دلدار ابھی سے تو نہ کر بند

کچھہ دور نہین چارۂ خونابہ فشانی
یا زخم جگر بند ہو یا دیدۂ تر بند

تو سوز نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ
مر جاؤن گا مین ہونگے اگر زخم جگر بند

اوس بزم مین ہین سوی فلک یون نگران ہین
صیاد کو جس طرح تکے طائر پر بند

تہا موت کو بہی ہائے اسیوقت پہ آنا
وہ آئیے ادہر آنکہہ ہوی ہای اودہر بند

اب ور ہے مجہے جذبۂ دل پردہ دری کا
سنتا ہون کیے غیر نے وان روزن در بند

دیکہو تو ذرا عشرت دشمن کے تکلف
دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانئین ظہیر اب کی ہے کس خواب گران مین
یون آنکہہ نہ رہتی تہی کبہی آٹھہ پہر بند

تیرے بلاکشون کی اگر ہو فغان بلند
ہو جائے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم بہی نالۂ آتش فشان بلند
دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو بہی گئی جو آہ دل ناتوان بلند
پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فراز دہر
ہے ایک دوسرے سے کہین آسمان بلند

ہے لطف سوز جب کہ شکایت نہ لب تک آئی
وہ آگ دل مین ہو نہ جس سے ہو دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین
کچہہ دور آسمان سے ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دست دعا مرا مری ہمت سے پست تر
اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوج طالع مسعود مدعی
ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے
آتی تو شاخ گل نہین ای باغبان بلند

وقف حوادث فلکی ہین بلند قد
گرتی ہے تاک تاک کی برق آشیان بلند

ہمراہ قافلہ ہون جو ہے شکستہ پا
ہرگز نہو غبار پس کاروان بلند

ہے دہوم عرش تک تری فریاد کی ظہیر
ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

ردیف ذال

پڑہنے لگتا ہون اوٹہا کر جو زمین کا کاغذ
ہے یہہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھون
نامہ بر لایے گر اوس پردہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکھے کا کوئی اور علاج
گل ہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان سے کرتے ہین وہ پرزے پرزے
لایے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویز وہ دلکش عنوان
نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دمبدم چھیڑ ہے یہ گھر سے اوٹہانیکے لیے
لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

اے ظہیر اوسکو اگر بھیجتے ہو نامۂ شوق
ہو لفافہ پہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر
صد شکر کہ گھر ہی مین رہے گھر سے نکلکر

آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکلکر
چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دل بسمل
دم آگیا مجھہ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتہر سے نکلکر

سر پھوڑتی پھرتی ہے مری قبر سے حسرت
ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹھکانا
کمبخت کہان جایے مری گھر سے نکلکر

چھپتے ہو کدہر تم دل عاشق تو نہین ہے
جاوگے کدہر عرصۂ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین
جائین تو کہان جائین ترے گھر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین / دم آگیا مجھہ مین تری ٹھوکر سے نکلکر

اے صدر سے اے صدر سے آشفتہ مزاجی / سودا بھی پریشان ہے مری سر سے نکلکر

اس پیچ مین آسے کبھی اوس پیچ مین آئے / جائین گے کہان زلف کی چکر سے نکلکر

آہِ دلِ پُر درد ہو یا جان ہو میری / جاتے ہو کہان تم دلِ مضطر سے نکلکر

پابندیِ ہستی سے ظہیر آہ عجب قید / جا سکتے نہین گنبدِ بے در سے نکلکر

سمجھ سمجھ ۴

طرزِ نگہہِ نرگسِ مستانہ سمجھکر / ہم پی گیے شکوے تری پیمانہ سمجھکر

ہر سنگ کو سنگِ درِ جانانہ سمجھکر / سو بار گیے کعبے کو بتخانہ سمجھکر

ساغر کو ترے نرگسِ مستانہ سمجھکر / سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر

باتون مین اڑایا کیے دیوانہ سمجھکر / سمجھے نہ یگانے مجھے بیگانہ سمجھکر

جان باختۂ گیسوی جانانہ سمجھکر / او بچے دلِ صد چاک سے ہم شانہ سمجھکر

طولِ شبِ غم ہے نہ سیہ روزیِ ہجران / گیسو سے اولجھتا دلِ دیوانہ سمجھکر

عاشق کی بھی کچھہ برہمیِ ذکا ہی دہیان / مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھکر

جلوے یہ نہین حصر جو صورت نظر آئے / بیہوش ہوے طلعتِ جانانہ سمجھکر

روداد الم کیا مرے غمخوار سہی سن لی / وہ دل مین جو آتے تہین غمخانہ سمجھکر

اون نے مرمین جمنے نہ دیا رشک و قلق نے / اپنون نے نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر

اس گھر کا مکین اور رہے ای حسرت و ارمان / تم دلکو بنانا مرے غمخانہ سمجھکر

بدمستی و ہشیاری میخوار تو دیکھو / پیمانِ وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر

اک گل پہ نوا سنج نہین ذوق مین بلبل / اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان
اس دستِ جنون ہمتِ مردانہ سمجھکر

مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو
آئے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر

تشخیص نگاہِ بتِ خودکام نے مارا
دیوانہ بنایا ہے مجھے فرزانہ سمجھکر

عاشق سے بھی ہوتی ہے کہین شکوہ سرائی
بلبل نہ سمجھنا ہے مجھے پروانہ سمجھکر

زاہد نے کیا کیا ہے نہ پی مے نہ دیا دل
توڑا کبھی توبہ کو نہ پیمانہ سمجھکر

سر تیرے قدم پہ ہے کبھی پایِ مغان پر
گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر

پھر کہتے ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات
پڑھتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر

دلکش ہے غضب نرگسِ مستانۂ ساقی
میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر

پوچھین تو غرض کیا ہے نہ پوچھین تو بیان کیا
وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر

کچھ اپنی طرف دیکھیے کچھ ظرفِ قدح خوار
دیتے ہو تو دینا ہے مجھے پیمانہ سمجھکر

ممکن ہے کہ دربانِ درِ ساقیِ کوثر
لوٹے نہ گدای درِ میخانہ سمجھکر

کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہے جیسے
رہنے دے مجھے سبزۂ بیگانہ سمجھکر

قطعہ

اللہ وہ دن بھی ہو کہ خاکِ رہِ یثرب
ہم سر پہ رکھین تاجِ ملوکانہ سمجھکر

مین خاک نشینِ درِ قوسین نشین ہون
اے چرخ بچھا مسندِ شاہانہ سمجھکر

مجھکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے
دھوکے مین نہ آ دلقِ گدایانہ سمجھکر

اوس در کا ثنا خوان ہون کہ جس در پہ فرشتے
رک جاتے ہین دربارِ امیرانہ سمجھکر

ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر
ہم وان بھی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجران دیکھکر
کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھکر

آ گئے دھوکے مین ہم روے فروزان دیکھکر
دل دیا اک نامسلمان کو مسلمان دیکھکر

آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی
کیا کہین آیا ہے واعظ کوی جانان دیکھکر

ہو چلا ہے کفر میرا رہنمای راہِ دین
خلد مجھکو یاد آیا کوی جانان دیکھکر

پنجۂ وحشت سے پیراہن جگر تک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح کا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہو گئین رخسار تابان دیکھکر

مجھ سے زاہد ماجرائے بت پرستی کچھ نہ پوچھ
ہوش میرے اوڑ گئے تصویر جانان دیکھکر

جوش وحشت سے نہین ٹکتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھکر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھ دو سیکو فکر ہے
ہم ہوئے ہین معتکف کنج زندان دیکھکر

وہ نگاہ شرم آگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضع دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شام غم صبح وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نامنفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقت شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حال پریشان دیکھکر

کیون نہ مر جاؤن مین ایسے پر کہ ہنگام وداع
لے لیا مونھہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھکر

دعوی رنگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایان چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر درد جدائی وصال پر
موقوف زندگی ہے امید محال پر

دھڑکا شب وصال مین ہی صبح ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفور شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہائے جدائی وصال پر

انجام عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشت دل ہے کمال پر

مینہ شور رحمت باری ہے گنہگارون پر
بجلیان کوندتی ہین بانکی دیوارون پر

وار پر وار بپا ہین دل افگارون پر
رکھہ لیا ہے نگہ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ وا خوب شب وعدہ لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یاالہی کہین عاشق ہون نصیحتگر بھی
بیگناہون کا پڑے صبر ستمگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کی اقرارون پر

آج سی ہم بھی بھی جا بیٹھنے والے اونکے
کچھ تو ہے بات کہ گرتی ہو ہوسکاروں پہ

دل شکستہ ہین قفس توڑ کی جائین کیا خاک
بجلیان ٹوٹ پڑین تازہ گرفتاروں پر

اپنے سینے مین ہی وہ آہ شرربار ظہیر
برق بھی لوٹتی ہے شک سی انگاروں پر

ناز معشوق کی ہوتی ہین طلبگاروں پہ
برق بھی تاک کی گرتی ہی وفاداروں پہ

حسن کی گرمیِ بازار الٰہی توبہ
آگ سی آگ برستی ہے خریداروں پہ

رشک کی جا ہے ستمگر کہ گوارا ہے تجھے
ناتوانی کے ستم ہون تیری بیماروں پہ

تھوڑی سی دولت پہ تنکظرف اچھل پڑتی ہین
دیکھ لو کر کی نظر غور سے فواروں پہ

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی معلوم
ہائی گرتی نہین بجلی بھی بلاماروں پہ

حوصلے جرم کے کچھ اور بڑھا دیتی ہو
تم کچھ اس ڈھب سی بگڑتی ہو خطاواروں پہ

کہنہ بیٹھین کہین کچھ موںہہ سی لب زخم جگر
موںہہ نہ کھلواؤ خفا ہو کی دل افگاروں پہ

سر کے بل جادۂ تسلیم کرو قطع ظہیر
کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلواروں پر

شان حسن کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر
صورت معنی نما ہین شمع و گل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے پھر بحر کا کیا پوچھنا
کیسے کیسے دلربا ہین شمع و گل شمس و قمر

اوسکو دیکھا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے
یہ تو مانا بے بقا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک کی ہو کر نہین رہتے جہان مین خوبرو
ایک عالم آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسن عالم آرا کیا کہون
ایک شان کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا
آشنا نا آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

اب کھلے ہین معنی لولاک ہم پر اے ظہیر
عکس جلوے کی ضیا ہین شمع و گل شمس و قمر

گدگدایا جو اونہین نام کسی کا لیکر
مسکرانے لگے وہ موںہہ پہ دوپٹہ لیکر

خوش تو ہین آپ ہمارا دل شیدا لیکر
کہین سودا ہی محبت ہو نہ سودا لیکر

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا
کیا کرے کوئی تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوئی کوئی کہین ہو بدنام
ذکر لے دوڑے ہو نام ہمارا لیکر

آج جو دل دے تمہین کوئی تو کس امید پہ دے ‌ ‌ تم پھر بیٹھتے ہو مال پرایا لے کر
پوچھ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریدارون سے ‌ ‌ آپ لیے کیا بیکے ہو اور جاؤ گے کیا کیا لے کر
تیرہ روزون کی ستائی کوٹھی ہے کیا کیا ‌ ‌ تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر
آتے کے جو تنگ جاتے ہو ای نالہ ‌ ‌ پانو پھیلانے لگے تم بھی سہارا لے کر
دن بہین سے دل بیمار گرے پڑتے ہو ‌ ‌ اوٹھہ کھڑے ہو نہ چلو نام خدا کا لے کر
غیر کو ساتھ ہے وہ پھر عیادت لایا ‌ ‌ لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر
اک نہ اک فتنہ نو خیز لگا لاتے ہو ‌ ‌ تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر
اب تو حسرت ہے یہی وصل کو بدلی ہے صبا ‌ ‌ دم نکل جائے کہین دل کی تمنا لے کر
گل اوٹھا لائے گئے ہون جو قمری سنتے ہین ظہیر ‌ ‌ صفت معتوب ہوئے نام ہمارا لے کر

شب کو وہ شوخ رہا گھر سے مقرر باہر ‌ ‌ آج اغیار ہین کچھ جامہ سے باہر باہر
دل مین خندان ہین گل داغ گل تر باہر ‌ ‌ ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر
ہاتک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آکر باہر ‌ ‌ دور ہی سے مجھے کہتے ہین [illegible] ہر باہر
ناصحو ہے وہی مسکن کہ جہان جی لگ جائے ‌ ‌ گھر مین جنگل نظر آتا ہے مجھے گھر باہر
سب خبر ہے مجھے چھپ چھپ کے جہان جاتی ہو ‌ ‌ ڈاک رہتی ہے دل و چشم کے اندر باہر
مین گدای و مئےخانہ ہون بھر دے ساقی ‌ ‌ ٹوٹا پھوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہر
شمع سان پردہ مین بے پردہ نظر آتے ہین ‌ ‌ جلوہ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر
ان دنون مین ہی کتنی رات گئے کون آتا ہے ‌ ‌ دیکھنا گھر سے نکلکر دل مضطر باہر
بیخود شوق ہون کیا مجھ سے گلے کرتی ہو ‌ ‌ میرے قابو سے ہے میرا دل مضطر باہر
جنبش باد بہاری نہ نہین چھیڑ کہ ہم ‌ ‌ چل کھڑے ہونگے ابھی گھر سے نکلکر باہر
کیون کہا اوسنے کہ دشمن ہے کسی ور کے گھر ‌ ‌ اب وہ گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اندر باہر
چین دیتی نہین تربت مین بھی شوریدہ سری ‌ ‌ کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر
واہ کیا بات ہے ای شوق ملاقات رقیب ‌ ‌ کہ وہ گھبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گہر سے نکلتے ہین وہ جب — دیکھنا مجھ سے کہ تو بیٹھا ہو وہ بے پردہ
پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے — ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر
مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالو گے مجھے — بیٹھہ جاؤنگا ابھی در پہ مچل کر یا ہے
مین نہ مانونگا نہین اُلفتِ اغیار ظہیر — کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

ردیف رائے ہندی

ذکر عدو وصال مین ای بدگمان نہ چہیڑ — ظالم خدا کو مان کے یہ داستان نہ چہیڑ
ہوتی بُری ہے آہِ دلِ دردناک کی — ہمکو نہ چہیڑ پہر خدا آسمان نہ چہیڑ
دشمن زبون و بخت معین دوست مہربان — ڈر ہے نکالے اور کوئی آسمان نہ چہیڑ
دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ رو کو دل — بے وجہ بے قصور مجھے بدگمان نہ چہیڑ
کہہ دونگا سب عدو سے تری بیوفائیان — مجھہ سے حدیث مہر و وفا بدزبان نہ چہیڑ
کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشم نیمباز — فتنے کو خواب ناز مین تو ای فغان نہ چہیڑ
زخم کہن پہ اب نہ لگا زخم نو ظہیر — غربت مین داستانِ وطن ہر زمان نہ چہیڑ

ردیف زاء منقوطہ

لُٹ لُٹا کر ہے سلامت دلِ صد چاک ہنوز — کوئی ایسا نہوا لاکہہ کا گہر خاک ہنوز
وہی ہنگامہ ہے وہی غیر ہین بیباک ہنوز — اوڑ رہی ہے تری کوچے مین وہی خاک ہنوز
ہم ہی کیا ہین کہ تڑپتے ہین تہِ خاک ہنوز — ان جفاؤن پہ نہین شکوۂ افلاک ہنوز
روح کے ساتہہ ہے کیا جانیے کیا نکہدیار — کہنہ چمن سے یہ مشتِ کفِ خاک ہنوز
مین تو مضمون لگا لکہہ کی پشیمان ہوا — کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز
غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا — ہم لیے بیٹھے ہین بر مین دلِ صد چاک ہنوز
قطع امید سہی قطع تعلق معلوم — کہ سلامت ہے بغل مین دلِ بیباک ہنوز
وہ جفاؤن سے پشیمان ہوے بہی تو کیا — جنگجو ناز مین انداز مین سفاک ہنوز
ہم ہین وہ رند کہ آشام سپیتے بہی — محتسب کو ہی خرابات مین ہے ڈاک ہنوز

اپنے دل مین خجالت سے گریبان مین جھکا جاتا ہے
شوخ چشمی سے نظر ہے وہی بیباک ہنوز

تم تو شوخی سے نہ باز آئی تمہین کیا پروا
کوئی بیچین تڑپتا ہے تہ خاک ہنوز

ان قوافی مین لکھو ایک غزل اور ظہیر
توسن طبع روانی مین ہے چالاک ہنوز

ہے وہی تاب بھی ہوی ہے یہین ہوسناک ہنوز
تاک رہتی ہے نگاہون کی تہ خاک ہنوز

زندہ در گور ہین غم سے ترے غمناک ہنوز
مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوی خاک ہنوز

کوئی آسودہ نہین غم سے تہ خاک ہنوز
ہین گریبان کیطرح جیب کفن چاک ہنوز

جانتا ہون کہ رقیبون نے کہی ہے ان مین
ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز

وہ بگڑ کر بھی لگاوٹ کی لیے جاتی ہین
ہم گئے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز

صورت یاس برستی ہے جواب خط سے
چشم قاصد دم گفتار ہے نمناک ہنوز

کیا ہوا ناصح نادان جو اگر قید کیا
خاک اوڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

ہم چمن مین بھی رہے برگ خزان دیدہ نمط
کہ اڑتے پھرتے ہین بشکل خس و خاشاک ہنوز

کیونکر اوس منزل بیحد پہ رسائی ہو ظہیر
کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قول نخست سے ہمنے بھلایا نہین ہنوز
ہر جا سر نیاز جھکایا نہین ہنوز

اچھا ہے لطف جور جو پایا نہین ہنوز
دست ہوس عدو نے بڑھایا نہین ہنوز

دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تھا
بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز

دار و رسن کی فکر ہے ارباب ہین
جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز

رہنے دے ذکر آتش دوزخ کو پند گو
کیا سوز غم نے دلکو جلایا نہین ہنوز

یارب ابھی سے کیون دل مضطر کو یاس ہے
قاصد تو کوی یار سے آیا نہین ہنوز

افسانہ ہای طور و تجلی سنا کرو
پردے سے اوسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز

دشمن نگاہ لطف سے خرسند ہو تو ہو
یار نے نظر مین اونکو سمایا نہین ہنوز

سب جی مین اب کے حضرت ناصح کو ہیچ
قاصد جواب خط کوئی لایا نہین ہنوز

اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھ دکھا دیا
اپنی نظر مین کوئی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بھی کتنا غیور تھا
جب سے گیا بگڑ کے پھر آیا نہین ہنوز

مدعی ایک نہین محرم اسرار ہنوز
سبحۂ شیخ مین ہے رشتۂ زنار ہنوز

عام ہے صیتِ کرم پھر گنہگار ہنوز
باب توبہ ہے درِ خانۂ خمار ہنوز

آستانِ حرم و دیر سے پردہ نہ اوٹھا
سر پٹکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز

چشم حق بین ہین نہ ہین گوش حقیقت آگاہ
کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز

اس پہ مرتے ہین کہ غم دلمین بھی جاتا ہی سما
زندگی یہ ہے کہ ہین جان سے بیزار ہنوز

بھول جاؤگے در صومعہ کو حضرت شیخ
تمنے دیکھا ہی نہین خانۂ خمار ہنوز

اونکو جو دیکھنے آتے ہین مجھی دیکھتے ہین
ہے تماشا ہی تماشائے دیدار ہنوز

ذرہ ذرہ سے فروزان ہی تجلائے جمال
کوئی اوٹھا ہی نہین طالب دیدار ہنوز

حیرتِ حسن سے یارا ہی نظر کا نہ ہوا
پاس رہ کر بھی رہے تشنۂ دیدار ہنوز

کم نہین یہ بھی تفاخر کہ ظہیر خستہ
ہے دعاگوی در دولت سرکار ہنوز

زندگی کا ہی سبب خواہشِ آزار ہنوز
ہم تمنائی عیادت مین ہین بیمار ہنوز

کچھہ نہو سکنے پہ تو یہ کچھہ ہے سروکار ہنوز
کہ رہے واشدگی پہ بھی گرفتار ہنوز

اونکے انداز نزاکت نے نہین قتل کیا
ہاتھ مین خیر سے تھمتی نہین تلوار ہنوز

حشر مین پوچھتے پھرتے ہین یہ خون کیا کسنے
دل مین پھرتی سی ہے وہی شوخی رفتار ہنوز

کیا مزہ تھا کہ ہمین ہجر مین جاتی ہی تھی
پھر یہ مرنا ہے کہ جینے سے ہین بیزار ہنوز

حشر کہتے ہو جسے آؤ دکھادین تمکو
ایسے فتنے تو پڑے ہین پس دیوار ہنوز

ناتوان سے لبِ نازک کی اوٹھائے طعنے
تم سے بڑھکر ہے توانا دل بیمار ہنوز

خاک ہو کر بھی غبارِ دلِ نازک ہی رہا
ہم سبکسار بھی ہو کر ہین گرانبار ہنوز

لطف ہی لطف ہے عرض تمنائے وصال
کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز

صبح ہوتی ہے تو ہوجاتی ہین کیا دور اٹھے
کہ مرے بخت سیہ کی ہے شب تار ہنوز

دل سے شکوے کی عوض شکر ستم ہی نکلا
آرزو سے ہے سوا لذتِ آزار ہنوز

اسقدر محو فسون ریزیِ گفتار رہے
کہ رہی دل مین وہی حسرتِ دیدار ہنوز

دام سو بار کہلا اور رہائی نہ ہوئی
دل مرا ہے خمِ گیسو مین گرفتار ہنوز

اور تو ہم نہین واقف ہین کہ ہے کون ظہیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پسِ دیوار ہنوز

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز
داغ بن بن کے مرے دل مین نہ آنا ہرگز

شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز
آگ فتنے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز

ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز
زخمِ نو داغِ کہن پر نہ لگانا ہرگز

یہ ہمین تھے کہ ملا خاک مین جوشِ گریہ
تو گرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز

گرد کلفت سے تہِ خاک دبی بیٹھے ہین
چھیڑ کر ہمکو قیامت نہ اوٹھانا ہرگز

پھوٹ جائینگے نئے سر سے پھپھولے ایدوست
ٹھیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز

ہم تو بھولے ہوئے بیٹھے ہین کہانی اپنی
پھر کہین فتنۂ خفتہ نہ جگانا ہرگز

ہم سراپا دلِ مجروح بنے بیٹھے ہین
اور کچھ چھیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز

اور رہین گلگے رجہانیکے ترانے بلبل
سرگذشتِ دلِ محزون نہ سنانا ہرگز

اے فلک اب نہ نبیگا نہ نبیگا تجھسے
کوئی صورت کدہ ایسا نہ مٹانا ہرگز

کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بلبل
اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز

شرم آلودہ نگاہون مین نہان ہے شوخی
کسی پرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز

آگ لگ جائے تری شوق مین اے حبِ وطن
مجھکو نقشہ مری دلکا نہ دکھانا ہرگز

ہوشمندی ہی زمانی مین بلائے جان ہے
بیخودی سے کبھی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر مین اور بہت رنگ ستم ہین گلچین
داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بچ گئے اس دامِ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی عیار کے فقرون مین نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھے غیر و پاسبان کس روز
برون کی جان پہ ٹوٹا نہ آسمان کس روز

رقیب آج ہوا ہے سپہر کل دشمن
ہمارے حال پہ تھے آپ مہربان کس روز

تم اپنی شرم سے سوا ہوئین خموشی سے
وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازدان کس روز

مسافرانہ کبھی ہوش مین ہین آجاتے
ہم اپنے گھر مین نہین آپ میہمان کس روز

قتیل خنجر بیداد و قہر کیون ہوتے
رقیب مجھ سے سوا تھے مزاجدان کس روز

ترے ستم مین بھی کافر کبھی مزہ نہ ملا
نگاہِ قہر و غضب تھی نہ دلستان کس روز

گلے عدو کے ہین عجب مرے جلانیکو
وگرنہ غیر نہ تھے اونکے رازدان کس روز

مری فغان ہی گری مجھ پہ برق بن بن کر
ہوا نصیب گلستان مین آشیان کس روز

شکایتِ ستمِ روزگار کیا کیجے
ترا شریک نگہ تھا نہ آسمان کس روز

ہزار لطف نہان ہین تری خموشی مین
نگہ نگہ سے نہین پرسشِ نہان کس روز

ظہیر کفر مین ایمان سے تجھے خدا شرمای
نہ صحن کعبہ رہا کوچہ بتان کس روز

ردیف سین

موت آکے پھر گئی مرے بیت الحزن کے پاس
کیا جاکے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس

بجلی گری ہے برق پہ صحنِ چمن کے پاس
جز داغ کیا دھرا ہے گل و یاسمن کے پاس

کچھہ تحفہ لیکے جائیے اہلِ وطن کی پاس
اک زخم تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
پھرتی ہے آرزوئے تکلم دہن کے پاس

ظالم نے سر کو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آہ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیبِ دریدہ بھی کوئی رکھدی کفن کی پاس

کیا جانے کس طرف کو پڑی ہو نگاہِ ناز
خود دلکو پھینکدون بتِ ناوک فگن کی پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین ہی چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوئی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نہ کٹ سکی
تیشے کئی ہزار سہی کوہ کن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگا لو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوضِ بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بددہن کی پاس

کیا روؤن بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہی رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کی پاس

اللہ رے بدگمانیِ بوسہ و دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کی پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جائیگا
انسے نہ دو اونہین میری گور و کفن کی پاس

ای جذبِ شوق وان ہی جو صفِ نگاہ کا
لیچل مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون ای شیخ تو سہی
چلکر تو دیکھہ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جبسے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون بھول کے صحنِ چمن کی پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کی آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دے لگے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل مین پھرے دلکے آس پاس
گمگردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑھ کر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

اوسپہ پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پھرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

اے حسرتِ تپش دلِ مضطر کو تھامنا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تنِ بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کے آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ تنگ خانمان نہو محفل کے آس پاس

ہین سوز رشک سے بھی ہدف شاد ان کہ مدعی
پھرتے ہین تمسے شعلہ شمائل کے آس پاس

پھر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردہ محمل کی آس پاس

گل ہے چراغ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچھ ہے تو انجام ہے بخیر
ڈوبا ہون بحر عشق مین ساحل کی آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے اضطراب مین
پھرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندتی ہی برق نشیمن کے آس پاس
ایمن سے متصل ہون نہ گلشن کے آس پاس

رشکِ جمال غیر مین کچھ سوجھتا نہین
شب بھر پھرا ہون کوچہ دشمن کی آس پاس

پردے مین بھی جمال کے تابِ نظر نہین
پھرتی نگاہِ شوق ہے جلوون کی آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھسے زیادہ کچھ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کھینچ کے مین آہِ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختہ آتشِ فراق
ہون دفن بہی تو وادیِ ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزایِ رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

بہی ادب بڑہائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بچھا ہے دامِ زلف بہی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور توہم بڑہا دیا
جا جا کے دستِ شوق نے دامن کے آس پاس

دونون سے اے ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

ردیف شین منقوطہ

مجھے غش پہ ہر دم نہ کیون آئے غش
ترا دھیان ہے کارفرمائے غش

نہ جیسے حالِ عاشق سے آجائے غش
بہلا اس نزاکت کو کیا پائے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خودرفتگی
وہ آئے ادہر اور ادہر آئے غش

مجھے غش مین گیسو سونگہاتے ہین وہ
سوا غش سے ہے کچھ مداوائے غش

نقاہت سے بڑہ کر ہے کچھ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمائے غش

ذرا سامنے رکھ تو لو آئینہ
نظر آئیے سیر تماشائے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجائے غش

نہ آئے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آئے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین
مجھے نیند کے بدلے آجاے غش

مرے سر کو زانو پہ رکھ لیجیے
رہے عمر بھر تا تمناے غش

اگر مر بھی جاؤن نہو وہ خبر
بھلا ایسے خودبین کو پروا ہے غش

مجھے غش کے بدلے اجل آگئی
کسی نے نہ دیکھا تماشاے غش

مری بیخودی سے ہو واقف اگر
مسیحا کو خود ہو تمناے غش

جو بسمل کو ٹھوکر لگا کر چلے
کہان اوس ستمگر کو پروا ہے غش

مری داستان کا اوسے کب دماغ
جسے نکہت گل سے آجاے غش

ذرا آکے صورت دکھا جاؤ تم
مجھے صبر کے بدلے آجاے غش

سونگھا دیجیے گیسوے مشکبار
کہ پھر عمر بھر ہو نہ دکھلاے غش

وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے
مجھے غش پہ سو بار گر آے غش

غشی سے مری جسکا اوڑ جاے رنگ
کہان اوس پری وش کو یاراے غش

ترے جلوے کی تاب دیدن نہین
کہان تک اوٹھاؤن ستمہاے غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے
کہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جاے غش

بارے اتنے تو رہے وعدۂ دیدار کے ہوش
رنگ بن بن کے ہین اوڑتے تری بیمار کے ہوش

خود بخود صبر نمط پاؤن اوٹھے جاتے ہین
نہ رہے کوچۂ دلدار مین رفتار کے ہوش

حال میرا مرے احباب سے دیکھا نہ گیا
ہے مرا رنگ پریدہ مرے غمخوار کے ہوش

شکوے بن بن کے نکلنے لگے ارمان دل کے
کاش ہوتے نہ مجھے نزع مین گفتار کے ہوش

جھک گئین اور حیا سے وہ خماری انکھین
دیکھنا عالم مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھ سا
مجھ سے پہلے ہی اوڑ رہے ہیں مرے غمخوار کے ہوش

دم بھی نکلا ہے تو آنکھوں میں اٹک کر نکلا
آخریں دم بھی رہے حسرت دیدار کے ہوش

لطف تھوڑا سا ادھر بھی نگہ ہوش ربا
دیکھنے ہیں ابھی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہوں آزاد ظہیر
سبحہ کی فکر ہے وحشت میں نہ زنار کے ہوش

ردیف صاد مہملہ

دشمن جان ہیں وہی تھے جو سراپا اخلاص
سچ تو یوں ہے کہ ہمیں اس نہ آیا اخلاص

تمنے ضد سے مری دشمن سے بڑھایا اخلاص
اب تو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھ گردن میں مری ورد زبان نام رقیب
ہے تمہارا بھی ماننے سے نرالا اخلاص

بزم دشمن میں بلاتے ہو جلانے کے لیے
واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرم جوشی بھی تو ہیں گرم ادائیں دلسوز
ای بتو خاک ہے جہنم میں تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکھنے کو ہیں صف عدو کی چھیڑیں
ہمنے دیکھا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھ سے اور غیر کہے قصۂ جانسوز اپنا
ہے غرض جیکے جلانے سے کہاں کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر مجھ سے
یہ سب ہے سرزنش غیر ہے اونکا اخلاص

چھیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانیکے لیے
ورنہ اوس دشمن جانی کو کہاں اونکا اخلاص

مہرباں بھی وہ ہوے ہیں تو جفا سے تھک کر
دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

عرض مطلب یہ ستاتی ہیں جلو ہوش میں آؤ
مجھکو بھاتا نہیں اتنا بھی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تمسا تو ملے تمسے ظہیر
مہرباں عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض
اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوۂ شور و فغان سی کیا غرض
جب غرض مجہہ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

در پی ایذا ہو کیونکہ دشمن جانی نہین
ناصحو تمکو مرے آرام جان سی کیا غرض

دیکہنے تہے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر
مدعی سے بحث کیا تہی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست
مجہہ سے ملجا آکے عذر امتحان سے کیا غرض

شکوہا ہی بیقراری سنکے وہ کہنے لگے
تم تو ایذا دوست ہو آرام جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا
مجہسے مطلب ہی تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

ای صبا کیا کم ہے اوس لفِ دوتا کی بُوہی
اب تجہے میرے غبارِ ناتوان سی کیا غرض

ابتو شک بڑہنے لگا ناصح مجہی کچہہ اور ہی
تجہہ کو اوسکی پرسش نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دلِ دشمن مری فریاد سے
ورنہ اونکو شکوۂ سوزِ نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجانِ چمن کو ہو مبارک فصل گل
ہم اسیرانِ قفس کو آشیان سی کیا غرض

ہمنے مانا عشق مین نقصانِ جان بہی ہی ظہیر
دیچکے جب دل تو پہر سود و زیان سی کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط
لو مجہہ سی رنجشین ہین مری رازدان سی ربط

رکہنا پڑا تمہارے لیے اک جہان سے ربط
دشمن سے دوستی ہی نہ کچہہ پاسبان سی ربط

ہم بہی کہین نگے ہمکو زبان و دہان ملے
لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط اسقدر ہی مری داستانِ شوق
مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق
اس کاروان سے ضد ہے نہ اوس کاروان سے ربط

دل مین مرے رہے مری آنکھون مین تم رہے
پیدا کیا رقیب نے ہے کہان تم سے ربط

کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین
اک تم سے دوستی ہے کہ ہو اک جہان سے ربط

اک تم ہو بیوفا کہ نہین مجھسے کچھہ لگاؤ
بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سے ربط

کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال
بے ربطیِ بیان کو نہین کچھہ بیان سے ربط

تیرے گلے جو غیر کے موتہہ سے سُنے نہین
کانون ہی کو نہین مری اس داستان سے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح ظہیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھہ آسمان سے ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط
الفت کو دل سے دلکو نہو دلستان سے ربط

جس دل مین سوزِ عشق ہو جلجاے ایخدا
شکوے کو لب سے لب کو نہو کچھہ فغان سے ربط

الفت مین ان بتون کی نہ سودائی عشق ہو
وحشت کو سر سے سر کو نہو آستان سے ربط

بجلی گرے فلک سے مگر جذبِ شوق پر
دل سے کشش کشش کو نہو کاروان سے ربط

وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرفِ آرزو
لب کو نہو زبان سے زبان کو بیان سے ربط

وہ چشم کور ہو جسے ذوقِ نگاہ ہو
اور ہو نگاہ شوق کو حسنِ بتان سے ربط

وہ ذوق کیون ہو دلمین کہ جسکے سبب سے ہو
دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سے ربط

پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق
پھوٹے وہ کان ہو جسے اس داستان سے ربط

دل سے پسند ہے یہ مجھے مصرعہ ظہیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

ردیف ظای معجمہ

زہد و طاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ / ہم سیہ رو ہیں ہمارا بھی خدا ہے واعظ
صفت خالق علام ہیں ستار عیوب / میں نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ
کفر و ایمان سے نہ کچھہ دوزخ و جنت سے غرض / یاں فقط مد نظر اوسکی رضا ہے واعظ
یاں وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتاد و دو ملت میں نہیں / سب سے کچھہ مشرب رندانہ جدا ہے واعظ
ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو / گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ
خوش ہوں دوزخ سے اگر پرسش اعمال نہو / کہ ندامت مجھے عصیاں سے سوا ہے واعظ
اوسکی قدرت کے تماشے نظر آجائیں تجھے / دیکھہ تو چل کے خرابات میں کیا ہے واعظ
کیا جہنم ترے بس میں ہے عیاذاً باللہ / کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ
خلد میں جائینگے کہتے ہوے ساقی ساقی / واں بھی مذکور مے ناب سنا ہے واعظ
بخدا گر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر / کہ برے کام کا انجام برا ہے واعظ

ردیف عین

میں ہوں گداز و سوز میں ہمداستان شمع / سوزاں برنگ شعلہ و گریاں بسان شمع
اس جبر پر دراز ہے کتنی زبان شمع / سنتے ہو اختیار میں ہوتی فغان شمع
ایک ایک اہل بزم سے ہے رازدان شمع / کیا بیزبانیوں پہ ہے روشن بیان شمع
روشن ہے اہل بزم پہ سوز نہان شمع / پروانہ گر نہیں تو شعور ازوان شمع
جلتا ہوں اپنی روشنی طبع دیکھکر / آتش زباں ہوں دہر میں لیکن بسان شمع
کیا تنگنائی دہر میں امکان دم زدن / ہوتی ہے قطع شکوے سے پہلے زبان شمع
دیکھیں تو گل ہو پہلے کہ آجائے ہمکو موت / صبح شب وصال میں ہے امتحان شمع

جز سوزِ سینہ کون ہے دلسوز اہل سوز
گرتے ہین پای شمع پہ اشکِ روانِ شمع

قربان جان نثار ہی دشمن ہین دل گداز
پروانے ہین نثارِ سرِ کشتگانِ شمع

اللہ رے شوقِ سوزِ جگر تفتگانِ عشق
خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبانِ شمع

آسان نہین ہے خواہشِ آزارِ جان نثار
پروانے کے شریکِ بیان ہے زبانِ شمع

دنیا مین اہل درد ہین جلنے کے واسطے
سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جانِ شمع

نیرنگ سازِ عشق کے دیکھو تو سوز و ساز
پروانے کی ہے خاک سے اوٹھتا دخانِ شمع

ظاہر مین گو کہ کرتی ہے محفل فروزیان
ای شمعرو نثار ہے تجہپر سے جانِ شمع

اوس شعلہ خو سے بڑہ کے ہون مین بہی تند مزاج
جلتا ہون اپنی آگ مین ہردم بسانِ شمع

ہرچند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب
ہے پردہ در مگر دمِ آتش فشانِ شمع

راہِ رضا مین اُف بہی نہ کرنا کبہی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبانِ شمع

ولہ

شاہدِ پروانہ ہو یا زینتِ کاشانۂ شمع
تم وہ شمعِ انجمن ہو تم پہ ہے پروانہ شمع

رات کٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے
مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانۂ شمع

یہ ہے گریان وہ ہے سوزان وہ گریبان چاک ہے
سب عزادارانِ عاشق ہین گل و پروانہ شمع

کیا خوشی اسکی کہ ہم ہی کامیابِ جلوہ ہین
ہے تو بزمِ غیر مین ہے جلوۂ جانانہ شمع

ایک حیلہ ہے حجابِ برقعِ فانوس کا
مونہہ دکہائے خاک پیشِ عارضِ جانانہ شمع

ہو مبارک تجھکو لطفِ عشرتِ بزمِ رقیب
مین ہون اور میرے لیے بس ہمدمِ غمخانہ شمع

جس سے دشمن ہے تمہاری شمع ہم لوگ ہین
ہے برا ہی نام یون تو زینتِ کاشانۂ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہیں ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی سے مری ممکن نہیں ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گرمیِ ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل میں صاحبخانہ شمع

جمع ہیں بزمِ عدو میں سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندھتی ہیں بجلیاں وقتِ خرام
دیکھ اوس خورشید وش کی لغزشِ مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والوں کا ہجوم
میزبان تم ہو کہ ہے اس گھر میں صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچھ جذبِ دلِ پروانہ میں
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوا دورِ جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بھی خالی نہیں
دفعتاً کیسی بھڑک اوٹھتی ہے بیتابانہ شمع

جان کھو دیتے ہیں ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکھ لے پروانہ سے اندازِ معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بھی عاشقِ دلدار ہے
رات بھر جلتی ہے میرے ساتھ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجھا دیجے خدا کیواسطے
ہے تو بہر ہے صحبتِ خلوت میں اک بیگانہ شمع

اب اوٹھا دو بزم میں تم بھی ذرا رخ سے نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پُرغم ظہیر
رات بھر روتی رہی سُنکر ترا افسانہ شمع

ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر میں نہیں اب سوائے داغ
اک داغ کی جگہ میں ہیں سو سو سمائی داغ

باز آئیے اِس ملاپ سے تھوڑی اوٹھائی داغ
دیکھے ستم سہے ہیں آنکھوں پہ کھائی داغ

یا آنکہ مورد نگہہ التفات ہے — پوچھو دل رقیب ہی سے ماجرای داغ
کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے — آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ
ہوتا دوا ہے داغ بہی انجام کار درد — یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ
مال بخیل سے ہے امید بہی عبث — کچھ کیسۂ فلک مین نہین ہے سوای داغ
چہڑکا ہے پندگو نے عجب زخم پر نمک — ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بہر سوز رشک ہے سینہ برای داغ

ردیف فا

کفر مین بہی ہم رہے قسمت سی ایمان کیطرف — شکر ہے کعبہ بہی نکلا کوی جانان کیطرف
ہمتو کافر تھے ہوا دل بہی ایمان کیطرف — جسکو دیکھو ہے وہی اس دشمن جان کیطرف
کچھ اسیران قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین — بو ہی گل پہر پہر گیی اولٹی گلستان کیطرف
حسن گر اس سی کہنچا جاتا ہے کچھ جام شراب — موج مے کو جنبشین ہین لعل خندان کیطرف
دیکھتے مر کر کسی پر لطف عمر جاودان — کیون گئے خضر و سکندر آبحیوان کیطرف
دست وحشت سے گریبان اب جگر تک جا چکا — ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف
بعد مردن بہی رہی دیدۂ حسرت مین کشمکش — سو نہ سوے کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف
ایک چھینٹا کیا گل کہلائے فصل گل آتی تو ہے — ہاتھ ابہی سے دوڑتے ہین جیب و دامان کیطرف
ہو مبارک تجھ کو ہے گر مرا انصاف میرے ہاتھ ہو — مین بہی ہو جاؤن اوسی غارتگر جان کیطرف
جس سے دشمن ہو رہا ہے کوی پابند وفا — آنکھ تک اوٹھتی نہین دیوار زندان کیطرف

حشر ٹوٹے کس طرف دیکھیں کہ ہر بجلی گری
جھانکتے جاتے ہین غمزے چشم فتان کیطرف

رشک کہتا ہی کہ پونچھی ہونگی اس سے اشک غیر
ہاتھ اوٹھکر رہگیا سو بار داماں کیطرف

وعدۂ دشمن نہو یارب دمِ پیغامِ وصل
کچھ جھکی جاتی ہین آنکھیں وان گریبان کیطرف

مین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ یہ پیغام غیر
کیا مخاطب ہین مری وہ شور افغان کیطرف

وان سراسر عفو ہین اور یان خطائین اے ظہیر
وان ترحم پر نظر یان جرم و عصیان کیطرف

دل دوڑتا ہے کیون نگہہ یار کیطرف
جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف

اوس چشم سیگسار سے دلکو خدا بچائے
بدست دشنہ ریز ہے ہشیار کی طرف

اک شوخ کفر کیش نے ایمان سے کھو دیا
گردن جھکی ہے حلقۂ زنار کیطرف

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے
اوٹھتے ہین پانو وادی پرخار کیطرف

لطف وصال خاک مین تمنے ملادیا
ہے وسیدم نگہہ در و دیوار کیطرف

کیا ہو دم اخیر جو کعبے ادہر نہو
مونہہ پھر گیا تھا کوچۂ دلدار کیطرف

دیکھے نگاہ پھر کے ادہر غیر کیا مجال
آنکھین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر خستہ دل زار کیطرف

ردیف قاف

نہ پوچھ مجھسے مری جان ماجرائے فراق
خدا دکھائے نہ دشمن کو صدمہائے فراق

عذاب حشر سے بڑھکر ہی کچھ جفائے فراق
وہ شام غم کی درازی وہ صدمہائے فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلای فراق ۔ کہ ابتدای محبت ہے انتہای فراق

مزے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے ۔ تمام عمر ہوا جو نہ آشنای فراق

فسانہ شب ہجران مین دن تمام ہوا ۔ ہوئی جو شام تو سر پہ ہے پھر بلای فراق

تمہارے ہجر مین ماتم سرا ہے کاشانہ ۔ بلند ہے در و دیوار سے صدای فراق

سلام روز جزا کو ہے پند گو اپنا ۔ ملے گناہ محبت پہ گر سزای فراق

بجز وصال غریبی وصال یار کہان ۔ سوای حسرت و حرمان نہین دوای فراق

وہ گونہ گونہ تو ہم وہ رنگ رنگ کی شک ۔ نہ پوچھ کچھ شب ہجران مین شغلہای فراق

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یاور و غمخوار ۔ ورای گوشہ عزلت بجز بلای فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان ۔ ملول و مضطر و ناکام و مبتلای فراق

ردیف کاف عربی

سوز غم گل کھلایے گا کبتک ۔ داغ آنکھین دکھائیگا کبتک

سب کرشمے مری نظر مین ہین ۔ تو نگاہین چرائے گا کبتک

حشر ہون مین نہ فتنہ قامت ۔ کوئی در سے اوٹھائیگا کبتک

کیا تصور ترا ہے پردہ نشین ۔ دل مین آخر نہ آئے گا کبتک

غیر کا وعدہ وصال نہین ۔ مجھسے موںہہ تو چھپائیگا کبتک

آرزو سی ہے آرزو دل مین ۔ خاک مین تو ملائے گا کبتک

غم ہجران نہین نصیحت گر ۔ تو مری جان کھائیگا کبتک

فکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرزِ مومن اُڑائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیِ حیا کب تک
دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک

مرگ ناکامیِ قضا کبتک
درد ہو درد کی دوا کبتک

شوخیِ صبر آزما کب تک
اے تغافل منشِ حیا کبتک

کیا مرے بخت کی نحوست ہے
گردشِ چشم فتنہ زا کبتک

وان پہونچتا ہے اور پہونچا ہے
شکوۂ بختِ نارسا کبتک

تم ملو غیر سے نبھاؤنگا
ہے بہروسا مزاج کا کبتک

وعدۂ حشر اور ترا وعدہ
صبر اور صبر کی وفا کبتک

جانکنی مین ہون مجھکو مرنے دے
مژدۂ وصل جانفزا کبتک

حیلۂ امتحانِ دل تا کے
وعدۂ صبر جان گزا کبتک

بتکدہ کچھہ درِ قبول نہین
یاس ناکامیِ دعا کبتک ۲

درد اور درد بھی جدائی کا
ایسے بیمار کی دوا کبتک

تم سے نازک ہے کچھہ تمہاری تیغ
عہد کبتک کرے وفا کبتک

دیکھہ جاتے تو مجھکو ضد نہ دلا
طعنۂ آہِ نارسا کبتک

ایک مین کیا عدو بھی مرتے ہین
نگہِ لطف آشنا کبتک

کچھہ قلق بھی ترا تصور ہے
لب تک آئے نہ مدعا کبتک

دل مین جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بھی کہان تک ۔ یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک
نہین ہوا اور نہین ملتا نشان تک ۔ مکان سے ڈہونڈہ آیے لامکان تک
رسائی ہے محال اوس آستان تک ۔ اوڑا لین خاک اوڑانی ہو جہان تک
رسا ہون بخت بد اور پہر کہانتک ۔ بہت دشواریان ہین یان سے وان تک
ذرا حرفِ طلب آیے زبان تک ۔ مکان کیا ہم تو پہونچین لامکان تک
امیدِ کامرانی ہے فغان تک ۔ فغان کی انتہا آخر کہان تک
جہان پہلے زیان ہو سود کیسا ۔ امیدِ سود ہوتی ہے زیان تک
زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی ۔ سخن پر دیتے تھے ہم تو زبان تک
بلند آوازہ ہین وہ رازِ مخفی ۔ نہ آیے جو زبانِ رازدان تک
تمنا اور پہر کس کی تمنا ۔ کہ ہون بے ربطیان جسکی بیان تک
رہے یہہ زیرِ مشقِ شوقِ بیداد ۔ نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک
ترے کوچے مین کیا سر پہوڑنا ہے ۔ یہی کچھہ ہے زمین سے آسمان تک
پیامی سے ادا ہوگا یہ مطلب ۔ اگر لیجایے وہ میری زبان تک
نہین کچھہ انتہائے نامرادی ۔ کہانتک آرزومندی کہانتک
نہین معلوم کچھہ آغاز و انجام ۔ کہان سے آیے ہین جائین کہانتک
لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل ۔ اوٹھے جاتے ہین پائے ساربان تک
نہین اقرار کا بھی اب بہروسا ۔ دہن مین لیجیے اونکی زبانتک
مآلِ امتحان کی کیا توقع ۔ توقع کی ہے غایت امتحان تک
بہلا تم دیکہو لو اقرار کرکے ۔ نہ آیے گا نہ آیے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو
کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک

بس اب جینے مین ہے گھٹ گھٹ کے مرنا
ہوائے گلستان تھی گلستان تک

تری باتون سے ناصح پک گیا دل
سُنے جائے کوئی کبتک کہان تک

یہ تم کیا سُن رہے ہو مونہہ سے بولو
یہ سب کیا کہہ رہے ہین یان سے وان تک

اونہین در پر قدم رکھنا ہے دشوار
ہجومِ سجدہ ریزی ہے یہان تک

بھلا باندھا تو ہے ہاتھون کو ناصح
اوڑا دونگا قبا کی دھجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کھلکر رہیگا
ظہیر آخر چھپو گے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہوتے تک
موت کو لاکھ بہانے ہین شفا ہوتے تک

باز ہے اپنی حقیقت کیطرف چشمِ حباب
نگران صورتِ دریا ہے فنا ہوتی تک

کیا نہ ہو جائینگے ہم ظلم و ستم کی عادی
چاہیے عمر اونہین مشقِ جفا ہوتے تک

نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کرو مونہہ سے
کیا جیے جائین گے ہم وعدہ وفا ہوتی تک

اللہ اللہ رے نیرنگِ جمالِ جانان
نگہہِ شوق رہی بازِ فنا ہوتے تک

مہندی ملتے ہو نہین خونِ شہیدان کا خیال
دیکھنا رنگِ جہان رنگِ حنا ہوتے تک

صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع
زندگی بزم کی ہے تمسے جدا ہوتی تک

دیکھ اے شوق تماشا نہ جھپک جائے پلک
جلوۂ یار کہان چشم کے وا ہوتے تک

اوسکے کشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے
روز لو حشر نیا روزِ جزا ہوتے تک

ایک ہین چشمِ بصیرت مین حباب و دریا
ہے دوئی عالمِ وحدت مین فنا ہوتی تک

مشکل آرام ہے بے ترکِ سرِ ننگ ظہیر
فکرِ رسوائی ہے انگشت نما ہوتے تک

ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ور کی آگ	آگ اور الفتِ بشر کی آگ
شعلہ زن دل مین ہی جگر کی آگ	گھر مین اپنے لگی ہے گھر کی آگ
جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز	ہے وہ کافر تری نظر کی آگ
شوخیون سے تری زمانے مین	پہونک رکہی ہے شور و شر کی آگ
ہای رے تیری گرمیِ رفتار	خاک تک بہی ہے رہگذر کی آگ
لو شبِ وصل بہی تمام ہوئی	آسمان کو لگی سحر کی آگ
اور سوزِ جگر نے بہڑکائی	گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ
گرم جوشی تری معاذ اللہ	ہے بشر کے لیے سقر کی آگ
عشق کیا شے ہے حسن ہی کیا چیز	کچھہ اودہر کی ہے کچھہ اودہر کی آگ
کیون نہین ان بتون مین سوز و گداز	سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ
طور سینا بنا دیا دل کو	اف رے کافر تری نظر کی آگ
لاکھہ کے گھر کو خاک کرتی ہے	ہے بری عشق کینہ ور کی آگ
جس سے وحشت ہے وادیِ ایمن	ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ
لب تک آتے ہین نالۂ پرسوز	اب خبر لے گی بام و در کی آگ
حسن اور حسن بہی شرارت خیز	آگ اور عشق فتنہ گر کی آگ
ہے بری چیز عشق خانہ خراب	جا بجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالے بچائے اس سے ظہیر
قہر ہے الفتِ بشر کی آگ

ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل
کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل
ای کاش دل ہی دل مین رہے مدعای دل

ہوتا نہین ہے کوئی بری وقت مین شریک
گر کچھ بٹاے درد تو شاید بٹاے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دلکو تہام کے مین ہای ہای دل

شغل شب فراق یہی ہے کہ رات بہر
کہتا ہون دلکے سامنے مین ماجرای دل

منقار عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین
یکبار دل کی ساتھ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیو اسطے
کافی ہین بہر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار
شایان جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری اب وہ بھی کہتے ہین
یارب یہ دلخراش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پہٹکے کلیجے نکل پڑین
شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے
غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو
برعکس مدعا ہے مرا مدعاے دل

مرتے ہین دردمند کی مرنے پہ اہل سوز
پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلاے
اپنی خوشی کسی پہ اگر آبنے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان ہی کام ہے
ہے لب پہ وای ای جگر ہای ہای دل

ای شمع لطف سوز درونی کچھ اور ہے
پروانہ عمر بہر نہو آشناے دل

ہم اور راہ منزل تسلیم یا نصیب
دیکھین گے دل کے ہاتھہ سے جو کچھ دکھاے دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق
مین اور سنگ و سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن اکیبار تو قصہ تمام ہو / ٹل جائے کاش جان حزین پر بلای دل
اس تنگنائے دہر مین فرصت قلیل ہے / شرح جفای دوست لکھون یا وفائی دل
آگی سے ہے ہوی سوز سخن سے تری ظہیر / مضمون جانگداز ہین سب التجای دل

ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم / زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم
الجھے ہین کسکی زلف سی نادانیون مین ہم / خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم
کیون بھگئے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم / ڈوبے رہے سہے بہی تن آسانیون مین ہم
بھرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان / برق طپان ہین شوق کی جولانیون مین ہم
تم محو دید آئینہ آئینہ محو حسن / آئینہ سے بڑہے ہوے حیرانیون مین ہم
بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹھے شب فراق / ایسے پہنسے ہوی ہین گرانجانیون مین ہم
خود رفتگی ہے ذوق تصور مین رات دن / کہوے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم
محو تصور رخ دشمن ہمین تو ہین / حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم
وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا / اوبہرے کبہی نہ شوق کی جولانیون مین ہم

دل دیکے ای ظہیر کہین کے نہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اوجہینگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم / بڑہ کر ہین گیسوون سے پریشانیون مین ہم
کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم / پوچہے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم
دیکہا مآل کار تماشای آئینہ / حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم
شکوون سے وہ خجل ہین تو ہم پاس وضع سے / اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شب وصال
اس اضطراب پر نہین جولانیون مین ہم

آنکھون سے دیکھتے ہین بدآموزی رقیب
گستاخ کیون ہوے تھے ادادانیون مین ہم

طول شب فراق مساوات ہو گیا
کتنے بڑے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم

پائی کہین نجات نہ قید حیات سے
آزاد ہو کے بھی رہے زندانیون مین ہم

اک اک سی انجمن مین جو پائی پڑی نگاہ
رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم

زیر نگاہ بھی ہین نظر سے گرے ہوے
مہمانیون مین اور ہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے ای ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
دیکھتے دلکش نہین گلشن مین ہم

ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم

گھر بنانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
خار ہین چشم و دل دشمن مین ہم

جب ہوے دنبال رو شکل غبار
اوڑ گیے اک جنبش دامن مین ہم

اپنے آنکھون مین کھٹکتے آپ ہین
خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم

زندگانی ہو گئین ناکامیان
مر رہے ہین حسرت مردن مین ہم

جی بجھا جاتا ہے شام وصل مین
ہین چراغ صبح کچھ دامن مین ہم

سحر سے بڑھ کر ہے افسون جنون
کھپ گیے اوس چشم جادو فن مین ہم

نعش دشمن پر وہ آئے اشکبار
نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم

جھانکنا کیسا وہین سے ہو رہے
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم

ہوش سے پہلے کسی پر غش ہوے
گھر مین ہین یاد وادی ایمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے
جان پر کھیلا کیے بچپن مین ہم

دیکھتے ہین ہم تمہین تم اورکو
آئینہ ہین کیا کف دشمن مین ہم

کیا نہین کنج قفس مین فصل گل
خاک اوڑانے جائین کیون گلشن مین ہم

ہم جہان ہین اوس سے کوسون دور ہین
ہین مسافر کی طرح مسکن مین ہم

روشنی لیکر چراغ طور کی
کسکو ڈہونڈہین وادی ایمن مین ہم

ضد سے تم آتے نہین تو ایکدن
مر رہین گے کوچۂ دشمن مین ہم

نقش پا ہی غیر ہے یان خضر راہ
ہین تلاش جادۂ رہزن مین ہم

آتش گل سے بہڑکتے اور ہین
گلکدہ مین ہین کہ ہین گلخن مین ہم

کیا بنا ہے طرز مومن ای ظہیر
طاق ہین لاریب اپنے فن مین ہم

گیسو سے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم
مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم

رکہتی ہے دلمین لاگ صبا اور صبا سے ہم
چلتی ہے ہمسے اوڑ کے ہوا اور ہوا سے ہم

رکہتے ہین دل مین بل خم ابروی یار سے
کیا سر پہ کہیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم

رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جہوک
رکہتی ہے چہیڑ چہاڑ بلا اور بلا سے ہم

تہوڑا علاج درد دل زار کر چکے
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

شوخی سے ایک جا نہ تجہے دم بہر نہین قرار
بیچین تجہ سے تیری ادا اور ادا سے ہم

بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو
وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم

آرایشون سے کشتن عاشق مراد ہے
ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم

ہمسے وصال مین بہی ہوئے وہ نہ بیحجاب
لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شب فراق نہ بالین کے متصل
بیزار کس قدر ہے قضا اور قضا سے ہم

کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے
تنگ آگئی ہے تمسے حیا اور حیا سے ہم

یارب مآل رنجش باہم بخیر ہو
بیٹھے ہوے ہین وہ بھی خفا اور خفا سے ہم

ہے تنگی دہن یہ تکلم بھی شیفتہ
ہے کامیاب لب سے صدا اور صدا سے ہم

یہہ سب ستم کیے ہین تمہارے حجاب نے
جلتی ہے ہمسے بچ کے حیا اور حیا سے ہم

کس مونہہ سے ہاتھہ اوٹھائین فلک کیطرف ظہیر
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

کرتے ہین کیسی رشک کی باتین صبا سے ہم
لڑتے ہین ہجر یار مین چلتی ہوا سے ہم

ملتے ہین اس جفا پہ جو اوس بیوفا سے ہم
مجبور ہوگیے ہین دل مبتلا سے ہم

مایوس وصل یار کی ہون کیون دعا سے ہم
بندون سے مانگتے ہین نہ مانگین خدا سے ہم

کس درجہ صاف دل ہین کہ رشک رقیب سے
کرتے ہین شکوہ اوس بت ناآشنا سے ہم

سنتی پڑی ہمین کو کہانی رقیب کی
کہنے گئے تھے حال دل اوس بیوفا سے ہم

الفت ہے تمسے اور رقابت جہان سے
ناآشنای محض ہین ہر آشنا سے ہم

کن کن مصیبتون سے بسر کی شب فراق
لڑتے ہین ہجر یار مین کشتی قضا سے ہم

دیکھین نہ بیٹھتے اوسے دشمن کے سوگ مین
مل جائین کاش خاک مین یارب بلا سے ہم

دو چار شب تو صبح نہونے دے اے فلک
لاتے ہین اونکو دام مین کس التجا سے ہم

بولو خدا کو مان کے بس ہو لیا حجاب
گھٹ گھٹ کے مر نہ جائین تمہاری حیا سے ہم

دنیا مین گر وصال نہوگا تو حشر مین
مانگینگے بدلے حور کے تمکو خدا سے ہم

کسنے ظہیر آج سنادی وصال کی
باہر ہین کچھہ نشاط مین اپنی قبا سے ہم

ردیف النون

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کنکی حق ستاتی ہین
اوسیکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین

اوٹھائی چشم ظاہر بین نگاہ حق نگر دیکہ
اوسے اسکے بناتے ہین جسے جلوے بھی دکہاتی ہین

یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی ناچیز مٹی کو
فلک سے جو نہین اوٹھتا اوسی انسان وہ اوٹھاتی ہین

کوئی پائی تو کیا پایے نشان منزل مقصد
جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسی رستہ بتاتی ہین

ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہ لطف ہوتی ہے
سر تسلیم مقتل مین وہی پہلے جھکاتے ہین

ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کی ہو رہین شاید
در دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین

تماشے سی تماشے ہین نمایشگاہ حیرت مین
زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتی ہین

اونہین دیکہے تو دیکہے اور کسکو دیکہہ سکتا ہے
نگاہین چھین لیتے ہین نظر جس سے ملاتی ہین

اونہین مد نظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے
وہ جلوے جب دکہاتی ہین نقاب خود ہی اوٹھاتی ہین

یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سی کچھہ مطلب
کسی در کا نہین کہتی وہ جب در پر بلاتے ہین

جداگانہ مزہ ہے کچھہ جراحت سے جراحت کا
وہان زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین

متاع درد و غم لی ہے بہت کچھہ جان کہو کہو
حلاوت زندگانی کی ترے رنجور پاتے ہین

تمہارے سوز الفت نی عجب الماس ریزی کی
جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر بہر اشک آنکہون مین آتی ہین

غرض کیا دوست دشمن سے کہ ان نگہہ نوازی ہے
اسی در سی اوٹھاتی ہین اوسی گہر سے بلاتی ہین

وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا
وہین ہے طور وادی ایمن وہ جہان جلوہ دکہاتی ہین

ہماری سعی لاحاصل ہماری جستجو باطل
ادہر کچھہ ہٹتے آتے ہین قدم چلنے بڑہاتی ہین

بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے
اودہر سے لو لگاتے ہین ادہر سے دل ہٹاتی ہین

یہان غفلت شعاری ہے وہان آموزگاری ہے
وہ ہمکو یاد رکہتے ہین ہم اونکو بہول جاتی ہین

اسے دیکھین اوسے دیکھین ادھر دیکھین اودھر دیکھین
وہ سو سو بھیس مین چھپ چھپ کے اپنے کو دکھاتی ہین

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا
یہ تھوڑا ہے تڑپ کر خاک پر خون مین نہاتی ہین

گوارا کب ہے کوئی دوست مین دشمن بھی ساتھ آئے
برنگِ نقشِ پا ہم نقشِ ہستی کو مٹاتے ہین

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے
ہم اپنے کو نہین پاتے جب اونکو دیکھ پاتے ہین

بہت دن خاک اوڑائی زہد کی مسجد مین ہم اپنو
خدا کا نام لیکر جام مے مونہہ سے لگاتے ہین

بڑے کچھ ظرف رکھتے ہین یہ رندانِ خراباتی
کہ زاہد بے مے و شاہد یونہین ہو حق مچاتے ہین

اگر گوش و نظر ہو تو ہمین دیکھو ہمین سن لو
یہ غنچے مسکراتے ہین یہ بلبل چہچہاتے ہین

ظہیر ایسے ہوے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اوڑاتے ہین

برتر اس آستان سے کوئی آستان نہین
یہ سرزمین ہے وہ کہ جہان آسمان نہین

ٹوٹے ہین پاے شوق تو کیون جا روا نہین
اس راہ مین تو جان سے جانا زیان نہین

ہمسا تو رازِ حق کا کوئی رازدان نہین
تم وان جلیس ہو کہ فرشتہ جہان نہین

اوس آستان کی ناصیہ سائی محال ہے
قدسی نگاہبان ہین اگر پاسبان نہین

روح القدس بھی زمزمہ پردازِ نعت ہین
کیونکر کہون کہ وہ مرے ہمداستان نہین

دروازۂ بہشت یہ کیون ڈھونڈھنے کو جائین
کیا قاسمِ بہشت کا یان آستان نہین

مجھ سے بھی تو سوال کرینگے بھلا نکیر
پھر جواب کیا مرے مونہہ مین زبان نہین

رنجورِ دردِ ہجر ترا ہون زہے نصیب
ناشادمان ہون وہ کہ کوئی شادمان نہین

سب قافلون کے قافلہ سالار ہین حضور
اس کاروان کے بعد کوئی کاروان نہین

اس قربِ اختصاص پہ یہ کچھ فرق تھی
وان تک رسا ہو تم کہ مکین ہی مکان نہین

یثرب کے دیکھیے عیش مخلد جناب خضر
کچھہ تمکو لطف زندگی جاودان نہین

اولٹا ہوا ہے روی دل آرا سے اب نقاب
ای بیخبر وان شوق کہان ہو کہان نہین

تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہ خیال ہے
شایان جلوہ گاہ مکین یہ مکان نہین

تمنے رہ خدا مین کیے نذر نور عین
اس سے سوا جہان مین کوئی ارمغان نہین

مجھہ سے سیاہ کار کو مہمانیِ بہشت
تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین

حضرت کی نعت پاک لکھی ہی تو کیا لکھی
یہ تو بیان حق ہے ہمارا بیان نہین

مین اور شاطرانہ تراہون غلط غلط
یہ تو لسان غیب ہے میری زبان نہین

کیا کہہ رہے ہین یہ فتدلی کے زمزمے
الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہی وہان نہین

اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار
رحمت کے بحر ہین لب گوہر فشان نہین

اس خاکدان سے تا بسراپردۂ جلال
حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہی کہان نہین

ای شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتھہ ساتھہ
ہمراہ کیا مرے مری حسرت روان نہین

مولا بس اپنے پاس بلا لو ظہیر کو
شایان درد ہجر دل ناتوان نہین

راحت پسند شوخی دور زمان نہین
تم مہربان ہوے تو فلک مہربان نہین

خاطر مین کچھہ نشیب و فراز جہان نہین
اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین

ادنی ستم ہی درخور ایثار جان نہین
ایسے پہ جان جاے تو اپنا زیان نہین

کس موہنہ سے یہ کہون کہ تری شوخیان نہین
اتنا تو دشمنی مین نہین آسمان نہین

مشکل ہے ای فلک مری نالونکی روک تھام
نے کی نوا نہین ہے جرس کی فغان نہین

بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمن وصال
ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین

آتے تے مرے اونہین ہی سوال و جواب کے
قاصد کے موہنہ مین ہاے ہماری زبان نہین

اللہ رے تند خو تری نازک مزاجیان
دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

راہِ وفا مین غیر نے رکھے نہین قدم
کوچے مین اوسکے ایک بہی ثابت نشان نہین

مجھہ کو بہی ابتو غیر سے ہین بدگمانیان
یہ کیا ہوا کہ تجھہ کو سرِ امتحان نہین

طعنون مین وصل غیر کے اب کچھہ مزہ نہین
بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی مین نے نہ دیا وقت بدین سیاتہہ
قاصد کے ساتہہ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچھہ گلہ دوستی کرون
مین دیکھتا ہون غیر بہی کچھہ شادمان نہین

آزاد ہوکے دام سے جائین کہان اسیر
اتنے رہے ہین دور کہ یادِ آشیان نہین

پہری فلک سے ہراسان ہے کیون ظہیر
کیا اوسکا فضل خدا کی جہان نہین

حال آنکہ حال غیر کسی پر نہان نہین
اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین
مین بدگمانیون سے جہان ہون وہان نہین

یاد نہین کہ حال عدو کچھہ نہان نہین
آخر تو رازدان ہی کوئی غیب دان نہین

ہوتی ہے قدر نعمت راحت بقدر رنج
الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجھسے ہی کیون نہ پوچھیے میری برائیان
تجھہ سے سوا تو غیر مرا رازدان نہین

ہم بہی خلاف وضع گوارا کرین اگر
کچھہ ہم مین اور غیر مین تشخیص وان نہین

پیش رقیب حال ہمارا نہ پوچھنا
دیکھو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب
جب ہم نہین ہماری طرف بہی جہان نہین

کچھہ ناگوار خاطر دشمن نہین ہے اب
ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے اوسی کو چہیڑ کے کچھہ کچھہ برا بہلا
کمبخت زود رنج بہی تو رازدان نہین

اوسکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک
ایک ہم نہین تو کچھہ بہی نزاع جہان نہین

اندازہ غرور و ستم ہے بقدر شوق
یان وہ اوسکے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین رشک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بہی اب تو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بہی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون شکایت مین ذکر جور
پہر تم کہوگے مجہہ سے کہین بدن تنگا نہین

عاشق نہ کم شکیب نہ غمساز رازدان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پہر کچہہ نہان نہین

کیا کچہہ نہین ہے اس لب جادو نواز مین
اک وعدۂ وصال پہ تو تہہ مین بیان نہین

ناکام ہے فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکہنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے شک کے الزام بدگو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے چشم وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا بس امتحان نہین

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مرنیوالے بہی کہین مر کے جیا کرتے ہین

شکوۂ جور سے کچہہ شرم سوا کرتے ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بہی جفا کرتے ہین

مجہہ سے بہری دشمن کے گلے ہین اونکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین

مین وہ بیدرد بہی خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجہے اوٹہنا دشوار
کہ اوٹہانے کو مری حشر اوٹہا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہو کر
مدعی بہی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

نازنین ہو تمہین کب کشتن عاشق کا دماغ
جو ستم تمسے نہو ناز و ادا کرتے ہین

صبر بنکر کہین بیٹہے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بہی آتے ہین عدو کی ہمراہ
بدگمانی کیطرح دل مین پہرا کرتے ہین

پہرتے رہتے ہین جو دلمین تری قد کی فتنے
اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹہا کرتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی ظہیر
ہمنے دیکہا تو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ کہا بہی نہ سکون
مجہہ سے چہپتے ہین وہ اتنا کہ چہپا بہی نسکون

دل کو آزار لگا وہ کہ چہپا بہی نہ سکون
پردہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک
بات بہی کیا غم دل ہے کہ سنا بہی نسکون

زخم کیا تیغ زبان کے ہی ہین تلوار کے گہاؤ
دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کہا بہی نسکون

سب بے جگہہ آنکہہ لڑی دیکہیے کیا ہوتا ہے
آپ جا بہی نہ سکون اون کو بلا بہی نسکون

پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج
چارہ گر ہاتہہ اوڑا وے کہ لگا بہی [illegible]

غیر بہی ساتہہ تمہارے ہین نظر مین پہرتے
رشک ہے یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سو

دل پہ کچہہ ایسی بنی ہی نہین تہی کچہہ بہی
سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

وہ دم نزع مرے بہر عیادت آئے
حال کب پوچہتے ہین جبکہ سُنا بہی نہ سکون

نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے
یاد ہین یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

کاش آجائے مجہے موت کہ جہگڑا ہی مٹے
تم بُلا بہی نہ سکو اور مین آ بہی نہ سکون

ناصحو فرض کیا وان ہے رسائی دشوار
کیا مرے ہاتہہ مین دل ہی کہ لگا بہی نسکون

کچہہ مزہ تہا غم پنہان مین سو وہ بہی گیا
زہر ہے زہر غم رشک کہ کہا بہی نہ سکون

دو قدم کے لیے ایسی ضعف ذرا پاؤن نہ توڑ
سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹہا بہی نہ سکون

یاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی
درد کیا شکوہ ہی اونکا کہ سنا بہی نہ سکون

زندگی بہی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین
موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بہی نہ سکون

آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکہین مجہہ کو
مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بہی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے جان مین لاؤن کیونکر — کب وہ آتے ہیں کہ نہین ہاتھ لگا بھی سکون
مجھکو ظالم تری بےحوصلگی نے مارا — زخم کچھ درد نہین ہے کہ کہا بھی سکون

شرم عصیان نے جھکایا مری گردنکو ظہیر — بوجھ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی نسکون

دل ہی کہین لگائی کیون دم یہ بری بنائی کیون — تاب ستم اگر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون
لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی چہائی کیون — اپنی پہ اپنا بس نہین اور کے سر لگائے کیون
دشمن جان ادا سہی ناز نہین جفا سہی — ہم ہی نہون جو باوفا کوئی ہمین ستائی کیون
حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے — جان پہ جب آبنی سر یہ ستم اوٹھائی کیون
پردہ سہی خودنمائیان خلق سے لن ترانیان — سامنے آنہ جائے کیون شوق کوئی بڑہائی کیون
مجھکو گمان بد سہی ہان وہ خرام ناز ہے — گھر سے قدم بڑہائی کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون
پھر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا — شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے مونہہ چھپائی کیون
حسن وادا ہی آدمی حور نہین پری نہین — تم ہی کہو کہ پھر کہین دل ہی تو ہے نہ آئی کیون
لطف وصال اور یہ خواب ہی یا خیال ہے — اپنے پہ آپ دمبدم رشک مجھے نہ آئی کیون
راز کہلا حجاب سے پردہ اوٹھا نقاب سے — جسکو خدا نہ شرم دے شرم سی مونہہ چھپائی کیون
ہمسے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین پرجفا — چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین ستائی کیون
کاوش زخم دلکشا تلخی مرگ جانفزا — درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کہائے کیون
یہ تو شب وصال ہے اسے کہ ہر خیال ہے — مین بھی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون
طرز سخن مین ہے سخن تیغ نہین سنان نہین — تاب جواب گر نہو کوئی ہمین ستائے کیون
اپنی وہ بیان حال غیر وصف نہین گلہ سہی — ہم ہین کہان کے رازدان کوئی ہمین سنائی کیون
سمجھے ہوئے ہین آپ کو ہم ہی کچھ اپنے زعم مین — اوسکو کہان کی دوستی اوہمین بلائے کیون
ضد مین سے ملے جو غیر سے اوسکو وفا سے بحث کیا — ہو جو مجھی سے دشمنی غیر کو آزمائے کیون

مجھکو سر گلہ نہ تہا ذکر گذشتہ کیون کیا
پاس زبان جسی نہو بات زبان پہ لائی کیون

واہ یہ کسر عزو شان اور ظہیر باصفات
جسکو ہو پاس آبرو بزم مین اوسکی جائی کیون

زاہد نہین ہون رند قدح خوار بہی نہین
مل جاے مفت کی تو مجھہ انکار بہی نہین

تقوی اگر نہین ہے تو اظہار بہی نہین
زاہد تری طرح سے ریاکار بہی نہین

سو بات کا جواب ہے وان ایک خامشی
انکار گر نہین ہے تو اقرار بہی نہین

کیا کیا ہین خار دشت تہیہ کیے ہوے
دست جنون سے جسم پہ یان تار بہی نہین

واعظ عبا مری جو مئے آلودہ ہے تو ہو
آخر کسیکا جبہ و دستار بہی نہین

ہے بیخودی مری مرے ایمانکی راہبر
کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بہی نہین

آتا ہے گر تو شوق سے آجاؤ بے حجاب
آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بہی نہین

ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے
یان جیب و آستین مین رہا تار بہی نہین

اٹہہ رہے بیکسی مرے بالین سے متصل
وہ کیا نہین کہ سایۂ دیوار بہی نہین

یان دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایک سو
یعنی مرے وہ درپے آزار بہی نہین

چاک دل حزین کو سیے خاک چارہ گر
تن پر مرے کفن کے لیے تار بہی نہین

ضد ہے اگر وفا سے تو اچہا جفا سہی
دلدار کیا کہ تم تو دلآزار بہی نہین

ابتک بہی آنکہو ہین وہی بدگمانیان
یان شکوہ کیا کہ طاقت گفتار بہی نہین

اچہی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان
موسی نہین کہ جلوۂ دیدار بہی نہین

نالون سے ادعای جگرداری رقیب
ایسے تو آپ کے در و دیوار بہی نہین

کیا کیا سبک کیا دل بیتاب نے مجھے
اتنا تو بار خاطر اغیار بہی نہین

ہرچند تمسے قطع تعلق بعید ہے
کیا سر کے واسطے مری تلوار بہی نہین

ہین منتشر ریا سے بہت دور ہون ظہیر
تسبیح گر نہین ہے تو زنار بہی نہین

نہ تہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین
غیر کا ہاتہ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذتِ جوشِ جنون کچھہ تنِ عریان مین نہین
خار داماں مین نہین چاک گریبان نہین

مجھہ سے ناکام تمنا نہین دوران مین نہین
گل تو گل خار بھی اوبجھا مرے کان مین نہین

چین جو ہجر مین ہے پہلوئے جانان مین نہین
کہ نہین صبح کا دہڑکا شبِ ہجران مین نہین

بل ہین وہ بل ترے دلمین کہ عیاذاً بالله
خمِ ابرو مین نہین کاکلِ پیچان مین نہین

یا خدا اور بھی عمرِ شبِ ہجران ہو دراز
بیم اندوہ سحر کچھہ دلِ نالان مین نہین

اشک بن بن کے دل خون شدہ نکلا شاید
اپنے پہلو مین نہین آپ کے پیکان مین نہین

اوس حیا جو کے لیے صبح کہان آئی ہے
دل پرکین مین نہین نرگسِ فتان مین نہین

مدعا یہہ ہے کہ اسکو بھی ستا لیے جائین
چہیڑ کچھہ اسکے سوا کاوشِ پنہان مین نہین

چشمِ دربان کے لیے خواب کہان سے لاؤن
نیند کا ذکر بھی اپنی شبِ ہجران مین نہین

دل نے چھوڑی ہی نہین دشمن کیلیے کوئی خلش
نوک مژگان مین نہین آپ کی پیکان مین نہین

جو نہ دیکھا ہو وہ آئینۂ دل مین دیکھو
کون سی شی ہے جو اس منزلِ ویران مین نہین

رخنہ گر ہین مرے سینہ مین عدو کی چہیڑین
دل مین وہ تیر لگے جو ترے مژگان مین نہین

چشمِ بیدار جو دونون کو ملی تھی تو کیون
بختِ خوابیدہ مرا قسمتِ دربان مین نہین

جذب وہ ہون کہ جو آنکہون سے گرا ہون سبکے
قطرۂ اشک ہون اور دامنِ مژگان مین نہین

دل سے ٹکڑے چلے آتے ہین کہنچے تیر کے ساتھہ
پھر کہو گے کہ کشش ناوکِ مژگان مین نہین

نہ نبھیگی نہ نبھیگی کہ کہین رنگ وفا
غیر کے دل مین نہین آپکی پیمان مین نہین

مظہرِ ذات بھی اصنام کو سمجھے ہو ظہیر
اور کہتے ہو خلل پھر مرے ایمان مین نہین

حالِ دل مین نہین اور دلِ تن بیجان مین نہین
تم نہین پاس تو کچھہ بھی شبِ ہجران مین نہین

جو تماشا مرے دل مین ہے گلستان مین نہین
پھول جو اپنی نظر مین ہین وہ دامان مین نہین

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگِ جان مین نہین
ایک کانٹا بھی کھٹکنے کو بیابان مین نہین

گریہ کسطرح سے کہہ دون مری نقصان مین نہین
خاک تک ڈالنے کو چشمِ نگہبان مین نہین

دلِ ویران کچھہ ہی نہین تم جو دل و جان مین نہین
پھول گلدان مین نہین شمع شبستان مین نہین

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پشیمان کتنے — کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگس فتان نے دکہائے — ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دوران مین نہین

نہ ملا کچہہ نہ ملا لطف جگرکاوی کا — ایک بہی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لب زخم جگر مین موجود — جو تبسم کہ تمہارے لب خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک ہین ہم ہیچ ہی سب بود و نمود — آپ پہلو مین نہین جان تن بیجان مین نہین

ہے مرا نکلا اسیری اوسے ہون جسکا اسیر — مجکو زندان مین ہے جو چین گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی سے ہے تری نیش آمیز — نیش نشتر ہے تبسم لب خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچہہ بہی لگا — دیکہہ لین تار کفن کو بہی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دل عاشق کے لیے — یون تو کیا کچہہ ترے لعل لب خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسو برہم مجہہ سے — فرق ابتک تو مرے حال پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان مجہہ سا — اور کچہہ غیر کو حاصل مرے نقصان مین نہین

وای تقدیر ترے بند قبا مین پڑجائے — وہ گرہ جو کہ ترے کاکل پیچان مین نہین

بٹ گئی غیر کی جانب نگہہ رخنہ گداز — ورنہ کیون لذت کاوش تری پیکان مین نہین

بیوفائی تری خو مین ہے زبان مین لغزش — بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال — ہون مین اسطرح کہ ہونا مرا امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبل شیراز ظہیر
وہم کیا اوسکی فصیحان صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہماری پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین — برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہم ننگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین — رہے دنیا مین نادان ہنکی دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین بنکر ترے کوچے سے ہم نکلے
مرادین دلکی بر آئین تمنا اسکو کہتے ہین

کہے جاؤن سنے جاو حیا تمکو نہ کچھہ مجھکو
تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

گلے مل مل کے عاشق سے جلاد و حسرت و
زبان خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین

بہلی لگتی ہے کچھہ جسکو تمہاری کج ادائی بہی
برے ہوکر بہی تم اچہے ہو اچہا اسکو کہتے ہین

بشر کی مرگ و پیدایش کے بہی دو دن معین ہین
مگر اہل فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین

وہ آئینہ کو تکتے ہین ادہر ہین تصویر آئینہ
تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

پڑے ہین حسن کے پرتو جو کچھہ سینے پہ عاشق کے
تجلی اسکو اور برق تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر اوٹہو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جا ہی خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جانسپاری نہین
ہمین زندگی اپنی بہاری نہین

ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین
نہ کہنا کہ الفت تمہاری نہین

چمن کیا فلک تک اڑا دی ہوتین
دم سرد باد بہاری نہین

وہان یاس و حرمان سے کام آپڑا
پذیرائی آہ و زاری نہین

مجھے بس ہے ای شیخ تر دامنی
نہین لاف پرہیزگاری نہین

رہے غیر بہی اوسنے ناکام وصل
بس اب لطف امیدواری نہین

ہمین اپنے گریے سے نادم ہوے
تمہین غیر سے شرمساری نہین

خلش گر رہے دل مین خار الم
ہمین ذوق امیدواری نہین

لگا ہون نئی کیا دل مین گہر کر لیا
کہ پہلی سی اب بیقراری نہین

بہلا تم تو اپنی ہنسی روک لو
مرے بس مین تو اشکباری نہین

گراں جانیوں کے ہیں دن کاٹتے
یہ کچھ نزع کی دم شماری نہیں

گلی سے تمہاری اوٹھا لیجیے
مری نعش غیروں پہ بھاری نہیں

مرا جذب دل ہے تغافل اثر
نگہ کا کوئی زخم کاری نہیں

تمہیں اس کدورت پہ اتنا غرور
مجھے نازش خاکساری نہیں

گلے لب پہ آتے ہیں بیساختہ
یہ باتیں مری اختیاری نہیں

چھپانے لگا مونہہ وہ پردہ نشین
بس اب کچھ ہمیں پردہ داری نہیں

دل مضطرب نذر کاہش ہوا
وہ اگلی سی اب بیقراری نہیں

نگاہیں محبت کی خونریز ہیں
تری دوستی دوستداری نہیں

ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو
تری کون سی بات پیاری نہیں

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوئے
بس اب طاقت دینداری نہیں

داغ ہوں درد ہوں حسرت ہوں تمنا ہوں میں
ہوں میں جس رنگ میں اوس ڈھنگ میں اچھا ہوں میں

کب کسی اور کی آنکھوں میں سماتا ہوں میں
اپنے دل میں بھی ہوں تو داغ تمنا ہوں میں

سر پہ آئی ہے شب ہجر قیامت کرتی
اے اجل تو بھی چلی آ کہ اکیلا ہوں میں

وہ نہ آئیں تو نہ آئیں یہ نہ ہوگا مجھ سے
ایک شب کے لیے ممنون قضا کا ہوں میں

کچھ شب قبر سے بدتر ہے عذاب ہجراں
زندہ درگور ہوں مرتا ہوں نہ جیتا ہوں میں

سو بھلائی کی بھلائی ہے برائی میری
لاکھ اچھوں کا ہوں اچھا کہ تمہارا ہوں میں

کل تو آئے تھے ظہیر آپ خدا کے گھر میں
آج کہتے ہو کہ پھر دیر کو جاتا ہوں میں

تعلق سے وارستہ انسان نہین | گلہ گیر کسکا گریبان نہین
کسے دل لگانے کا ارمان نہین | مگر عاشقی کار طفلان نہین
بہت دور پہنچا ہے دست جنون | گریبان ہے دامان جو دامان نہین
جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق | جہان پرسش کفر و ایمان نہین
ترا گرم ہے جب سے بازار حسن | کہین شہرۂ ماہ کنعان نہین
فلک کو پسند آتے ہیں یہ تفرقے | ملے کوئی انسان سے انسان نہین
نہین تم ہو دل مین تمہارے سوا | کوئی میزبان کوئی مہمان نہین
خدا کی خدائی مین سب چیز ہے | مگر داد خون شہیدان نہین
نہین کون سا درد درمان پذیر | مرا درد محتاج درمان نہین
کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر | بجز حسرت و یاس و حرمان نہین
ہزار آفرین تیری جرأت کو دل | پریشان ہے جتنا پشیمان نہین
کرون سر فدا ہی رہ دوستان | مگر لذت سنگ طفلان نہین
مری تیرہ بختی نے مارا مجھے | خطاوار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور فکر غزل
جز ایماے داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن عشق کو آثار ہوتے ہین | نگہ سے بے پردہ جلوۂ دیدار ہوتے ہین
کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھ بار ہوتے ہین | ہمارے مدعا سہل بھی دشوار ہوتے ہین
یہ شوخی ہے کہ ہر ہر بات پر انکار ہوتے ہین | مگر انکار کے پردے مین کچھ اقرار ہوتے ہین
یہ عذر بیدہانی کیون دم گفتار ہوتے ہین | کہ پیدا مطلب عاشق کو اب اقرار ہوتے ہین

تبسم ریز کچھ کچھ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہ سے جانب اغیار ہوتے ہین

وفای عہد پر کس مونہہ سے اب انکار ہوتے ہین
لب راحت فزا اب کیون جراحت بار ہوتے ہین

غضب کچھ انقلاب کافر و دیندار ہوتے ہین
یہ کیسے شعبدے اس نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابھی انکار ہوتے ہین ابھی اقرار ہوتے ہین

سبنے ہین مدعای دل خدنگ دلنشین اوسکے
کہ دل ہی دل مین کچھ گویا لب سوفار ہوتے ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹھوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی پردے مین دشمن پر
نگہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتے ہین

وصال اوس سے اگر ہوتا تو درد ہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہ ہی درد و قسمت ہے
مسیحا پر بھی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

وہ رفتار ستم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادہر مجروح ہوتے ہین اودہر افگار ہوتے ہین

نگہ سے تا نگہ حائل حیا کی لاکھ پردے ہین
وہ پلکین چشم کی آکر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سے سمجھے ہو کہ اتنا مونہہ چھپاتی ہو
ستم بھی کیا تمہارے جلوۂ دیدار ہوتے ہین

نگہ سے ہر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم کیا کیا ستم اس نرگس بیمار ہوتے ہین

ترا تمکین سے کھینچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بھی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سہی کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتے ہین

ستمگار ونکی دلجوئی بھی عیارونکی گھاتین ہین
یہ کسکے دوست بنتے ہین یہ کسکے یار ہوتے ہین

نقاب اوٹھی تو کیا دیکھین نہ اوٹھی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھ حلقۂ آغوش سے ان کو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمہارے عہد بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتے ہین

قیامت مین بھی کیا تجلی گرےگی بے نصیبون پر
یہان ایک ایک سے جو وعدۂ دیدار ہوتے ہین

عجب کیا ہی اگر مرتے ہین تم پر اور نہین مرتے
کہ اکثر کار ہای سہل بھی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتے ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین
جیتے جی دل کی کدورت مین دبا دیتے ہین

اونکے آنے کی جو احباب سنا دیتے ہین
ہم تری جان کو ای چرخ دعا دیتے ہین

تلخ شکوے بھی لب شیرین سے مزہ دیتے ہین
گھولکر شہد مین وہ زہر پلا دیتے ہین

مژدۂ وصل کے بدلے مجھے ہر شب احباب
شام سے سورۂ یسین سنا دیتے ہین

یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار
اور کچھہ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہین

اوس پریوش سے ملا دو مجھے ای حضرت شیخ
آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین

قہر و بیداد پہ ہین شکر و دعا کے خواہان
داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین

عرض مطلب نہ سہی وجہ خموشی ہی سہی
کچھہ نہ کچھہ وہ مجھے الزام لگا دیتے ہین

کیا غضب ہے گلۂ غیر کرون یا نکرون
وہ تو پہلے ہی ادھر کان لگا دیتے ہین

اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹھانا منظور
مدعی کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین

کیا ہی خوش ہون کہ عدو پہ ہی دل آیا اونکا
جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑھ دو نہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہوکے کچھہ ایسی وہ سنا دیتے ہین
کہتے کہتے مجھے مطلب کی بھلا دیتے ہین

اشک آنکھون سے بہا کر وہ دکھا دیتے ہین
اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہین اہل وفا دیتے ہین
تجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہین

یہہ تو مانا کہ وہ بدخو ہے دل آزار بھی ہے
اور کچھہ حضرت ناصح بھی بنا دیتے ہین

شادمان ہون کہ وفا غیر کی قسمت مین نہین
جو صلے وہ تو ستم کرکے بڑہا دیتے ہین

نامہ بر ہے نہ پیامی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہین

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہین روتون کو ہنسا دیتے ہین

غم دیا درد دیا نالہ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہین

کچھہ وہی عاشق مضطر پہ ستم کرتے ہین
سب حسینون کو جو انداز و ادا دیتے ہین

بخت خفتہ بھی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوئے فتنون کو جگا دیتے ہین

چشم حق بین سے حسینون کو نظر کر زاہد
یہ وہ بندے ہین خدا سے جو ملا دیتے ہین

شعلہ رویون کی محبت سے بچائے اللہ
یہ وہ کافر ہین کہ جیتون کو جلا دیتے ہین

نالہای دل اغیار کے صدقے جاؤن
تمسے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہین

اے ظہیر اونسے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون مین اوڑا دیتے ہین

وہ تسلی سے سوا آگ لگا دیتے ہین
آتش شوق کو کچھہ اور بڑہا دیتے ہین

کوستے وہ ہمین ہم اونکو دعا دیتے ہین
ہم تو کیا دیتے ہین اور وہ ہمین کیا دیتے ہین

وہ جو گھبرا کے کبھی پردہ اوٹھا دیتے ہین
مجھکو چلمون کیطرح در پہ گرا دیتے ہین

واہ قسمت وہ شب وعدہ اگر ہون بیدار
یاہی قاصد کو مرے بخت سلا دیتے ہین

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کے اوڑا دیتے ہین

تم تو سہوا بھی مجھے یاد نہین کرتے ہو
غیر کہہ کہکے برا یاد دلا دیتے ہین

پردہ اوٹھے کہ نہ اوٹھے مگر اہلِ پردہ نشین
آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
بات تک مونہہ سے نکلتی نہین اوس کشتہ کو
یاد ہین جور قیامت کے پرنیا دون کو
آتے جاتے نہین کمبخت پیامی اون تک

آج ہم رسم تکلف کو اوٹھا دیتے ہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین
سرمگین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین
دل کے لوٹے ہوئے ٹکڑونکو ملا دیتے ہین
جھوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

واہ ری تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ لکھہ کے ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی بھی ہجر کہ آتی قضا نہین
گو اوسنے ضد سے وعدۂ دشمن وفا کیا
آپ نے دو پند کو کو بھی مشغلہ سہی
اک چھیڑ وصل ہین ہو ستانیکے واسطے

یا وعدۂ وصال کہ ہوتا وفا نہین
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین
مدت سے ذکر دوست بھی ہمنے سنا نہین
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تھے تم تو زیست کا دم بھر ذرا نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گھر مین
نہ تھمتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
مرے قتل پر آپ کیا باندھتے ہین
تمہین دو قدم چل کے جھگڑا مٹا دو
سبکتے ہون خط کے لفافے ہی قاصد
لپٹ کر گلے سے یہ جھگڑے مٹا دو

قیامت کے ساماں ہین اپنی نظر مین
ستم ہے رہے جا کے دشمن کے گھر مین
گمان کے سوا کیا دہرا ہے کمر مین
بہت منکر حشر ہین رہگذر مین
مجھی کو لیے چل نہ رکھہ کر کمر مین
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

تمہین مہربان ہو کے مل لو تو مل لو — یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین ۱۴
تمہاری محبت نے ہمکو دکھایے — تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بھر مین

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پھیر کھایے رہ راہبر مین

یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین — کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہون نہین
نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہون نہین — غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین
دل شکستہ ہون یا جنس ناروا ہون نہین — کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہون نہین
فغان درد ہون یا نالۂ رسا ہون مین — شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہون نہین
یکس سید و طبیعت سے آشنا ہون نہین — کہ اپنے سایہ سے خود دور بھاگتا ہون نہین
حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہون نہین — غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہون نہین
خوشی ہے سبکو مری تہ جم سے نکلنے کی — کسی کے دل کی تمنا نہ مدعا ہون نہین
تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا — تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہون مین
تری نگہ سے گرا ہون اوٹھای کون مجھے — بند ہے کسیکے نہ بانہی وہ ہوا ہون نہین
شب وصال کی لگ سو نکلی تا بکہان — کہ سوز ہجر سے پہلے ہی جل رہا ہون نہین
تمہاری بزم مین گو بیٹھا ہون لیکن پھر — نگاہ غیر مین لطف ستم نما ہون نہین
الٰہی اس دل رشک آفرین کو کیا کہون — رقیب آینہ ہون دشمن صفا ہون مین
نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی — دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہون نہین

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا بھی نہین
غرض ظہیر کو اتنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھ پا گئین آنکھین
حیا کے بھی پردے سے شرما گئین آنکھین

کیا نیم کرشمے مین غضب ڈہا گئین آنکھین
کافر تری آنکھونکی قسم کہا گئین آنکھین

غمزون نے دکھا دی تری رفتار کی شوخی
چلتے ہوے دل کو مرے ٹہکرا گئین آنکھین

نابود کیا نیست کیا مجھہ کو جہان سے
مین ہی غم دل تہا کہ جسے کہا گئین آنکھین

اے دست ہوس تو نے بڑے کفر کو توڑا
وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئین آنکھین

یون چھین لیا دل کو کہ رستے مین پڑا تہا
کچھ کہو کے نہ آئین نہین کہ وہ پا گئین آنکھین

تم پہلوے دشمن مین رہے اور نہ شرمائے
آنکھونکی خطا کیا ہے کہ شرما گئین آنکھین

تم کیا نہین ملتے ہو کہ بہی نہین ملتین
دل چھین کے مجھہ سے مرا اترا گئین آنکھین

پہرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے
دیکہا جو مجھے دور سے گہرا گئین آنکھین

کرتے ہین اشارون مین وہ سو غمزے کی باتین
مین کیا کہون جو کچھ مجھے فرما گئین آنکھین

کچھ حال ظہیر جگر افگار نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھ نہ ستم ڈہا گئین آنکھین

جو چاہین کہین بات بن آئی عتاب مین
وہ چاہتے ہین کچھ نہ کہینگا جواب مین

دونا ہے التفات نگاہ عتاب مین
کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

فقرہ بنا ہے قطع محبت کے باب مین
بہیجا ہے چاک کرکے لفافہ جواب مین

مطلب کی ایک بہی نہ لکہی اضطراب مین
حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

کچھ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین
ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

تر دامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چہکے سے کہولدین
عقدے ہزار ہا ہین کشاد نقاب مین

شرم نگہ سے اور بھی کچھ منہ چھپا لیا
لو اور حجابین نکل آئین حجاب مین

ٹھہری ہے جبکہ رحمت حق پاک شوخ چشم
کوئی مجھی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدھی نے قلق کچھ بڑھا دیا
تسکین دل سے جان پڑی اضطراب مین

کیا قاصد رقیب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے اضطراب مین

شبہا ہجر سے وصل بتان کی امید ہے
ہوتی ہے حشر کے لیئے خفت عذاب مین

پھر یار سے سپہر بدلتی رہے نگاہ
آتا ہے کچھ نہ کچھ تو کبھی انقلاب مین

روز جزا کسی سے گلون کا ترے دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلہ کیے کیا کچھ نہین کہا
مطلب کی ایک بھی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذب شوق نے اونہین مجھ سا سمجھ لیا
اونکی بلا رہے دل حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بھی خدا گواہ
قرب خدا ہے بندگی بوتراب مین

پہہ حضرت ظہیر کہان سے ہوگئے ہین پارسا
کیا کچھ نہین کیا ہے زمان شباب مین

وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہین
کہہ سیدہ مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

بشر شناس کمال بشر کو دیکھتے ہین
کہ دیکھتے ہین تو آپ گہر کو دیکھتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
ادا شناس ہین اونکی نظر کو دیکھتے ہین

خدا کی شان ہے وہ جائین گھر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اولٹے اثر کو دیکھتے ہین

شب فراق کے صدمون سے اور ہو گئے ہین
ہم اپنی شکل جو اوٹھکر سحر کو دیکھتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو ہند گو سمجھے کیا کام
ہنر شناس سراپا ہنر کو دیکھتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کوئی باتون سے
بتان سیم بدن زور و زر کو دیکھتے ہین

بھری ہین ہمنے وہ اشکِ ندامت آستین مین
نہ ایسے پھول پھولون مین نہ گوہر سِلکِ گوہر مین

اگر ہوتی نہ وسعت اُس کی رحمت کو محشر مین
چھپاتے کس طرح یہ روسیاہی اُس تہ مین

دعا سے التجا سے منت و زاری سے محشر مین
نہین ہم لیکے مانگینگے اگر ہوگا مقدر مین

نگاہِ ناوک افگن سے بچی کیا جاکے دل بر مین
نظر تو وہ بُری شے ہے اوتر جاتی ہے پتھر مین

وہ نہین مشتاقِ دیدِ کوئی مجھے مشکل وصال اُنکا
نہ اُنکی طبیعت مین نہ وہ میرے مقدر مین

نہ پوچھو کچھ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے
نظر آتا ہے کیا کچھ اس رخِ خجلت مصوّر مین

کیے ہین وصل کے وعدے قسم کہا کہا کی دشمن کی
ملادی چاشنی زہر بھی قندِ مکرر مین

اونہین ہم دیکھ سکتے ہین شبِ وصل اب نہ کہا سکتے
لگی رہتی ہین کس کس کی نگاہین روزنِ در مین

اوٹھا او رحمتِ بیداد کوشش کیون کھینچو
ادا سے عمر بھر کا فیصلہ ہوتا ہے دم بھر مین

وہ کشتہ ہون برآیے گی امیدِ قتل کس کس کی
ہزارون دل ہین پیکان مین ہزارون دم ہین خنجر مین

مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پھرتی ہے
مرے تلوون کی گردش ہے مگر میرے مقدر مین

تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شبِ فرقت تو کیا کاٹی
نہ پیراہن سلامت ہے نہ باقی تار بستر مین

یہان تو حضرتِ زاہد بہشت کی بیچ کی چلتی ہین
مزا ہو بادۂ انگور ہو گر حوضِ کوثر مین

یہ جنگِ زرگری جتنی ہے سب ششتی تمہاری ہے
تمہین نے آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گھر گھر مین

مری تیغِ زبان ہین ہین ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پرِ روح الامین کاٹے ہین جسنے جنگِ خیبر مین

یہ ممکن ہے کہ ہم نہ پوچھے جائین محشر مین
ہمارا نامہ بھی ہوگا خطا وارون کے دفتر مین

یہان تک ناتوان ہون مل گیا ہون تارِ بستر مین
قضا بھی ڈھونڈھتی پھرتی ہے جسمِ زار گھر مین

ہوس باقی نہ رہ جائے ہوا کی کوئی دلبر مین
اڑا لون خاک جتنی خاک اوڑائی ہے مقدر مین

دم بسمل تڑپنے کا بھلا مجھہ مین کہان دم تھا
تمھاری شوخیان کچھہ رہ گئی ہین جان مضطر مین

تمھارا پاس الفت ہی نہین کیا کچھہ نہ ہوجاتا
یہ نالے تو وہ نالے ہین اوتر جاتی ہین پتھر مین

مکدر کیون تھون آخر وہ نہین یہی شک دشمن ہے
یہان جو بدگمانی ہے وہی ہی سو داہی وان بستر مین

جسے دل ڈھونڈھتا ہے وہ خلش تو اور ہی شے ہے
تمھاری کاوشین لاؤن کہان سے نوک نشتر مین

موذن وصل کی شب خون حسرت تیری گردن پر
ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر مین

یہین تم کیون نہ سن لو درد دل گر تمکو سننا ہے
یہین ہم کیون نہ کہہ دین جو ہمین کہنا ہے محشر مین

بتا مت مجھے اشارون سے کہان اسطرح مرتی ہین
دکھا دت مجھے نگاہون سے کہ یون جیتے ہین ٹھوکر مین

یہ شوخی ہے تلون ہین کہ شوخی مین تلون ہے
ابھی کیا تھے گھڑی بھر مین ابھی کیا ہوگئے گھڑی بھر مین

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبھلتا ہے
کہ آنسو ڈبڈباتے ہین ابھی سے چشم جوہر مین

دل پژمردہ غم کا ہمین کچھہ تو مزہ آتا
یہ غنچہ بھی اگر کھلتا ترے پھولونکے زیور مین

کہین وہ بیمروت بھی طرفدار و نہین ہوسکے ہے
مری آنکھین جھپکی جاتی ہین کیون دشمن سے محشر مین

یہان یہ شوق مردن ہے کہ زندہ ہوکے مرجائین
وہان یہ بدگمانی ہے کہ جی اوٹھے نہ ٹھوکر مین

ظہیر اپنا نشان پوچھو تو محشر مین تو جا ڈھونڈھو
سیہ کارون کے حلقے مین خطاوارونکی دفتر مین

کہان ہے تاب غمخواری مرے غم کھانیوالے مین
کہ شربت خون دل ہے زہر غم ہے ہر نوالے مین

حلاوت جام جم کی ہے فقیرونکے پیالے مین
کہ نوش و نیش ہر دو ایک ہین آخر نوالے مین

پہونچتے [illegible] والی مین
نکلجاتی ہین اکثر لو سے انکو نکلے نالے مین

بلا کی بستگی غنچہ کو داغ دل ہے لالے مین
مذاق تلخکامی بھر دیا ہے میرے پیالے مین

ابھی تو محتسب مسجد سے خالی ہاتھہ آیا ہوتا
اولٹ کر دیکھہ لے ظالم نہین ہے کچھہ پیالے مین

جلاتے ہین مجھے اوٹھا وہ کہہ کہکر تیتیون کے
غضب کا درد سہہ کے بخت کو دشمن نالے ہین

الٰہی وہ مٹ گئی کیسی عداوت شیخ و شادی کی
نہ وہ نغمہ ہی نغمہ ہین نہ وہ نالہ ہی نالے ہین

ہیرا نالہ وان اثر ہی نامرادی کچھہ نہین ہوتا
بلا سے دل کے ارمان تو نکلجاتے ہین نالے مین

خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کھٹکتا ہے
کہ یہ خار تمنا رہ گیا ہے دل کے چھالے مین

تجھے کچھہ خبر ہے ابھی چارہ گر دل بیتاب رہتے ہین
کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے ہین

تمہارے تن بدن سے آج بوئے شک آتی ہے
صداقت کے لیے کافی ہین یا سچے بول بالے ہین

جفاؤن پر بھی ناخوش ہے بہت بے التفاتی سے
خدا والے نہ بندی کو کسی بندے کی پالے ہین

پر یہ وہ جلتے گرد و پیش ہین سب گرد دامن ہین
وہ شمع انجمن محفل مین ہی یا بادہ والے ہین

الٰہی خیر ہو اغیار گرد اوس بت کی رہتے ہین
بہت خونریزیان ہونگی کہ ہی خورشید والے ہین

تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا
مگر نام عدو بھی درج ہے شاید قبالے ہین

مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے
کہان ایسے درد و غم آئے ہین ہم نے جو پالے ہین

تمہارے وہی نیپاسے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا
مہ کامل مین دھبا ہی اگر ہے داغ لالے ہین

سوال وصل پر وہ مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین
ذرا آئینہ لیکر سو منہہ تو دیکھو تم اوجالے ہین

ظہیر خستہ و آفت زدہ ہی بس غنیمت ہے
کہ خو بو ملتی جلتی ہے تمہارے مرنیوالے ہین

بے سبب پرسش حال دل بیمار نہین
جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین

ولولے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین
مجھہ دشوار ہے وہ امر جو دشوار نہین

مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو
ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین

نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے
نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

چھیڑتے ہین کہین اور لگا لو دل کو
جانتے ہین کہ کوئی ہمسا ہمراز نہین

دھوپ مین کی سرکتی ہے یہ شاہ صبا
آج سایہ نظر آتا تہ دیوار نہین

واہ یہ عمر یہ افعال ظہیر بدمست
بے حیا تجھ سا زمانے مین سیہ کار نہین

ہم چکین بس ملال کی باتین
کیجیے کچھ وصال کی باتین

وضع کو خاک مین ملاتی ہین
اس دل پایمال کی باتین

ہم کہان اور شب وصال کہان
ہین یہ خواب وخیال کی باتین

نامہ بر وصف دوست سے کیا کام
کر جواب وسوال کی باتین

ای جناب ظہیر بس دیکھین
کیجیے سن وسال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی قمر مین
ہے فرق مگر نظر نظر مین

کعبہ بہی گئے صنمکدہ بہی
سودا ہی جنون وہی ہے سر مین

پہلو مین تمہین بٹھا کے چھوڑا
ہے جذب جو نالۂ سحر مین

الفت نے کیا خفیف اتنا
ہرگز نہ سمائے ہم نظر مین

غش کہا کے گرے کلیم جس سے
ہے جلوہ وہی شجر شجر مین

دل اور جنون کی جلوہ گاہی
بتخانہ بنی خدا کے گھر مین

وہ اور پیام صلح آمیز
ہے فرق بیان نامہ بر مین

اللہ رے ذوق خود نمائی
اپنے کو دکہا دیا بشر مین

نامہ کی عوض اونہین کو لایا
افسون ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیاں ہیں کس کی — چمکے ہیں جو کسوت بشر میں
آنکھوں میں عدو سمارہے ہیں — فتنے ہیں نگاہ فتنہ گر میں

منزل پہ کبھی پہونچ رہیں گے
بیٹھے ہیں ظہیر رہ گذر میں

شعلے ہیں تپش نہ تڑپ ہے شرار میں — ملتی ہے خوی یار دل بیقرار میں
قابو نہ موت پر نہ وفا خوی یار میں — کبتک کرے نباہ کوئی انتظار میں
کیا کم ہیں غیر خاک اڑانیکے واسطے — آسودگی محال ہے مجھکو مزار میں
کیا کیا اٹھائے حشر تمہارے حجاب نے — کیا کچھ ہیں شوخیاں نگہ شرمسار میں
ای برق وش بتا تجھے کیونکر قرار آئے — جب تو سمارہا ہو دل بیقرار میں
وہ شوق عرض حال وہ شکوے وہ ولولے — کیفیتیں وصال کی ہیں انتظار میں
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہے — چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار میں
ہمسے سیاہ کار بھی امیدوار ہیں — وسعت بہت ہی رحمت پروردگار میں

آؤ ظہیر بیٹھ کے یاد خدا کریں
تھوڑے پہر سے صنمکدۂ روزگار میں

نظر آئیں نہ سوا دوست کی اغیار کہیں — اوٹھے چلمن چشم سے یہ پردۂ پندار کہیں
خواہش جلوہ نہو طالب اظہار کہیں — فاش ہو جائیں محبت کی نہ اسرار کہیں
مدعی ضد سے مری طالب آزار ہوے — ہاتھ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہیں
حسرتیں دلکی نہ جائیں ستم کی ای کاش — ہو چکیں غیر بھی مجھسے بھی وفادار کہیں
ہم تو سمجھے کی جفاؤں کو وفادار بنے — تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہیں

مونہہ سے کچھ کہہ نہیں سکتا ہون مگر پیش حشر / یارب آجائے نہ وہ شوخ دل آزار کہین
وہ بہی پرتو ہے تمہارا ہی جسے دیکھتے ہین / نظر آتی ہی نہین صورتِ اغیار کہین
حصر منزل حرم و دیر پہ ہی عجز تلاش / جستجو سے نہ رہے پا ہی طلبگار کہین
جادہ جادہ ہی جدا منزلِ مقصود ہی ایک / رشتۂ سبحہ کہین رشتۂ زنّار کہین
مونہہ چھپائے ہو تو پہر شوق بڑہاتی کیون ہو / لن ترانی ہے کہین وعدۂ دیدار کہین

اے ظہیر اپنے لیے دامنِ رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبھی گوشہ مین گنہگار کہین

مجھے صبر تمکو مروت نہین / کسی سے کسی کو شکایت نہین
ترے وعدہ سے چشم رویت نہین / قیامت کے پیچھے قیامت نہین
نہین آینہ ہون نہ تصویر غیر / کوئی مونہہ دکھانیکی صورت نہین
یہ بر حق ہے تو وہ بہی آئی ضرور / قیامت کے آنیمین حجت نہین
وہ کہتے ہین سُن سُن کے اپنے گلے / کہ دشمن سے جا ہی شکایت نہین
قیامت کی وعدہ پہ کیا صبر آئے / وہ کافر کوئی حور جنت نہین
اوڑا لیگئی کیا شب وصل غیر / نگاہون مین رنگِ خجالت نہین
سلو تو ذرا بیمزہ کیون ہوے / مرا درد دل ہے شکایت نہین
تری بزم مین شکل بیمار ہون / مجھے لب ہلانیکی طاقت نہین
جئین کیا کہ اندوہ جینے بہی دے / مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین
عوض آینہ کی مجھے دیکھیے / وہ مجھہ سے سوا محوِ حیرت نہین
تم اسدرجہ مجھسے گریزان ہو کیون / مجھے کچھہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آئے وہ لب تک تو یہ کیون نہ آئے
دم واپسین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے تسلیم نا منفعل
کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگ در سے مٹاتی ہو کیون
مرا نقش سجدہ کدورت نہین

انہین دل مین کچھ منفعل ہو تو ہے
ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شب غم کو آنے دو خنجر تو ہے
گلا کاٹنا کچھ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا
وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بھروسا ہے لا تقنطوا پر ظہیر
ہمین بیم روز قیامت نہین

مل گئے ہم خاک کوی یار مین
سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین
درد ہے فکر دل بیمار مین

ہو تسلی خاک لطف عام سے
غیر بھی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون
اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکھ لی
تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بھی سہے جبتک سہے
اب نہین طاقت دل بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز
ہون چراغ صبح بزم یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در
گھر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو گیا صرف دل حسرت مآب
درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم دم بسمل تڑپتے رہ گئے
دم رہا قاتل تری تلوار مین

مول لون دو چار کہئے تیکے سے
دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی کے لطف کیا جانے رقیب ‏— زندگی ہے مردن دشوار مین
ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان ‏— مل گیا ہے سایۂ دیوار مین
غیر سے برتاؤ یہہ کیا خیر ہے ‏— فرد ہو دنش ہین مین دو چار مین

جو تماشے ڈھونڈتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین وفائین آئین ‏— شکوے جب آئے زبان پر تو دعائین آئین
ابر رحمت کی عوض مجھپہ بلائین آئین ‏— جھوم کر کیا شب ہجران مین گھٹائین آئین
آرزو مین مری بن بن کی دعائین نکلین ‏— اور دعائین مری لیلے کے بلائین آئین
بخت بد نے نہ کہائی کبہی تاثیر قبول ‏— پھر مین بن کے مری سر پہ دعائین آئین
موت آئی نہ کوئی بہر عیادت آیا ‏— کام آئین تو شب غم مین بلائین آئین
دعوی کشتن خلق اور ہنو قتل رقیب ‏— ناز آئے تجہے کافر نہ ادائین آئین
بیٹھ رہے کہنے کو مر سے انہین ہنگام وصال ‏— یاد آئین بہی تو کمبخت جفائین آئین
کوئی پامال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے ‏— تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادائین آئین
زیر تربت بہی شہیدون کے کفن چاک ہوئے ‏— جب تری جنبش دامان کی ہوائین آئین
وہ لئے آتے ہی او ہر ناز و ادا بہی ایسے ‏— درد کے ساتھ ہی دنیا مین دوائین آئین
ہم نے رکہا جو کبہی وادی مجنون مین قدم ‏— خیر مقدم کی بیابان سے صدائین آئین

حشر کے روز دیا ساتھ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطائین آئین

خیال چشم ہے دلمین اور دل ادوگار ہے پہلو مین ‏— تڑپتا ہے اٹھو بیمار کے بیمار پہلو مین

نظر آتے ہین کیا کیا حسن کے انوار پہلو مین
یہ دل پہلو مین ہے یا ہے تجلی زار پہلو مین

فسانے تو بہت ہین دل کے لیکن مختصر یہ ہے
فقط اک درد ہی جا ہے دل بیمار پہلو مین

تمہاری بزم مین بیٹھا ہون نہین یا کنج دوزخ مین
مرا دل مجھ سے ہم پہلو ہے یا اغیار پہلو مین

ہمیشہ حشر بنکر تم مرے پہلو سے اوٹھے ہو
یہ درد اوٹھا ہے رہ رہ کر ہزارون بار پہلو مین

عیادت کو مری ہمراہ دشمن کون آتا ہے
کہ کچھ بیٹھا ہی جاتا ہے دل بیمار پہلو مین

کنار گور خوشتر ہے کہ ہم پہلوے دشمن ہون
ستمگر کھینچ دے کوئی مرے دیوار پہلو مین

دل رشک آفرین و بزم دشمن کیا قیامت ہے
ادھر یہ مدعی بر مین ادھر اغیار پہلو مین

جگر نکلا ہی پڑتا ہے تو دل بیٹھا ہی جاتا ہے
بٹھا رکھا ہے ہمنے غیر کو ناچار پہلو مین

غضب ڈھایا ستم توڑا لگاتے تو لگا بیٹھے
بس اب دل کا سنبھلنا ہے بہت دشوار پہلو مین

اگر کچھ وہم ہے تو ہے تمہاری بدگمانی کا
نہین ہم تو بٹھالین غیر کو سو بار پہلو مین

بلا سے آپ کی بستر پہ خنجر ہون کہ نشتر ہون
نہ سوئے آپ تو آکر کبھی یکبار پہلو مین

یہہ تم چلتے ہو یا دل پر مرے تلوار چلتی ہے
کوئی چھریان چبھوتا ہے دم رفتار پہلو مین

جو دل دے تو خدایا دلکو سودائی محبت دے
دل بیدرد سے بہتر ہے گر ہو خار پہلو مین

یہ دل ہے یا کسی دشمن کا یارب مجھے گمان ہے
نظر مین وان کھٹکتا ہے تو یان ہر بار پہلو مین

برنگ طوطی و آئینہ ہم تقریر دشمن ہو
کہ مڑ کر دیکھ لیتے ہو دم گفتار پہلو مین

الٰہی واعظ ناکس کو میخانے مین یون دیکھون
کہ یا ہی خم پہ سر ہو جبہ و دستار پہلو مین

کبھی تو دور ایسا بھی سپہر کینہ پرور ہو
کہ ساغر ہاتھ مین ہو وہ بت میخوار پہلو مین

دل رنجور کو روؤن کہ جان زار کو پیٹون
سسکتا ہے پڑا بیمار کے بیمار پہلو مین

ظہیر اک دم نہین آرام تجھکو دل کے ہاتھون سے
یہ آفت کیا لگا رکھی ہے تو نے یار پہلو مین

طعنے سنون شکوہ کرون وہ یہ کہے مین یون کہون
کیونکر نہو رنجش فزون وہ یہ کہے مین یون کہون

کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے مین یون کہون
دل ہوگیا جگرون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون

مجھہ کو کہے وہ باوفا اور مین کرون شکر جفا
شکوے گلے سب مٹے کرون وہ یہ کہے مین یون کہون

ہان شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے رسوا نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون

جب لطف آئے نامہ بر مونہہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

وہ لطف پرسا کی رہا اور مین جفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

ای ہمنشین جو ہو سو ہو آیے تو اب کی بند گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

کہتا ہے وہ تو حشر کی یان حشر ہے اک اک گھڑی
کیا خاک ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون

دشمن سے کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
دکھلاؤ اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

واعظ کہے کعبہ کو جا مین جاؤن سوی بتکدہ

اللہ کس وقت مین ہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کہہ دے ظہیر خوشبیان ہو جسکو دعوی بیان
اعجاز یہہ ہے وہ فسون وہ یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پر پڑی نکالی ہین
گھٹائین جھومتی آئی ہین بادل کالی کالی ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹون پہ نالی ہین
فلک شاباش ہے کیا کیا مری ارمان نکالی ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو نغمے ہین قفس مین ہین تو نالی ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ نسمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالی ہین

حریف جانستان دونو ہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہے تو اتنا ہے یہ افعی ہین وہ کالی ہین

ترے نقش کف پا ہی نگارین کیا قیامت ہین
یہ فتنے ہین مگر کس قہر کی سانچے مین ڈھالی ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا ٹکنے نہین دیتی
تجھے سر پر لیے پھرتی مری تلوون کے چھالی ہین

تفاوت روز و شب کا ہے مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہے کہین بیتابی کی لالی ہین

وصال غیر و ابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دلکو بخارا اپنے نکالی ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتے سنبھالے ہین

مطلع

ظہیر اپنے فسانے کارنامے ہین محبت کے
فسانون سے کچھ نسانی ہین سالون کے رسالے ہین

شرمگین چشم مین پیدا وسوا کچھ بھی نہین
شوخیان شرم ہین شوخی مین حیا کچھ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین [illegible] کچھ بھی نہین
ہے تو کیا کچھ ہے نہین ہے تو خطا کچھ بھی نہین

کیا کہا ابتو کسو دل مین دغا کچھ بھی نہین
کچھ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھ بھی نہین

تم تو برہم ہو تو شکوون مین مزہ کچھ بھی نہین
ہمنے کچھ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھ بھی نہین

آدمی کے لیے زندان الم ہے دنیا — حاصل عمر یہان رنج سوا کچھہ بھی نہین

جانتا ہی کمبخت محبت کیا ہے — پند بے سود مین ناصح کے مزا کچھہ بھی نہین

جانتا ہون کہ تمہین مجھسے نہین کچھہ بھی لگاؤ — اور کچھہ ہے بھی تو رنجش کی سوا کچھہ بھی نہین

آپکو دشمن ارباب وفا کہتے ہین — یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچھہ بھی نہین

ہم بھلے ہوگئے زمانے سے بُرے ٹھہرے ہین — تم بُرے ہو کی وہ کچھہ ہو کہ بُرا کچھہ بھی نہین

ساقیِ دہر سے کیا شکوہ کج دار و مریز — مرضیِ دوست بجز صبر و رضا کچھہ بھی نہین

شعر اور شعر سے اب مجھکو سروکار ظہیر — خاطر حضرتِ راقم کے سوا کچھہ بھی نہین

ہجر مین جز آہ و زاری کیا کرین — کیا کرین ای بیقراری کیا کرین

رات دن رہتی ہی جین آنکھو مین نم — ہای اون سے اشکباری کیا کرین

وہ نہ آوے تو نہ آوے موت بھی — تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین

اشک کچھہ شکوے نہین جو روک لین — ضبط جوش اشکباری کیا کرین

خود نکل آوے خودی سے مثل اشک — رازدان اب رازداری کیا کرین

ہمدمون کو اپنی اپنی پڑ گئی — وہ ہماری غمگساری کیا کرین

دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین — آکے وقتِ دم شماری کیا کرین

طعنۂ دشمن پہ ہم خاموش ہین — چارۂ بے اختیاری کیا کرین

تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف — کیا کرین اب بختیاری کیا کرین

ہم اسیرِ الفت صیاد ہین — آرزوی رستگاری کیا کرین

کچھہ ہمین سے نہین سبھی ناکام ہین — اب کہین امیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غیر سے
آرزوی زخمِ کاری کیا کرین

برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چھاڑ
حسرتِ فصلِ بہاری کیا کرین

جو تسلی بخشِ دل ہے جانِ زار
ہے سراپا بیقراری کیا کرین

ای ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جبسے بتون کی الفت عجیب حالِ خراب مین ہون
بنی ہوئی ہے وہ جان و دل پر کہ جان و دل سی عذاب مین ہون

مزا ہے وہ مرشدِ طریقت کہ می پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقتِ صحبت کہ مست کیفِ شراب مین ہون

جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہمدگر کی عجب عذاب و ثواب مین ہون

دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محوِ شرب شراب مین ہون

کہا نکی زاہد یہ دلگی ہے ابھی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکرِ کباب مین ہون

نکیر کیا پوچھتا ہے مجھ سے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابھی تو مین اضطراب مین ہون

یہ محوِ حسنِ خودی رہا ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون نہ ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو رو کا قلم کو توڑا اوٹھائی رسم خط و کتابت
لکھا ہے کافر نے کچھ تو ایسا کہ بند خط کے جواب میں ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجاب نقاب میں ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہون کی ہے یہ کثرت
کہ شرم عصیان سے سر نگون ابھی سے فکر جواب میں ہون

نہین لگا ہون کو تاب جلوہ نہ چشم کو طاقت نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب میں ہون

حجاب رخ سے جو اوٹھ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
اودہر وہ خاموش ہین حیا سے ادہر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ روسیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرق تر دامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پارسا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون رشک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آپ مجھہ مین مین آپ مین ہون

شریک گو بزم یار مین ہون نہین ایسے ہونیسے عار مین ہون
اگر ہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب سے ہے راغب کا پاس خاطر ظہیر مجھہ کو غزل سے مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل ہین ہین آج کل پابرکاب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین — اوسنے پہلے مری اوسان کہان جاتی ہین
اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین — دل سی سینہ سے مری ارمان کہان جاتی ہین
آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین — پوچھنا دوڑ کے دربان کہان جاتی ہین
یان ہین بن کے مری جان کہان جاتی ہین — یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین
خیر ہے جانکی ابتک مجھے غش آیا ہے — آپ گھبرا کے مری جان کہان جاتی ہین
کون لاتا ہے یہ چھپ چھپ کی پیام اور سلام — آپ اوٹھہ اوٹھہ کی یہ ہر آن کہان جاتی ہین
مین فدائی ہون مجھے شوق سی صدقے کیجے — مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین
سر اگر جاے تو جاے مگر اے خنجر یار — سر سے اپنے تری احسان کہان جاتی ہین
کیا بتاؤن تجھے ناصح نہین ہنتی وہی اسے — ٹکڑے اوڑ اوڑ کے گریبان کہان جاتی ہین
آن بیٹھے ترے در پہ تراکلمہ پڑھکر — یان سے یہ تازہ مسلمان کہان جاتی ہین
بعد مرنے کے بھی مٹی مری برباد رہی — میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین
حال کھلتا نہین ان خویش فراموشون کا — روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین
کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے — آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین
آج کس موہنہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے — آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین
اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا — روک لیجو انہین دربان کہان جاتے ہین
در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اونکا — آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین
جیتے جی آپ نے کیا مجھکو زمین کو سونپا — کہکے اے سنگہبان کہان جاتے ہین
اے ظہیر اب یہ کھلا حال کہ مٹی ہو در مین آپ — آپ جاتی ہین جہان دہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری مین عیاری کہین یارونکی باتین ہین
دل آزارونکی باتین ہین یہ یا کارونکی باتین ہین

مصیبت مول لینی کیا ہوسکارونکی باتین ہین
یہ دل والونکی دل ہین یہ خریدارونکی باتین ہین

دل آزاری کہین ای شیخ دیندارونکی باتین ہین
تری باتین ہین جتنی یار مکارونکی باتین ہین

عجب کیا اوسکی رحمت ہی اگر وہ بخش دی زاہد
کہ آمرزش کی قابل ہم گنہگارونکی باتین ہین

حسینان پری سیکہی ہین سب چلتی ہوئی تیرے
یہ جتنی ساوگی ہی سب ستمگارونکی باتین ہین

خدا کی گہر مین تو زاہد جو یون ہوحق مچاتا ہے
یہ ہشیارونکی باتین ہین کہ میخوارونکی باتین ہین

یہ آنکہین ہی دو چار آپس مین ہوکر قہر ڈہاتی ہین
یہ جتنی شر کی باتین ہین انہین چارونکی باتین ہین

اونہین الفت جتا کر کیون عدو بدنام کرتا ہے
یہ بازارونکی باتین ہین کہ سرکارونکی باتین ہین

مری شیون کو ہولی ہین خوشی ہی اونکے آنے کی
زمانی سی نرالی کچہ عزادارونکی باتین ہین

مری احباب بہی ہی ہی خدا لگتی نہین کہتے
یہ باتین سربسر اونکی طرفدارونکی باتین ہین

رقیبون کی یہ فقرے ہین وفا کیسی محبت کیا
نہ آجانا کہین چالونمین یارونکی باتین ہین

خطا پر لطف کی امید کیا سادی ہین جی ہم تو
خدا کو بہی پسند اپنے گنہگارونکی باتین ہین

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتاتی تہی
یہ نادانون کی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

اونکے وعدے پہ تسلی شب غم دیتے ہین
ہم بہی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہین

جان دیتے ہین تمہین دل بہی رقم دیتے ہین
کون دیتا ہے محبت مین جو ہم دیتے ہین

مثل آئینہ سیہ قلب ہین آئینہ عذار
یہ دغاباز کہین اپنا بہرم دیتے ہین

آج کاشانہ دشمن مین جو مہمان ہو جا کے
جان شیرین تجہے ہم ای شب غم دیتے ہین

بزم دشمن مین بلاتے ہین غضب تو دیکہو
اوسپر اپنے سر ناز کی قسم دیتے ہین

وہ دم قتل بھی احسان جتاتے ہین مجھے
کہ دیت مین تجھے ہم ملک عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک پتھر ہمین یہ دیدہ نم دیتے ہین

پانو کٹوا کے بناتے ہین رہ منزل شوق
ہاتھہ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

نہوے خوش وہ متاع دل و جان بھی لیکے
او سیہ ناز کہ پھر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرانمایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آپے
دیکھہ اس طرح سے ارباب کرم دیتے ہین

کچھہ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہی ظہیر
دل و دین لیتے ہین تصویر صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اچھے ہین خوش ہین شاد ہین آباد ہین

فکر آزادی سے پابند وفا آزاد ہین
ہم رہا ہو کر اسیر الفت صیاد ہین

ہم وہ نخل نامراد گلشن ایجاد ہین
داغ بر دل گل نمط بلبل صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقف مبارکباد ہین

دیکھہ لیجے گر نہین احوال ٹیسی کا داغ
ہم سراپا درد و غم سے صورت فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضای گلشن آفاق مین
مشت خس ہین ہر طرف مثل صبا برباد ہین

دل ہی دل مین ہای ہم گھٹ گھٹکے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزوی خاطر ناشاد ہین

مژدہ کشتن ہمارا ہے نوید وصل غیر
ہم سراپا وقف گلبانگ مبارکباد ہین

صورت بانگ جرس یان جھیڑنے کی ہی دیر
ٹھیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد ہین

دعوی الفت ہوسکار دیکھے ہین یون بی ثبات
عہد و پیمان آپکے جسطرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرون در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد ہین

بیستون سے کچھہ ہماری سخت جانی کم نہین
روز و شب ہم جاگتے ہین صورت فرہاد ہین

مٹ مٹا کر بھی ہے آخر تو خاک رہگذار
کس ہوا مین یہ تمہارے خانمان برباد ہین

دام سے چھوٹے تو جانو قید ہستی سے چھٹے
ہم اسیران قفس خود قید کی میعاد ہین

ہم پڑے رہتے ہین جو اکثر زیر دیوار مغان
خشت خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین

بیٹھے بیٹھے دل سی گھڑ لیتے ہین سامان جنون
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے حداد ہین

[illegible] پریرویون کو لاتے دام مین
صید ہوکر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین

[illegible]ٹی چھری جسکی نہین ہرگز پناہ
سادہ رو جتنے ہین کافر خنجر فولاد ہین

ای ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطف زبان
ہم نمک پروردہ شاہ جہان آباد ہین

[illegible]ن سے کے ترے دلمین آ ہی بیٹھے ہین
بھٹک بھٹک کے ٹھکانے کی جا ہی بیٹھے ہین

[illegible]ے ہوے تری سب کچھہ مٹای بیٹھے ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹھای بیٹھے ہین

یہ ہم جو دل کو بغل مین دبای بیٹھے ہین
بہت دنون سی تمہین آزمای بیٹھے ہین

رقیب کیا کہین آسے لگای بیٹھے ہین
یہ انجمن مین تمہارے بٹھای بیٹھے ہین

فنا سے پہلے جو ہستی مٹای بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچے مین آی بیٹھے ہین

دماغ شرح کہان قصہ مختصر یہہ ہے
ستم زدہ ہین تمہارے ستای بیٹھے ہین

وہ بھول کر بھی ہمین یاد اب نہین کرتی
ہم اونکی یاد مین خود کو بھلای بیٹھے ہین

مجال ہے کہ غم دو جہان پھٹک جاے
خیال جسکے وہ دل مین سمای بیٹھے ہین

نظر گذر کی ذرا اینکشو چھڑک دینا
کہ تاک حضرت واعظ لگای بیٹھے ہین

مجال ہے کہ نکل جاے اونکی مٹھی سے
وہ نازنین ہین مگر دل دبای بیٹھے ہین

گلہ کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے
کہ بار شکوہ سے گردن جھکائے بیٹھے ہین

ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ
کہ جس طرح کوئی آئی لگائے بیٹھے ہین

ظہیر آنکھہ سے دیکھین گے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوئے ہارے ستائے بیٹھے ہین

چراغ طور ہون پروانہ ہون یا شمع محفل ہون
بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جلنے کے لیے دل ہون

جدا ہون اور پھر ہر رنگ مین مین تم سے شامل ہون
اگر ہو گرمی ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون

غرض کیا کیون کہون تیغ ادا سے اوسکی بسمل ہون
مرا دل ہے مرا قاتل مین اس دشمن کا قاتل ہون

چلی تیغ ادا اور ون یہ مجھ پر رشک کے خنجر
تری کشتہ کا کشتہ ہون تری بسمل کا بسمل ہون

گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہو مین
مین اپنے دل مین ہون بالفرض تو بھی عم باطل ہون

نہ خود شایان کشتن ہون نہ رشک غیر کا مارا
نہ اس تیغ کی لائق ہون نہ اس جلنے کی قابل ہون

نہ طعنے زخم ریز اپنے نہ شکوہ لطف خیز اونکے
جو خنجر ہون تو بیدم ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون

جو تم شوخی سے پہلو مین مری برق جہندہ ہو
تو مین دل کی تپش سے اضطراب نبض بسمل ہون

تمنا ہے ستایش کی شکایت ہے نہ غیبت کی
جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون

مری بے جوہری پر اہل جوہر رشک کرتے ہین
وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بھی فرد کامل ہون

کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان
نگاہ ناز قاتل ہون ادائے رقص بسمل ہون

نہین ہے مجھہ مین اوسمین کچھہ دوئی اور ہے تو اتنی ہے
مین اپنا پردہ در ہے ہون اپنا آپ حائل ہون

وہ جتنا دور کھنچتا ہی تعلق اور بڑھتا ہے
مجھے ہی بعد جتنا دوست سے اوتنا ہی واصل ہون

نہ دیکھو آئینہ مین مجھہ مین دیکھو اپنے جلوے تم
صفا مین اوس سے بہتر ہون تحیر مین مقابل ہون

وہ رکھہ کر آئینہ کو سامنے لو خود ہی کہتے ہین
ادا سے ناز سے غمزہ سے کس کس سے مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
نہ چھوٹی بیخودی مین بھی خودی و خویشتن داری
مگر نیکا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہے

وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے پہ مائل ہون
یہ ہشیاری سی کیا کم ہے کہ خود اپنے سی غافل ہون
کہ اک اک کو سناتا ہے مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکام تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالائی ساحل ہون

زہراب تلخکامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

اپنا ہی روزگار سے زحمت رسیدہ ہون
یاران ہم طریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سے تعلق بریدہ ہون
عزلت سے آرمیدہ دوئی سے رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھ نہین جز گرد نیستی
مین پا بہ رہ نہ تاز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالائی چشم سیاہ
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی مجھے میری فروتنی
مین اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کے کس کے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل نے دی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاؤن بزم غیر مین کچھ شمع و گل نہین
مین سر بریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آنے سے اونکے آئی ہے چہرہ پہ آب و تاب
مین اپنے رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اپنے سلام کے لیے آپ ہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

آنکھون سے گر گیا ہون اوٹھاتا تھا جنکے
اے بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا اے ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین — بدگمانی کا کچھ علاج نہین
کل جو تھی بات اپنی آج نہین — اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین
تمکو اپنے کیے کی لاج نہین — درد دل کا مرے علاج نہین
دل پر داغ کو وہ کہتے ہین — جنس کاسد کا یان رواج نہین
ہین فرشتے بھی جان کی خواہان — کون ہے جسکو احتیاج نہین
کس و ناکس سے دل ملے کیونکر — وہ طبیعت نہین مزاج نہین
دست قاتل مین رک گیا خنجر — نبض بسمل مین اختلاج نہین
اک خدائی ہے کلمہ گو اونکی — کون سی جا بتون کا راج نہین
نبض پر ہاتھ رکھ دیا کسنے — اب وہ اگلا سا اختلاج نہین
جو نہ آئی نہین طبیعت وہ — جو سنبھل جائے وہ مزاج نہین
ایک بوسے پہ اسقدر حجت — کوئی حاصل نہین خراج نہین
نام تیرا نہین ہے جس دل مین — ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دل سے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دارالسرور کہتے ہین — جلوہ گاہ حضور کہتے ہین
وہ خود اپنے کو حور کہتے ہین — پر مجھے ناصبور کہتے ہین
نہ کہین باوفا مجھے مونہہ سے — ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتے ہین / ہٹ پرے دور دور کہتے ہین

کون جھکتا ہے کون کھنچتا ہی / سب یہ کسکا قصور کہتے ہین

وہ سمجھے اور کچھہ کہین نہ کہین / شگفتہ تو ضرور کہتے ہین

وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے / جسکو یوم النشور کہتے ہین

وہ حسینون کی بےنیازی ہے / لوگ جسکو غرور کہتے ہین

اک خدا ئی کہا کرے قہار / ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین

دل کی تعظیم تمکو واجب ہے / عرش رب غفور کہتے ہین

یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی / کہ تجھے رشک حور کہتے ہین

پیکے دیکھی بہی حضرت واعظ / آپ جسکو طہور کہتے ہین

ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے / لوگ تمکو بہی حور کہتے ہین

مل کے دیکھا تو سادہ دل ہے ظہیر / لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانان بنے بیٹھے ہین / بینوا صاحب کاشانہ بنے بیٹھے ہین

دل مین وہ زینت کاشانہ بنے بیٹھے ہین / اور اس ربط پہ بیگانہ بنے بیٹھے ہین

پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے / یہ بڑے عاقل و فرزانہ بنے بیٹھے ہین

ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچھتے ہو / ہم تو خود صورت غمخانہ بنے بیٹھے ہین

کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دل سے / یہ تو خود مالک کاشانہ بنے بیٹھے ہین

کوئی پوچھے تو سہی ہم سے ہماری روداد / ہم تو خود شوق مین افسانہ بنے بیٹھے ہین

شکوہ سوز غم رشک یہ کہتی ہین ظہیر / آپ کیون بزم مین پروانہ بنے بیٹھے ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین
میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین

وہ جو یون دل کی خریدار بنے بیٹھے ہین
اپنے مطلب کے لیے یار بنے بیٹھے ہین

بات کیا اون سے کرون اونکو وہ بہکاوین کیونکر
مدعی بیچ مین دیوار بنے بیٹھے ہین

گر کبہی صلح بہی ہے جنگ کی عادت ہے تو خیر
ہم بہی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین

ناتوانی سے او سر پانو پکڑ رکہے ہین
وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین

تیغ کیا ہاتہہ مین لین کشتن عاشق کیلیے
خود ہی کہینچ کہینچ کے تلوار بنے بیٹھے ہین

کیا بڑی شے ہے محبت بہی الہی توبہ
بے جرم ناکردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین

کوئی خنجر تو سنبہالے کوئی قاتل تو بنے
ہم بہی مجرم سر بازار بنے بیٹھے ہین

شکل تصویر ہین وہ شرم و حیا سے خاموش
ہم اوہر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین

جنبش لعل روان بخش یہ کیون آئی نہ رنگ
اچہے اچہے بہی تو بیمار بنے بیٹھے ہین

جا لگاتے ہین اونہین میری طرف سے وہ بجا
میرے ہمدرد بہی و چار بنے بیٹھے ہین

بیوفائی کے گلے جنکے ہوئے تہے کل تک
آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین

کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سے پہلے
مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عیش کے سامان ظہیر
ہم الگ سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

گنہگار محبت ہون تو مین ہون
سزاوار ملامت ہون تو مین ہون

یہ مطلب آشنا ہین چارون سے کے
شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون

مرے ہوتے ستم کیون اور پہ ہون
کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون

سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتہہ
کہ لکہتا گر شکایت ہون تو مین ہون

بھلے ہو تو مجھی کو دل مین کہہ لو — کہ بنیاد کدورت ہون تو مین ہون

وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلا ہے — نمک پاش جراحت ہون تو مین ہون

نہین تو ہو زمانے مین وفادار — بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ — کہ تصویر خجالت ہون تو مین ہون

زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو — جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے تم دیکھہ لو اور کچھہ نہ پوچھو — سراپا درد فرقت ہون تو مین ہون

مرے جھگڑون سے ناصح تجکو کیا ضد — کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

سمائی ہے ظہیر اونکو نخوت — جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

۴

گھر سے جاتے بھی نہین آنکھہ ملاتے بھی نہین — صاف کہتے بھی نہین بات بہلاتے بھی نہین

مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے بھی نہین — ایسے غیرون کے تو احسان اوٹھاتے بھی نہین

ربط ہے غیر سے اور اوسکو چھپاتے بھی نہین — بات بگڑی ہے تو بگڑی کو بناتے بھی نہین

تم بلاتے ہو ہمین بزم عدو مین کیا خوب — ہین بہی ناز تو ہم ناز اوٹھاتے بھی نہین

بزم خلوت مین بھلا غیر کو لانا کیسا — تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے بھی نہین

یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتھر — ہمکو گر غیر سمجھتے تو ستاتے بھی نہین

وعدہ کیا تم نے کیا روز کا ملنا بھی گیا — شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتے بھی نہین

جاؤ بس دیکھہ لیا تجکو بھی تھا اخلاص — اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتے بھی نہین

کیا تماشا ہے کہ اب غیر جو آتے ہین نگاہ — ایسے رکھے کہ تم آنکھون مین سماتے بھی نہین

ایسے مغرور سے کیا خاک نبا ہے کوئی — بات سنتے بھی نہین اپنی سناتے بھی نہین

گہر کے مختار بنے بیٹھے ہین ایمان ولین
دل سے جاتی بہی نہین دل مین سماتی بہی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاوٴگے ایسی آنکہین
چاہ کرتے بہی نہین چاہ جتاتی بہی نہین

چہیڑ غیرون سے ہے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکہتے بہی نہین پردہ اوٹہاتی بہی نہین

دور بیٹہے ہوے اغماض جتاتی ہین مجہے
پاس آتی بہی نہین پاس سے جاتی بہی نہین

سنکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آو
جو سنبہلے ایسے کسی کے سمجہے سہاتی بہی نہین

مرنے والے بہی تو کچہہ دیکہہ کے مرتی ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان سے جاتی بہی نہین

دینے کو ایک جان ہے کسے دون کسے نہ دون
اور طالب اک جہان ہے کسے دون کسے نہ دون

ہر ناز دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون
دل جنس ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

خواہان دل ہین دوست بہی دشمن بہی گو بہی
کن آفتون مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہے کسے دون کسے نہ دون

کہتے ہین وہ بنا ہے کس کس سے عہد کو
یان موںہہ مین اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون

اک دل ہے اور دل کی طلب مین نگہہ نگہہ
اس کشمکش مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

لکہا مرے لفافہ خط پہ ہے نام غیر
حیران خط رسان ہے کسے دون کسے نہ دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بہی مرگ بہی
یہ وقت امتحان ہے کسے دون کسے نہ دون

یہ پوچہتا ہون دل کی طلب ہے تمہین ہی بہت
یہ دل ہے اور یہ جان ہے کسے دون کسے نہ دون

سر پر اجل کہڑی ہے دم جانکنی ظہیر
خواہان وہ دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون

دور بین ہے نگہہ شوق تو کچہہ دور نہین
دیر و کعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

کون شوریده سر اس دشت مین منصور نهین
هان مگر والبِ اظهار هو مقدور نهین

دل و جان پیشکشِ ناز کیا چاهتے هین
وای برحال که کهه دین هین منظور نهین

وه تو جلوے هی جدا هین جنهین هم ڈهونڈهتے هین
مشعلِ دیر نهین روشنیِ طور نهین

محرمِ راز نهین گوشِ حقیقت بردار
ورنه هر بانگ کم از نغمهٔ منصور نهین

یه جو اک آگ سی سینه مین لگی رهتی هے
جانتا هون که نهین هو دلِ محرور نهین

ایک تم پر نهین قابو که اجل پر اپنا
وای برحال که مختار هون مجبور نهین

بے زری نے مرے جوهر کو چهپا رکها هے
جسقدر خلق مین گمنام هون مشهور نهین

آسمان مدعی صاحب جوهر هے ظهیر
شکر صد شکر که مستور هون مشهور نهین

دیکهه لو آکے مرے گهر مین کهین نور نهین
تیره روزی کے مقابل شبِ دیجور نهین

وعدهٔ حشر کو کهتے هین که کچهه دور نهین
کیا قیامت هے که یهی اونهین منظور نهین

اوسکے وعدے په تو جمتا دلِ مهجور نهین
بات هے بات سی پهر چاهی تو کچهه دور نهین

مدعای دلِ حسرت زده مستور نهین
وه تمنا هے مری جو اونهین منظور نهین

کیا کهین حسن و محبت کا یه دستور نهین
تم تغافل سے تو هم شکوے سے معذور نهین

وعدهٔ حشر و تلافی جدائی معلوم
مین فرشته نهین انسان هون تم حور نهین

وان نیایش کا گذر هے نه ستایش مقبول
وه ستمگار کسی رنگ مین معذور نهین

قول کا دست حنائی کے بهروسا کیا هے
هاتهه مین رنگ حنا هے دلِ رنجور نهین

جانتا هون که شکستونکے لیے هین پیمان
کیا کرون دل شکنی بهی تری منظور نهین

رشک پر رشک هے اورون کو نه هوگا کبتک
شادمان هون که دلِ غیر بهی مسرور نهین

قتل کے لطف تڑپنے کے مزے کچھ اوٹھے | حیف اس گون بھی ہمارا تنِ رنجور نہین
شکوۂ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری | ہاے وہ عربدہ جویون بھی تو مقدور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دمِ عرضِ وصال
اونکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ چل دور نہین

امید سود تھی کچھ کچھ زیان مین | وہ گردش بھی نہین اب آسمان مین
نہین پھر ناپڑیگا امتحان مین | زبان اک اور بھی رکھ لو زبان مین
بناے گھر دلِ نامہربان مین | وہ طاقت بھی نہین اب تو فغان مین
لکھے تھے جو نصیب دشمنان مین | وہ ارمان ہین دلِ ناشادمان مین
وہ کچھ کچھ بیٹھ کر سننے لگے ہین | مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین
توقع پر ستم سہتے ہین کچھ دن | دگرنہ کیا دھرا ہے امتحان مین
چلین آہستہ آہستہ سبکتاز | بہت سے خستہ پا ہین کاروان مین
مرا حال اور پھر میری زبانی | غضب رنگینیان ہین داستان مین
ستم ہے وہ زبان مجھ سے بدلتا | رہے اک عمر جو میرے دہان مین
انا الحق کہہ اوٹھا آخر کو منصور | نہین ہوتی سمائی رازدان مین
ہم ایسے حالِ دل کہنے سے باز آئے | عدو بھی ہمزبان ہو جس بیان مین
جفا ہی ناروا ہی مین تو سمجھون | کسی کا گھر بھلا ہو اس زیان مین
خدا ہی ہو کہ ہون اقرار لیوے | کہ لکنت ہی ابھی ہے کچھ بیان مین
تری نیرنگیون سے ہین امیدین | کہ کچھ کچھ ہونیوالا ہے جہان مین
وہ اوٹھے پھر گئے یان آتے آتے | ابھی دو قدم ہے مرگِ ناگہان مین

رہے دشمن نوا سنجی کی پیچھے
قفس میں ہم رہے یا آشیاں میں

ظہیر اور داغ اور حالی ہیں اب تو
کبھی تھے مومن و غالب جہاں میں

ردیف واو

نہیں کیا یہ بھی قدرت انقلاب چشم فتان کو
کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو

غضب کے توڑ جوڑ آتے ہیں اوسکی چشم فتان کو
کسی کا دل کہیں توڑا کہیں باندہا ہی پیمان کو

مرے دل سے مٹا دو ناصحو وحشت کے سامان کو
کہ دامان خیال یار سی سی دو گریبان کو

یہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کو
کہ اپنی ناتوانی پر اوٹھا لیں سر پہ زندان کو

فروغستان بنا دو ساز عشرت سی شبستان کو
مرے بدلے نکالو گھر سے اپنے میرے ارمان کو

سر عاجز نوازی بھی تو شان سرفرازی ہے
گھٹا دو بے نیازی کو بڑہا دو دو دامان کو

جہان کی تیرہ روزی نے مرا گھر تاک رکھا ہے
یہیں ہر پہر کے ملتا ہے ٹھکانا شام ہجران کو

زبان کہلوا کے پیش غیر کیون رسوای عالم ہو
مرے دل ہی میں رہنے دو مری چاک گریبان کو

کھلینگے گل تو آئے گی اب تو زیب دامن میں
خدا رکھے سلامت دیدہ خونابہ افشان کو

ہماری بد نصیبی پر بھی حسرت ناز کرتی ہے
نہ ہمسے ساز قسمت کو نہ ہم سی ربط سامان کو

محبت کے کرشمے کچھ زمانے سے نرالے ہیں
گریبان زلیخا میں سیا یوسف کی دامان کو

مرے زخم جگر کا چارہ گر بہرنا تو مشکل ہے
مگر ہاں زخم کے روزن میں گر رہنے دو پیکان کو

کشاکش سی کشاکش ہے بہم حسن محبت میں
ترے دامن کو وہ کھینچے تو یہہ میری گریبان کو

لگا دو سینہ بسمل پہ ناوک بر سر ناوک
تم اپنے تیر کے بدلے نکالو دل سے ارمان کو

نہ لوٹے برق خرمن سوز اک دن بخت ہی تو ہے
نہ پہونچا آتش غم نے بہی اس بے برگ سامان کو

حسابِ دوستان در دل سمجھہ لیجے تو بہتر ہے
کہ ہمنے دل کے بدلی مین لگا رکھا ہی پیکانکو

دیے ہین وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب ہمنے
کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلفِ پریشان کو

گلہ کسکا کرین دونو کو نقشِ آب کہتے ہین
ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیمان کو

جوابِ نامۂ دلدار قاصد مختصر یہ ہے
کہ اب مجہہ سے چہپاتے ہین ہم ہی حال پنہانکو

جسے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلمان کا
وہ کافر خاک سمجھیگا شکستِ عہد و پیمان کو

کہین مٹا ہی چکے جھگڑا رفوگر پارہ دوزی کا
رگِ جان سے مری سی دی مری چاکِ گریبانکو

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہین
ظہیر و مومن و آزردہ و ذوقِ سخندان کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی پہ تھا کوئی مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی پیار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم بھی تھے ایکجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نگاہِ ناز کرشمہ زا وہ ادای لطف ستم نما
وہ حجابِ نرگس سرمہ سا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بنانا چہرہ عتاب کا وہ نہ دینا مونہہ سے جواب کا
وہ کسی کی منت و التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہین جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرمِ راز تھا
مین وہی ہون عاشقِ باوفا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تمسے مجھے گلہ
کرون شکوہ کون سی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی ساز تھے کبھی ہم بھی وقفِ نیاز تھے
ہمین یاد تھا سو جتا دیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو دل سے دلکو لگاو تھی تو لگاوٹین بھی بناو تھے
وہ تمہارا ناز سے روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا
وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو مری تھی شرم و حجاب مین تو ہزار لطف عتاب مین
وہ حجابِ قہر شباب کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شبِ وصل مین جو ہوئی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی وہ ستم
جو قرار تھا کسی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابہی تہوڑے دن کا ہے تذکرہ کہ رقیب کہتی تہی برملا
مرے آگے تمکو برا بہلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہنسی ہنسی مین ہوے خفا تو لپٹ کی سینی سے رو دیا
یہ تو کل شب کا ہی ماجرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی ہنسکے مونہہ کو چہپا لیا کبہی مسکرا کی دکہا دیا
کبہی شوخیان تہین کبہی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی شکر لطف وصال کی کبہی شکوی رنج و ملال کے
کبہی طیش طعنہ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہی عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بیحیا
وہ جو رند خانہ بدوش تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پہر چاہیے جو تمسے دل دشمن تو مزا ہو
ہم تو دکہا دین ابہی کیا تہے ابہی کیا ہو

ملنا ہے تو مل جاؤ خفا ہو تو خفا ہو
ہم کوئی گنہگار ہین تم کوئی خدا ہو

اچہا ہے اگر لطف کے پردے مین جفا ہو
شوخی ہو طبیعت مین نگاہون مین حیا ہو

کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو
بیداد سے کیا کم ہے اگر حسن ادا ہو

دشمن کی کدورت نہ مٹاؤ مرے دل سے
اس مین نہ تمہارا کوئی نقش کف پا ہو

ہمسایہ تو کیسا کبہی در تک نہین آتے
کیا تم بہی شکست دل محزون کی صدا ہو

کیا بات ہے پیمان شکستہ کی درستی
مین وقت گذشتہ ہون کہ تم عہد وفا ہو

تم اور تمہین صاعقہ و برق سے نسبت
ہان آپ ہی اپنی کوئی شوخی کی ادا ہو

تم کو تو دل آزاری عاشق سے غرض ہے
وہ جور ہی کیون کیجیے جس مین کہ مزا ہو

آتے ہین مزے وصل کے بیتابی دل مین
اغلب ہے کہ یہ بہی اوسی کافر کی ادا ہو

تم کیون رہو تمکو دل اغیار سے مطلب
حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو

کچہہ ناز مین رنجش ہو تو رنجش مین لگاوٹ
کچہہ شرم مین شوخی ہو تو شوخی مین حیا ہو

تم جان سہی جان سے امید وفا کیا
گر دل ہو تو بیزار ہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامی عشاق ہے محبوب سے کمتر — تم مجھ سے سو خلق میں انگشت نما ہو
کچھ سوچ لو کچھ دیکھ لو اس عشق کی انجام — ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ دشمن کو نہ چاہو
تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت — عالم کے گناہوں کی مرے دلکو سزا ہو

جنت میں ظہیر قدح آشام اگر جائے
ناکردہ گناہوں کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ تم غیر کو چاہو — معشوق تو یہ کچھ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو
تم دیر میں چلکر تو ذرا جلوہ فزا ہو — پھر ہم بھی تو دیکھیں کہ کدھر قبلہ نما ہو
جب لطف ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو — پنہاں نگہ لطف میں کاوش کی ادا ہو
میں اپنی وفاؤں سے سزاوار جفا ہوں — تم اپنی جفاؤں سے گرفتار وفا ہو
میں لوں ستم ایجاد سے بڑھکر ہوں جفا جو — واں جور و ستم کم ہو تو یاں شوق سوا ہو
تم غیر سے پھرتے نہیں اور تم سے دل اپنا — کیا تم بھی ہمارے دل محزوں کی وفا ہو
کچھ دور نہیں حشر میں دشمن کی بن آئے — تم جسکی طرف ہو اوسی جانب کو خدا ہو
آئینہ نہ دیکھو کہیں مجھ سے ہی نہ بنجاؤ — پہلی ہی تم اپنی نگہ ہوش ربا ہو
قاصد کی کف پا سے ملوں خط جبیں کو — کافر کی نہ مٹھی میں مقدر کا لکھا ہو
تم کیا ہو کہ دل ہو جدھر آگئے غضب آیا — اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو
اچھا نہیں اتنا بھی نگاہوں کا چرانا — ایسا نہ ہو تم خلق میں انگشت نما ہو
دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالوں — گر جان لوں تو غیر کے دل میں نہ رہا ہو
ہمنے ترے بیداد میں وہ لطف اوٹھائے — راضی ہیں جو ناکردہ گناہوں کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزی اعمال — تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھہ کو
ہے اور اچھا خیال ہے مجھہ کو

ہر دم اونکا خیال ہے مجھہ کو
ہجر مین بہی وصال ہے مجھہ کو

وہ اور اون سے وصال ہے مجھکو
خواب ہے یا خیال ہے مجھکو

خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران
دولت بیزوال ہے مجھکو

کیون نہ کہٹکین فلک کی آنکہون مین
کاہشون مین کمال ہے مجھکو

خواب مین بہی ہو وصل سے محروم
جانتا ہون خیال ہے مجھہ کو

بیخود شوق ہون نہین معلوم
ہجر ہے یا وصال ہے مجھہ کو

آنکہہ لڑتی رہی حسینون سے
شوق جنگ و جدال ہے مجھکو

اپنے جامہ سے دور ہون بہتا
دوست سے اتصال ہے مجھکو

سونچتا ہون وصال کی تدبیر
خوب فکر مآل ہے مجھکو

سونپتا ہون رقیب کو انصاف
خواہش انفصال ہے مجھکو

فیصلہ ہے نگہہ ملانے مین
سہل اسکو محال ہے مجھہ کو

طبع وقت پسند رکہتا ہون
آرزوے محال ہے مجھکو

اپنے اللہ کا مقلد ہون
عشق حسن و جمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو
سر پر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو

مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے
یارب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو

سب آفتین جہان کی مری دم کے ساتہہ ہین
بجلی ہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائین دل کی دلمین مری بدگمانیان
یارب وہ شوخیون سے یہان ہی بیان نہو

اک التفات عام نے سب کچھہ بھلا دیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نامہربان نہو

جلینے کچھہ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج و غم
مرجائین لاکھہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان ظہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کہو دیا جان سے دیدیکے دلاسے مجھکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجھکو

اوسکے کوچہ مین ٹپک آئین بلا سی مجھکو
دوست کیا جا کے ملائینگے خدا سے مجھکو

آج کیا کیا نہ سکایت ہے قضا سے مجھکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجھکو

کیا نمک پاش جراحت ہی تسلی اونکی
مژدۂ وصل سے دیتے ہین دلاسے مجھکو

ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجھکو

شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلت مرگ
اونکو شکوے ہین حیا سے تو قضا سے مجھہ کو

ناک مین دم ہے تری ہاتھہ سے کمبخت ظہیر
یار آجائے کہین موت بلا سے مجھہ کو

سوز دل سے کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو

گر لکھون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا پانو اور بال کبوتر خشک ہو

تشنۂ دیدار رہ ہون ذبح کیجے گر مجھے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو

ہے مری آنکھون سے جاری چادر آب روان
آنسوؤن کے پونچھنے سے کب سمندر خشک ہو

ہو سکے تو کچھہ علاج سوزش دل کیجیے
اشک نالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو

ہے مری تردامنی سے آب رحمت آب آب
تر کرون گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

آب گریہ مین ہون نخلِ بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوبِ خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک نالی سے کسیکی جوشِ طوفان تہم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تمہاری خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریا بار کیونکر خشک ہو

باغ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہالِ خشک ہون جو پہول پہلکر خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوشِ بہار مین خزان
وہ گلِ پژمردہ ہون جو شاخِ گل پر خشک ہو

تشنہ کامانِ ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آب کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر رہے فردوس مین
اور زمین پر لالہ زار ہیر کو تر خشک ہو

ہم سبکسارانہ پہونچے منزلِ تسلیم کو
دوشِ نسیان پر کہا بارِ امید و بیم کو

بوی گل ای رشکِ گل اوٹھی تری تعظیم کو
نونہالانِ چمن سجہہ سجہہ گیے تسلیم کو

خوب ٹالا حضرتِ واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہین مین ناتوان
اضطرابِ دل اوٹہاتا ہے تری تعظیم کو

صحبتِ خاصانِ حق بہی حفظِ حق سی کم نہین
نار سے دہشت نہین دامانِ ابراہیم کو

اندنون کچھہ گردشِ چشمِ فسون گر اور ہے
ای منجم دیکھہ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین ہل کی ڈہونڈہی ہمنے راہِ کوی دوست
ٹہوکرین کہا کہا کی پہونچے منزلِ تسلیم کو

خار خارِ وحشت پر ہے تار تار پیرہن
ہمنے ای دستِ جنون بانٹا تری تقسیم کو

اللہ اللہ ای ظہیر خستہ جان تیری نصیب
تو جہکے تسلیم کو اور وہ اوٹہین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمتِ دشمن وہ چلے ہین کہینچکر شمشیر کو

دیکھنا صوت گرونکی شوخی تحریر کو
زردی رخ سے مری کھینچا مری تصویر کو

آفرین صد آفرین جذب دل نخچیر کو
شست تیر انداز مین پر لگ گئی ہین تیر کو

کچھہ تو ایسا لکھہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکھون سے ملتے ہین مری تحریر کو

رہروان منزل تسلیم ہین عاجز نواز
کیون نہ آنکھون مین جگہہ دون خاک دامنگیر کو

ہے اگر فکر رفو بیچارہ ہین صد چاک کی
قطع کر ناصح مری دست گریبان گیر کو

گفتگو مطلب مین ہے اور حرف مطلب فوت ہے
دیکھنا اوس حیلہ جو کی شوخی تقریر کو

عاجزونکی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جھٹک دیتے ہین میری خاک دامنگیر کو

دیکھہ لو مجھہ کو نگاہ لطف سے مرجاونگا
کب عتاب و قہر ہے شایان مری تعذیر کو

حسن مین بڑہتی ہین اوتنی جسقدر پڑتی ہین تیر
اک جہان دل ہے شایان سینہ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجھہ کو واہ قسام ازل
سرنوشت غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہین مری حیرانیان میرے لیے سو سو بناو
لے اوڑا ہے رنگ رخ میرا مری تصویر کو

مجھہ سے ناصح لذت زخم ملامت کچھہ نہ پوچھہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہون وہ ناکام ازل اک خلق ہی جس سے نفور
تنگ ہے دامن سے میرے خار دامنگیر کو

غیر کیا سمجھے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچھنا تھا مجھہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجش بیجا بھی ہوجاتی ہے تدبیر وصال
خود چلے آتے ہین وہ کھینچے ہوے شمشیر کو

دیکھنا نشو و نمای شوق قتل کشتنی
دمبدم بالیدگی ہے سبزۂ شمشیر کو

اک صنمخانے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوی
ہمنے دیکھا تھا ظہیر مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہین بیٹھے کہین ہو
مرے پہلو مین ہو اور پھر نہین ہو

عدو مجھ سا نہ کیوں اندوہگیں ہو — کہ تم شوخی سے اپنی ہمنشیں ہو
نگہہ کیا تم تو خود دل میں سکیں ہو — سراپا نرگسِ سحر آفریں ہو
اشارے کر رہی ہے چشم فتان — کہ جو ہوتا ہے محشر میں نہیں ہو
تمہاری سب بے نیازی کے تصدق — عدو کا در ہو اور میری جبیں ہو
مرا حال اوس خدا را سے پوچھو — کہ مجھ سا مورد بیداد و کیں ہو
جہاں بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا کے — قیامت ہے قیامت آفریں ہو
بلا ہے وہ نگاہِ صلح دشمن — کہ جتنی شرمگیں ہو خشمگیں ہو

ہوئے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر
ظہیر زار کیوں زار و حزیں ہو

ہماری ضد سے پابندِ وفا ہو — وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو
تمہیں کیا جانتا ہی کوئی کیا ہو — قیامت ہو قیامت سے سوا ہو
تمہیں کہہ دو تمہارا حال کیا ہو — اگر تم سا کوئی مجھپر فدا ہو
سراپا حشر ہو قدِ جدا ہو — مگر با این ہمہ پھر خوشنما ہو
بڑائی پر تو اسنے خوشنما ہو — بھلے ہو گر کسی سے تم تو کیا ہو
اگر ہو جانِ عاشق بیوفا ہو — اگر دل ہو دلِ بے مدعا ہو
یہ سب کچھ ہو مگر اک چیز ہو تم — عدو ہو تندخو ہو بے وفا ہو
وہاں مدِ نظر ہے خون کسی کا — عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو
وہ آ سکتے نہیں بیرونِ در تک — برا ہو اس نزاکت کا برا ہو
ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت — شکایت ہو تو پھر ایسے سے کیا ہو

میری گھر شوق سی آجاؤ ناصح
یہ سمجھونگا کہ تم بھی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بھی یہین سے
پھر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہو جاؤن
تمہین آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پھوڑتا تھا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میرے ہی سا ہو

تمہین زیبا نہین کر رک کی ملنا
مرادم ہوکے تم مجھسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزون
ستم بھی ہو تو مجھپہ سب سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے ذبح کرنیکی ادا ہو

لیے جاتے ہو کیون دشمن پہ اپنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابھی کس سی نگاہین لڑ رہی تہین
بجا ہے جسقدر مجھسے حیا ہو

وہ کوسی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا یاں بھی قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بھی میکدے کو
میان ایسے کہان کے پارسا ہو

شکوۂ رشک تو رنجش بیجا دیکھو
اور برہم ہین وہ اولٹے یہ تماشا دیکھو

ہم تو ہرگز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکھو دیکھو کوئی دن اور تماشا دیکھو

عذر ایسا ہے نہ آنیکا نہین جسکا جواب
سچ تو ہے تم مجھے کس طرح ترپتا دیکھو

یہ تماشا کبھی تمنے بھی نہ دیکھا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب یلدا دیکھو

بزم دشمن مین بلاتے ہین مجھی خیر سہی وہ
لطف مین رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکھو

نامۂ غیر کو آنکھون سی لگاتے کیا ہو
دیکھو قسمت کا نوشتہ نہین مٹتا دیکھو

روز ہوتے ہین رقیبون کے گلے مجھسے ظہیر
دوست بن بن کی ستمگر کا ستانا دیکھو

دیکھ لو کوچۂ اغیار مین گر تم مجھکو
طعنے دیتے ہین بس مرگ بھی مردم مجھکو
سہو مین سہو ہوا ذوق تبسم مجھکو
بیخودیِ شوق یون آتا ہے تو ہم مجھکو
اپنی ہمت کو مرے ظرف کو دیکھ او ساقی
تو نہ پائیگی مجھے اور وہ پا جائینگے
آگیا دم تنِ بیجان مین دوبارہ ساقی
کاش ہو بنت عنب مین دلِ عاشق کی کشش
لب تک آئی نہ دیا حرفِ تمنائی صاف
اوسنے کہنے بھی نپایا تھا نہ ہم ہجر تمام
میکدے کی کہین اہہ مری مٹی تو نہین
دہو دیا اشکِ ندامت نے مرا دامن تر
یہ کسی اور کو وہ آب بقا کے چھینٹے
بحر پندار سے افسوس ابھرنے نہ دیا
چھیڑ مین چھیڑ ہنسی مین ہی ہنسی باتین با
گدگدا کر مجھے رکوا کے ہنسا تی کیا ہو

اوس گھڑی کے لیے اسد کرو گم مجھکو
تم سمجھا ہو تو لو آؤ کہو تم مجھکو
یاد مین یاد رہے بھول گئے بھی تم مجھکو
کہ مرا جوشِ محبت نہ کرے گم مجھکو
جام کیا چیز ہے دو چار تو دی خم مجھکو
دیکھ ہی بیخودیِ شوق نہ کر گم مجھکو
قلقلِ شیشہ ہوئی زمزمۂ قم مجھکو
کھینچتا ہے ہی کہ لے چل طرفِ خم مجھکو
کس فسونگر نے رکھا محوِ تکلم مجھکو
بیکسی بول اوٹھی بھول گئے تم مجھکو
کھینچتی ہے کششِ شوقِ خم مجھکو
کیا ڈبوئیگا بس اب جرم کا قلزم مجھکو
بس ہے اے خضر مری خاک تیمم مجھکو
دل کی موجون نے رکھا غرقِ تلاطم مجھکو
اس عنایات پہ کیا کیا ہے توہم مجھکو
نہین بھاتا ہے شکر رنگ تبسم مجھکو

وہ مرے پاس رہے اور اونہین پایا تھا ہم
عمر بھر میری خودی نے ہی رکھا گم مجھکو

زمانے نے کچھ کھو کے پایا ہے مجھکو
سمجھ کر دگانہ بنایا ہے مجھکو

فلک نے جو دم بھر ہنسایا ہی مجھکو | تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو
مجھے ہاتھہ سے کھو کے روئیگی دنیا | فلک نے بہت بھر کے پایا ہے مجھکو
مری آب و گل مین ہے مضمر خرابی | مٹانے کو سیرے بنایا ہے مجھکو
اوٹھادی جنون نے قیود مذاہب | بڑی کشمکش سے چھڑایا ہے مجھکو
سوا ہنسنے رونے کے اور کچھہ نہ جانا | یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھکو
ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشی کی | زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو
ہوی جب لگا لون سے بیگانہ خوئی | تو اپنے سے اپنا نہ پایا ہے مجھکو
کھلی آنکھہ جب دیدہ حق نگر نے | نہ دیکھا تھا جو کچھہ دکھایا ہے مجھکو
مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ | اسی مین سے اورا ونسی کھایا ہی مجھکو
بہت تنگ دنیا مین بدلی ہین تمنے | بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو
خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری | وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو
مین اس روٹھہ رنجی کے قربان جاؤن | کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو
خدا کے لیے یہ تو کہہ دے پیامی | وہ آتے ہین یا وان بُلایا ہے مجھکو
پلا کر مے تلخ روز نخستین | مزا زہر غم کا چکھایا ہی مجھکو
اوٹھاے مجھے کون ہی کسکی طاقت | نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو
مرا نامہ بر بھی بڑا دور رس ہے | مقدر کا لکھا دکھایا ہے مجھکو
بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل | جلانے کو تمنے بُلایا ہے مجھکو
زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو | کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو
کبھی مسکرا کے کبھی مونہہ بنایا | نہین تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر این و آن سے نہین مجھکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجھکو

ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو کرے تو دکھا کی ہاتھ
چلتے ہوے مسیح بھی تجھہ سے ملا کی ہاتھ

ہے ہے ترا وہ پاس سے کہنا ہٹا کی ہاتھ
کمبخت ٹوٹتے بھی نہین بیجا کے ہاتھ

ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال پہ
تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کی ہاتھ

قربان ناز پھیر دی گردن پہ اک چھری
اوٹھکر گلے مین ڈال دیے مسکرا کی ہاتھ

کہتے ہین مجھہ سے کلفتِ ہجران بھی یاد ہے
اترا گیے ہین آپ قدم کو لگا کے ہاتھ

گھبرا کے اختلاط مین کہتی ہین ناز سے
کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہاتھ

بے پردہ لطف صحبتِ باہم بڑا ہوا
شرما کے اوسنے رکھہ لیے مونہہ پر اوٹھا کی ہاتھ

دیتے ہین زہر گھول کر وہ ساغرِ شراب
مونہہ پھیر کر حیا سے ادا سے بڑھا کی ہاتھ

ابتک درازدستیِ حرمان گئی نہین
چلتے رہے وصال مین تیغِ ادا کی ہاتھ

کھولے عدو نے دستِ حنا بستہ آپکے
بیٹھے تھے قتل پر ہی مری کیا بندھا کی ہاتھ

میرا جواب خط نہین خونِ عدو نہین
دکھلاتے ہے مجھے نہ حنا مین رچا کے ہاتھ

خط پرزے پرزے کرکے ہوا پر اوڑا دیا
بھیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہاتھ

باز آؤ تم جفا سے نہ ہرگز وفا سے ہم
انصاف ای بتو ہے ہمارا خدا کے ہاتھ

سو بار ڈھونڈھتی ہوی آی چلی گئی
ہم ناتوانیون سے نہ آئے قضا کی ہاتھ

مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے
قاصد کے گرد تک بھی نہ آئی صبا کی ہاتھ

دست عطاے شاہ سے طبع روان مری
رکتے نہین ظہیر تہی سے سخا کے ہاتھ

تھی زندگی مین ہم کفن پیرہن کے ساتھ
ہو قطع آرزو بھی ہماری کفن کے ساتھ

شکر جفاے یار ہے اجزاے تن کے ساتھ
کھلتے وہان زخم ہین اپنے دہن کے ساتھ

کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر نیام سے
چلتی ہے اونکی تیغ ہماری دہن کے ساتھ

وابستہ اپنے دم سے ہین دنیا کے رنج و غم
ستا قافلہ ہے ایک غریب الوطن کے ساتھ

سر پھوڑتے ہین آپ کی دیوار دیکھکر
ہشیاریون سے کام ہین دیوانہ پن کے ساتھ

وہ گردش نگاہ ہے آشوب روزگار
پھرتا ہے آسمان نگہہ سحر فن کے ساتھ

غربت مین یاد عیش وطن خیر ہے ظہیر
حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ

ملتی ہے کچھ اذان سے آہنگ بتکدہ
کعبہ کی ہے بنا مین مگر سنگ بتکدہ

حسن بتان سے قدرت حق آشکار ہے
ہر رنگ مین ہے جلوہ نیرنگ بتکدہ

آگاہ ہے جو اصل بت و بت تراش سے
تو سجدہ گاہ شیخ ہے سنگ بتکدہ

منزل کا ہے عزم کہ پھر لی ہی گھڑی
کعبے چلے ہین کر کے ہم آہنگ بتکدہ

دل بت پرستیون سے بنا ہے خدا پرست
پایا نہ رنگ کعبہ کو بے رنگ بتکدہ

محروم جلوہ دونون ہین اس جلوہ گاہ مین
ترا ہے تنگ کعبہ تو مین تنگ بتکدہ

سچ ہے کہ جوش رشک مین کچھ سوجھتا نہین
ویرانیون مین کھو دیتے ہین ہم جنگ بتکدہ

کیا کیا نہ سد راہ ہوئین ناتوانیان
ہر ہر قدم ہے صنعت سی فرسنگ بتکدہ

زہاد خشک مغز بھی آجائین وجد مین
سن پائین گر صداے نے و چنگ بتکدہ

ای حضرت ظہیر کہین آپ ہی نہون
تہا جبہہ سای کعبہ جو اک سنگ بتکدہ

دیکھہ پاے گر تری تصویر پشت آینہ
لوٹ جاے صورت تحریر پشت آینہ

کاش کی وہ دیکھتے آئینہ میرے ہاتھ سے
اور دکھلاتے تجھے تقدیر پشت آینہ

کیون دکھایا آینہ اوسکو کہ پیش آئی ہمے
ہے مری تقدیر کی تحریر پشت آینہ

اٹھ رہے گرمی گفتگو کی اڑ گیا سیماب تک
دیکھہ تو اسپے دم تقریر پشت آینہ

ذبح کر ڈالا عجب ہو کر حجاب روی یار
بن گئی آب دم شمشیر پشت آینہ

پھوٹ نکلا ہے تن آئینہ سی جلوہ تیرا
بن گئی ہے پیکر تصویر پشت آینہ

ہے ترے عکس رخ و زانو سی یکسان پشت و رو
آینہ بے مثل اور تصویر پشت آینہ

ای ظہیر اب با اضافت چاہیے لکھنی غزل
بے اضافت کر چکے تحریر پشت آینہ

زانوے دلبر پہ ہے تصویر پشت آینہ
اوج پر ہے ان دنون تقدیر پشت آینہ

عکس رخ سے گر ترے آئینہ ہوگا مہتاب
صاعقہ ہنجائیگی تنویر پشت آینہ

جسم تیرا ای پری وہ حیرت آئینہ ہے
اور زلف خم بخم زنجیر پشت آینہ

پارۂ آہن کجا اور زانوے نازک کجا
آئینے سے بڑھ گئی تقدیر پشت آینہ

ترے جلوہ نے بنایا آینہ کو آفتاب
اور ماہ چاردہ تصویر پشت آینہ

وہ جو رخ سے بہرور تو پہ مرے زانو کو لے
بن گئی تقدیر سے تدبیر پشت آینہ

آینہ ای کیا تری جلوی سی ہے حیرت زدہ
بلکہ ہے آئینہ گر تصویر پشت آینہ

مین تو مین دشمن بھی گر سن لے تو اپنا سر دہنے
داستان زانو کی اور تقریر پشت آینہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ سنرا تو ترے
میری قسمت دیکھ اور تقدیر پشت آئینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
مدعا ہی غیر ہے تحریر پشت آئینہ

تو نہین لیکن تجلی آئی ہے تیری شوقین
پردہ آئینہ ہے تصویر پشت آئینہ

آئینہ داری نے تیری کردیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیر پشت آئینہ

واجب التعذیر دونو ہین کہا خودبین او سے
جرم آئینہ ہو یا تقصیر پشت آئینہ

مجھکو دہو کا عکس کا ہی وقت آرائش مر سے
ہے جو گلگون سر ہین تصویر پشت آئینہ

کہینچ لے اوس کی وش کو اسطرف سیماب وار
جذب دل مین کاش ہوتا تیر پشت آئینہ

اے ظہیر اس رنگ مین مطلق نہین لطف زبان
خوش بیان کرتے نہین تقریر پشت آئینہ

ردیف یای

غزل در نعت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کام کیا حسن ملیح عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ہے تری شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچھے ہی گرا فلاک سے پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بوالعجبی نے

لولاک لما کم نہین اے نازش افلاک
کیا شور مچایا ہے تری شہرت طلبی نے

یوسف سے ہا عشق مجازی کو سروکار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہماری ہے تو نزدیک خدا کو
نیرنگ دکھایا ہے تری بوالعجبی نے

ہرچند کہ مسجود ملائک ہوے آدم
تجھہ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہون تری وصل سہی مین وصل خدا کا / مارا مجھے اس آرزوِ بے ادبی نے
دیتا کوئی عاشق بھی ہے معشوق کو اپنے / مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے
ہے قند مکرر سے سوا اسم محمد / لوٹا مجھے اس زمزمۂ زیر لبی نے
ہے آرزوِ شربتِ دیدار محمد / کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے
شاہا مجھے روضہ پہ بلا لیجے خدارا / ڈالا ہے غضب مین مری دنیا طلبی نے

جی جاؤن ظہیر اب بھی جو سُن لون کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی العربی نے

غزل منقبت

بتاؤن کہ کیا عز و شانِ علی ہے / نہم آسمان آستانِ علی ہے
فلک پہ فلک نردبانِ علی ہے / مکان سے گذر کر مکانِ علی ہے
کلام سلونی بیانِ علی ہے / جہان کچھ نہین وان جہانِ علی ہے
ازل سے ابد تک جہان کی نمایش / غبارِ پئے کاروانِ علی ہے
علی ہی علی ہے مین بھی فلک تک / کہان سے کہان اوجِ شانِ علی ہے
دوئی ہے بس اتنی کہ تا ذاتِ باری / نبی واسطہ درمیانِ علی ہے
علیؑ ولی ہے اخیِ محمد / محمد پہ قربان جانِ علی ہے
درود مبارک ہے گھر مین خدا کے / رسولِ امین میزبانِ علی ہے
جہان مین جہان تک ہے جنسِ طریقت / رواجِ متاعِ دکانِ علی ہے
خدا تک رسائی بہت سہل نکلی / کہ دوشِ نبی نردبانِ علی ہے
بشر کون اور کیا بشر کی ستایش / کہ خیر البشر مدح خوانِ علی ہے

رسائی نے پائی جہاں تک رسائی — بہت دور اوس سے مکانِ علی ہے
نہیں ہے نہیں ہے کوئی اور جادہ — رہِ قربِ حق آستانِ علی ہے
طریقت کی راہیں الگ ہی الگ ہیں — جدا ہی جدا کچھہ جہانِ علی ہے
نبی و علی میں نہیں کچھہ جدائی — کہ کعبہ بھی نشانِ علی ہے
علی ناطقِ نطق خیر الورا ہے — لسانِ پیمبر لسانِ علی ہے
علی ہے درِ شہر علم لدنی — کلامِ خدا بر زبانِ علی ہے
قصورِ بہشت و گلستانِ رضوان — سراغِ پے پیروانِ علی ہے

ظہیرِ ثنا سنج فخرِ دو عالم
جبیں سائے آستانِ علی ہے

مزہ جب ہے جفاؤں کا کہ ارمانِ وفا نکلے — تمہارے تیر چھٹکی سے مرے دل سے دعا نکلے
تمہاری بزم سے ہم مضطر و ناشاد کیا نکلے — کسی کے مدعی نکلے کسی کا مدعا نکلے
کسی کی آرزو نکلے کہ کسی کا مدعا نکلے — خدنگ اونکی نگاہوں کے عجب کچھہ دلکشا نکلے
نکلنے کو ترے کوچے سے ہم تو بارہا نکلے — تمنا بنکے آئے ہیں بر رنگ مدعا نکلے
تمنا ہم اپنے دل میں ہاے کیا سمجھے تھے کیا نکلے — بہت کچھ بیوفا نکلے بہت نا آشنا نکلے
قیامت پر نہ رکھو فیصلہ دلکا خدا جانے — تمہارے مونہہ سے کیا نکلے ہمارے مونہہ سے کیا نکلے
گمان ہوتا ہے جس پر ستم اوتنا ہی تڑپا ہے — تغافل اوس قدر کیجے کہ اندازِ حیا نکلے
ستم ہے جب ستم انداز میں انداز پیدا ہو — ادا جب خوشنما ہے کج ادائی میں ادا نکلے
وہ پھر غیر میں غیروں سے ملتا جا کے چھپ کے — ادا ہی سادگی میں بانکپن کی بھی ادا نکلے
دل میں ایک دم ٹھہرے نہ پہلو میں ذرا بیٹھے — تمہارے تیر لگتے ہی سوا کچھ بے وفا نکلے

دعا تھی مرگِ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تھی / کہ تو بزمِ عزا سے چشمِ گریان پونچھتا نکلے
ملے ہین خاک مین کیا کچھہ اڑا کر خاک ہستی کی / تمہارے مرنے والے مرگ سے پہلے فنا نکلے
ستم پر دم فنا ہے دشمنی پر جان جاتی ہے / بڑے ہو کر بھی تم تو اک جہان سے خوشنما نکلے
ہزارون بیوفا دیکھے ہزارون پر جفا دیکھے / مگر تم تو دل آزاری مین اک قہرِ خدا نکلے
نیا اک حشر اوٹھیگا تمہارے دادخواہون کا / تمہارے ظلم کے دفتر اگر روزِ جزا نکلے
وفا سے ہم نہ باز آتے جفا سے تم نہ مونہہ پھیرا / ہمین پھر باوفا نکلے تمہین پھر بیوفا نکلے
ستم کیجے تو اس ڈھب سے جفا کیجے تو یون کیجے / کہ دل سے دوست دشمن کے صدای مرحبا نکلے

زبانِ خاص اردوی معلّی اسکو کہتے ہین
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد رہے غم مین رہے / اور ہی رنگ مین کچھہ اور ہی عالم مین رہے
رشک کی غم مین رہے ہجر کی ماتم مین رہے / عمر بھر ہم اسی آفت مین اسی غم مین رہے
اسکا رونا ہے کہ وہ بھی الم و غم مین رہے / دلِ پرغم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے
تم تو پردے کو اولٹ دو یہ ہمارا ذمہ / تابِ نظارۂ دیدار اگر ہم مین رہے
تم دکھا دو نہ ذرا موجِ تبسّم اپنی / گفتگو پھر نہ دمِ عیسیِ مریم مین رہے
تجھہ کو اے زندگیِ ہجر کہان سے لاؤن / ہای یون سوگ نشین وہ مری ماتم مین رہے
ہم سے رندانِ خرابات کہان ہوتے ہین / خم کو سجدہ کرے زاہد بھی اگر ہم مین رہے
نزع ہے یا ترا وعدہ ہے اجل ہے کہ وصال / دم نکلتا رہا اور پھر بھی اسی دم مین رہے
کچھہ لگاوٹ کے اشارے ہون دمِ قہر و عتاب / کچھہ تبسم کی ادا ابروے پرخم مین رہے
اشکباری سے کبھی عقدۂ دل وا نہوا / یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم مین رہے

جان کے ساتھ ہے الفت جانان و لیکن
اور دل کشمکش یاس و امید مین رہے

دو گھڑی بھی جو ترے تفتہ جگر جا بیٹھین
ابر مین نم نہ رہا قطرہ نہ شبنم مین رہا

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچھہ نہ کچھہ شور تو برپا مری ماتم مین رہا

مرحلے عشق کے طے کرکے عدم تک پہونچے
نذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہے

دل گیا ہاتھہ سے اور دل سے امیدین گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پر غم مین رہے

وہ بھی ہونگے کہ برآئی ہون امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے ظہیر آفت پیہم مین رہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جھکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

آنکھین ہین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا دراز ہی شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بھی کچھہ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
وان امتحان ناز ہے اور یان نیاز ہے

ڈالا ہے مجھہ کو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس منہ چھپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گر ہو عدو سے بڑھے ہوے
اپنے بھی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بھری ہوی
وہ چشم خواب ناز مین بھی نیم باز ہے

ڈرتا ہون انکو رحم نہ آجاے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جنکو وہ جلوے ہی اور ہین
عشق مجاز مین بھی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بھی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو میں نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہای کس طرح سے کاٹے شب ہجران کوئی

ہر لب زخم ہے گویا نہیں پرسان کوئی
کیا کہے کس سے کہے حسرت پنہان کوئی

پھر ملے یا نہ ملے ای شب ہجران کوئی
دیکھنا دل میں نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہل محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ میں ہے کچھ کچھ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہیں دل سی مری ارمان کوئی

ہم تو سمجھے نظر آتے نہیں تا شام وصال
اپنے وعدے سے نہو دل میں پشیمان کوئی

کاش تجھپر بھی کسی دن تو کچھ ایسی بنجاہی
کہ تری بات نہ پوچھے شب ہجران کوئی

تم جو آؤ تو ابھی دل سی لگا لون سب کو
تمسے بڑھکر تو نہیں حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچھے ہوے جبتک کہ ہوا حال تباہ
کہ برے حال میں کرتا نہیں درمان کوئی

ایسے دنیا میں وفادار کہان ملتے ہیں
دم نکلتا ہے نکلتا نہیں ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ الفت اصنام ظہیر
یار تجھ سا تو نہیں دشمن ایمان کوئی

دلبستگی ہے اور کشاد نقاب سے
شرماے وہ حجاب سی ہم اضطراب سے

ہے کشمکش میں جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہیں توبہ توبہ سی دامن شراب سے

اپنے تو دن پھرے نہ کبھی انقلاب سے
پہلے ہے کچھ زمانہ پیری شباب سے

قہر و عتاب تو ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندھی مجھے خط کی جواب سے

کیسے کشود کار کہ وابستہ ہین وہان
عقدے مری نصیب کے بند نقاب سے

کس کس فریب سے شب وعدہ بسر ہوی
کیا کیا خجل ہین ہم دل ناکامیاب سے

تیرا برا ہو گھر گیا ای ہجوم شوق
گھبرا کے اوٹھ گئے وہ مری اضطراب سے

بیتاب ہون کہ شغل مین کچھہ دل بہل گیا
تسکین دل ہوئی تو ہوئی اضطراب سے

گستاخیان معاف ہون ای حضرتِ ظہیر
مشرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

بیٹھے ہین شرمناک کچھہ ایسے حجاب سے
گویا اوٹھے ہین غیر کی آغوشِ خواب سے

سر پھوڑے کون حضرتِ ناصح جناب سے
بہتر ہے خامشی سخنِ ناصواب سے

وہ کچھہ کہا کہ یاس ہوئی خود جواب سے
قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب سے

لڑتے ہین اور نگہہ نہین لڑتی حجاب سے
اُلفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے

یہ بات پند گو کی مرے دل کو بہا گئی
کچھہ کم نہین ہے چاہ خدا کی عتاب سے

ضد ہی اونہین تو سعیِ مطلب سب ہین اُٹھ گیا
وہ خود ہی اُٹھین گے مری اجتناب سے

اچھی کہی کہ بات بہی کھوئی رہی سہی
وہ خود ہی منفعل ہین کچھہ اپنے جواب سے

مجہہ سا ہے دستِ شوق ہی فتنہ پسند ہے
اوبجہا ہے کسکے عقدۂ بندِ نقاب سے

خط سے لیکے نامہ بر سے مجہے تکتا ہی رہ گیا
وہ مجہہ سے ناامید ہی اور مین جواب سے

اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہین منفعل
وہ ہم سے اور ہم دلِ ناکامیاب سے

وہ روٹھنا کسی کا مجہی یاد ہے ظہیر
دامن جہڑا کے وہ اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوی دلِ حیران مین فروزان کیجے
بحرِ امواج کو قطرہ مین نمایان کیجے

چلیے اور چل کے وہین نالہ و افغان کیجے
دلِ برہم کی طرح بزم پریشان کیجے

آپ اور حضرتِ ناصح مری وحشت کی علاج
پہلے اپنا تو ذرا چارۂ درمان کیجے

کون کہتا ہے کہ جہوٹی ہین تمہارے اقرار
مدعی سے بہی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائیں تو سہی سب کی کیونکر
شکوہ کر کر کے رقیبون کو پشیمان کیجے

مجھسے کچھ بڑھ کے یہ مجبور ہے مشتاق جمال
وصل کی شب کو مرے ساتھہ ہی مہمان کیجے

سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق
محو ہو جایئے محو رخ حیران کیجے

آئیے اور آکے چلے آپ عدو کی ہمراہ
مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہمان کیجے

اشک غماز ہی ٹھہرے ہین تو پھر آج ظہیر
چشم کو گریہ فشان گریہ کو طوفان کیجے

پہلے کچھ شغل صفائی دل حیران کیجے
پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجے

صبر و طاقت ہو تو نذر غم جانان کیجے
پاس کچھ بھی نہین کیا دعوت مہمان کیجے

بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجے
اپنے مونہہ سے یہ کہون کیا مجھے مہمان کیجے

آج سب فیصلۂ رنجش پنہان کیجے
توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجے

پردہ وہ کیجیے ہین آنکھہ اوٹھا ہی سکون
مجھہ کو پھر لطف سے شرمندۂ احسان کیجے

گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین
ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجے

سچ تو یہ ہے کہ نئی بات نہین ہے لطف نیا
عہد پھر توڑیے پھر وعدہ و پیمان کیجے

ہاتھہ چلتے ہوی گردن پہ لگاتے چلیے
سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجے

درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی
راز وہ راز نہین ہے جسے پنہان کیجے

خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ دل مین نہین
گل ہون گلشن مین تو آرایش دامان کیجے

شست و شوی رحمت حق کی ہے تو کیا باک ظہیر
خوب آلودۂ می خرقہ و دامان کیجے

ناصح تمہاری پند ہی کچھ کارگر ہوی
کم کم ملے تو چاہ ادہر بیشتر ہوی

کسکا گلہ کہان کی ستم کون داد خواہ
تم ہو گیے جدہر کو خدائی ادہر ہوی

نے بے التفاتیون سے کہان تاب التفات
دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی

کہتی ہے خود نگاہ کہ مد نظر ہے غیر
جو پردہ دار تہی وہی اب پردہ در ہوی

جز مرگ وار و مرض غم نہ تہی ظہیر
کچہہ یہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجہے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے
تمہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے

مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے
مجہے اونکی اونہین میری خبر ہے

مری حیرت سے چرچے ہین جہانین
خموشی ہی مری شورش اثر ہے

ستمگر کا جواب خط تو دیکہو
سر قاصد بجای نامہ بر ہے

شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے
ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے

عنان کش ہے خیال بزم دشمن
وہ جاتے ہین کہان سنتے کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے
پابند غم ہستی برباد نہوتے

مشکل تہی دیت رنجش بازوی ستمگر کی
گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے

جلنے سے سوا کچہہ ہمین مرنیکی خوشی تہی
گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے

وہ سینۂ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نہ رکہتے
گر لب پہ مرے نالہ و فریاد نہوتے

اب قتل سے کیا باک ہی جی ہار چکے ہین
یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے

دوزخ ہی بنائی تہی اگر تجہہ کو خدا یا
دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سنتے ترے نالے تو ظہیر جگر افگار
ہم پاس بہی اگر ترے آباد نہوتے

غیر کے ساتھ عیادت کے بہانے آئیے
لو مرے احت جان نکو ستانے آئیے

تھی شب وعدہ عجب کشمکش یاس و امید
موت آئی ہے تو کچھ ہوش ٹھکانے آئیے

دم ہے یا حسرت دل ہے کہ نکلتا ہی نہین
مجھکو سو بار وہ یٰسین سنانے آئیے

شکوہ سنجی سے فقط ذکر عدو تھا منظور
گرمجوشی سے مری لگو جلانے آئیے

دشمنی غیر کو ہے مجھسے برا اتنی تو نہین
دوست بنکر جو دل دوست دکھانے آئیے

پہر تو کیون ہی عیان موج تبسم لب پر
پھر نہ کہنا کہ تجھے لوگ بنانے آئیے

ٹونک مین دہوم ہے کل سے کہ ظہیر خستہ
سرگذشت دل محزون ہین سنانے آئیے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی
کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی

ارمان ہین کے جان حزین بہی نکل نہ جائے
کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی

بیجا ہین شکوہ ہاے بد آموزی رقیب
کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی

آسان نہین ہے شرح تف سوز اشتیاق
پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی

اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا
آنکہین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی

موج صبا ہزار چمن مین کہلاے گل
ممکن نہین کہ غنچہ دل وا کرے کوئی

منظور اس حجاب سے افشاے راز ہے
چہپ چہپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی

آخر ملے ہین ہاتھ کسی کام کے لیے
پھاڑے اگر نہ جیب تو پھر کیا کرے کوئی

وان ایک ہی جواب ہے لاکہون سوال کا
کس مونہہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل میں اک جہانِ تمنا بسائیں گے
ہاں انسداد نرگسِ شہلا کرے کوئی

۴
انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

رنگ دل کا جس میں ہو کاشانہ ایسا چاہیے
لوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیے

مجھ سے بڑھ کر ہوں فدا اپنی ادا پر آپ وہ
چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

پوچھتے ہیں آپ کیا مجھ سے ہماری سرگذشت
مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیے

ہم نہ باز آئے وفا سے وہ جفا سے تھک گئے
آفرین ای ہمتِ مردانہ ایسا چاہیے

دیر تک سنتے رہے مجھ سے مرا حالِ زبون
پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیے

ای جنون کوی عدو کی خاک اوڑانی دی مجھے
جی لگے اپنا جہان ویرانہ ایسا چاہیے

وہ سناؤں داستان جو حسبِ حالِ غیر ہو
دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیے

لطف تو جب ہی کہ قاصد اوں کو آتی ہی بنے
کچھ چھپانا شوقِ بیتابانہ ایسا چاہیے

وسعتیں دل کی سی ہرگز دشت و صحرا میں نہیں
اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیے

محرمِ رازِ محبت غیر سے بڑھ کر نہیں
آشنا سے بڑھ کے ہو بیگانہ ایسا چاہیے

جام کے بدلے دلِ دشمن کو کیجے ہاتھ میں
جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیے

آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت
حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیے

جان دینی جا بجا شرطِ وفاداری نہیں
آگ میں اپنی جلے پروانہ ایسا چاہیے

آ کے ہو دل میں مری یان غیر کا سایہ نہیں
اپنے خود بین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیے

ہے ترے گیسو سی کچھ آشفتہ تر حالِ ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیے

شمع سوزان رہے پروانہ غمناک رہے
بزم دنیا مین اگر یون ہین ہے خاک رہے

پہونک دی خار ہوا و ہوس ای آتش شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبہی سر پہ کبہی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کف افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مار گزیدہ کے نہ تریاک رہے

آکے اس گلشن ہستی مین لیا ہی کیا خاک
آرزو مند ہی ناب تہ تاک رہے

کیا کیا کچہہ نہ کیا آ ہی بہی کیون کیا دیکہا
مست پندار رہے غافل و بیباک رہے

کچہہ نہ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچہہ نہ رہے لاکہہ کی گہر خاک رہے

دہو دیا اشک ندامت نی سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

وان بہی کچہہ ہم قیامت مین تڑپتے گذری
خاک ہو کر بہی نہ آسودہ تہ خاک رہے

خوف کیا گر ہے خورشید قیامت ہی تہ سہی
دل مین داغ غم آل شہ لولاک رہے

جلتے بہنتے رہے گریان رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفل دشمن مین تو کیا خاک رہے

بیحجاب دل عاشق کے اثر سے تم بہی
در ہم و برہم و پر خشم و غضبناک رہے

عیش جب تہا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچہہ وصل مین بہی رشک سے غمناک رہے

تمنے چہوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کی کیے
بیمروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اوسمین مزا ہی کیا ہے
کچہہ بگڑتے رہو کچہہ غیر ہوسناک رہے

دلکو تہامے ہوئے وہ بہی تو پہرین ساتہہ مرے
گردش ایسی بہی تو ای گردش افلاک رہے

چین باقی نہین اورونکے جلانے والے
تم بہی ہر دم صفت شعلہ غضبناک رہے

کیا کرون تاج سلیمان کو مری سر پہ تہ سہی
سایۂ دامن شاہنشہ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہی محبت آزمائی کی
نگہہ پہنچی نہین بیگانگی مین آشنائی کی

مقرر غیر نے تلوون سے اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پھیکی پھیکی ہے کف پا پر حنائی کی

بگڑنے کیا ہو مجہسے قہر کی چتون بہی دلکش ہے
ستم مین بہی تمہاری شوخیان ہین خوش ادائی کی

اگر منظور ہو تو لطف بہی قاتل ہی عاشق کا
ستم سے ہین کہین بڑہکر ادائین دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل مین ناشاد رکہنے کو
شکایت مجہسے ہوتی ہی عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطف وصل سے بہی ہو نہین سکتی
سہی ہی اسقدر زحمت غم و درد جدائی کی

عدو سے اب ہے سکاری کی شیوے یہ ہم بہی سیکہین
یہی مہر و وفا ہے گر تلافی بے وفائی کی

یہی تہا ذوق ناکامی تو اس سے غیر سے ملتے
کہ شہرت آپ سے بڑہ کر ہے اوسکی بیوفائی کی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطف وصل بہی کہویا
شکایت چہیڑ کر اون سے تمہاری جدائی کی

بہلا کو محتسب بہی میکدے سے نابلد نکلا
خدا نے شرم رکہہ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکہین ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچہہ دون کی لیتے تہے حضرت پارسائی کی

دیکہنے نکلا ہے کیا وہ مہر انور چاندنی
کچہہ سپیدی کی طرح پہرتی ہی گہر گہر چاندنی

سایہ گستر بام پر رہتی ہے شب بہر چاندنی
غیر پر شیدا ہی یا عاشق ہی تمہپر چاندنی

ہے شب وصل عدو جامہ سے باہر چاندنی
آج گہر گہر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شب یلدا ہی غم مین کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مری غمخانے مین ظلمت سے بدتر چاندنی

کچہہ تکلف سے تکلف ہین وصال غیر کے
خود بہی جاتی ہے کچہہ بن بن کے بستر چاندنی

کیا کہون کس طرح کٹتی ہی شب مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجہے بن بن کے خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہے تمسے جدہر جاتی ہو تم
بہاگ جاتی ہی ادہر دامن چہڑا کر چاندنی

سایۂ دیوار ہے یا گوشۂ دیوار یار
برق بنکر کیون نہین گرتی ہے مجھپر چاندنی

کیا شب ہجران مین خاک اوڑتی ہے دوپہر
تیرہ روزی سی مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ہان ظہیر اس بحر مین لکھو کوئی ایسی غزل
دیکھکر جسکو رہے حیران و ششدر چاندنی

ہے نگاہِ غیرت مشتاق بڑھ کر چاندنی
تاکتی رہتی ہے شب بھر روزنِ در چاندنی

سازگارِ وصل دشمن ہے مقرر چاندنی
کیا مری ضد سے نکلتی ہے چٹک کر چاندنی

آج تو بیطرح نکلی ہے چمک کر چاندنی
ہے مگر پرتو رباہی روئے انور چاندنی

حسن و تمکین کے لیے اُفتادگی ہے ضرور
آسمان پر چاند ہے اور ہے زمین پر چاندنی

سب کو زینت تم سے ہے اور تم نہین تو کچھ نہین
ہے مرے گھر مین تو ہے کیا خاک پتھر چاندنی

وہ فروغِ روئے انور وہ بہارِ ماہتاب
کھل رہی ہے اور بھی اک چاندنی پر چاندنی

تم مرے پہلو مین ہو پیدا تجلی زار ہے
آگئی گھر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی

چاندنی اور وصل دشمن ہے قیامت ہائے ہائے
کاش آجائے مرے دل مین سمٹ کر چاندنی

یہ جوانی کی اُمنگین اور یہ جوش شباب
دیکھیے کیا قہر ڈھاتی ہے ستمگر چاندنی

گھر مین عاشق کے شب مہتاب مین آتا نہیں
وہ مکدر ہین تو ہے کیا کچھ مکدر چاندنی

ساتھ ساتھ اپنے لگا لائی ہے لو بھی غیر تک
دیکھیے کیا گل کھلاتی ہے فسونگر چاندنی

ہین زمین اور یہ چمکتے شعر اس مین اے ظہیر
کھل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

دل سلگتا ہے تپ غم سے جگر جلتا ہے
ہم کھڑے دیکھتے ہین سامنے گھر جلتا ہے

شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے
جلنے والونکا چراغ آٹھ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمین کیون نہوے
کوئی پروانہ اگر پیش نظر جلتا ہے

تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھے آگ لگے
مین یہ خوش ہون کہ دل غیر اودہر جلتا ہے

کچھہ تو ہے ناصح مشفق جو بنی ہین دلسوز
اور کی آگ مین کب کوئی بشر جلتا ہے

شمع محفل کو ذرا سامنے آنے دیجے
ہم دکھا دینگے کہ پروانہ کدہر جلتا ہے

شمع اوس انجمن ناز مین کیا پائی فروغ
کہ جہان عاشق تفسیدہ جگر جلتا ہے

بیحل شعلہ ادائی دم رخصت کیا تہی
دل مرا یون بہی تو ہنگام سفر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہین ہے شب ہجر انہین ظہیر
ہان مرے ساتھہ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یاب سوزش سے دل محرور ہوتا ہے
مگر حسن و محبت مین عجب دستور ہوتا ہے

تصور سے تمہارے زنگ کلفت دور ہوتا ہے
سویدای دل حیرت زدہ کافور ہوتا ہے

یہ چلنا پردہ پندار دل سے دور ہوتا ہے
حجاب آنکھون سے اوٹھتے ہین نظر مین نور ہوتا ہے

سزای دار ملتی ہے غضب ہی کلمہ حق پر
اور اوس پر اتفاق خاطر جمہور ہوتا ہے

جسے سب ہیچکار و بیخود و بیہوش گنتے ہین
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور ہوتا ہے

مزے لیتے ہین کچھہ عاشق ہی آزار محبت کے
کہ جتنی رنج و غم سہتے ہین دل مسرور ہوتا ہے

وفور شوق ہوتا ہے وہ جتنی دور کہنچتے ہین
نگاہون کو نظر ہوتی ہے دلکو نور ہوتا ہے

کرشمے بہی نرالے ہین نگاہ مست ساقی کے
کہ جس سے لگ گئین آنکھین وہی مسرور ہوتا ہے

وہی اک عکس طلعت ہے اسی جسطور سے دیکھو
جدا کب آینہ مین ناظر و منظور ہوتا ہے

اگر نور صفا ہو تو ابہی آیینہ دل مین
تماشای جمال ناظر و منظور ہوتا ہے

دوئی کسکی خودی کیا ہے خیال اوسکا
دل عاشق فروغ نور سے معمور ہوتا ہے

کہین کچھ بے نیازی ہے کہین کچھ ہم نوازی ہے
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہِ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مرا ظلمت کدہ رشکِ فروغِ طور ہوتا ہے

وہ ہر نشو و نما مین رنگ اپنا دکھاتی ہین
جمالِ شاہدِ معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین دہوکا ہے ایسن کا کہین پردہ ہے چلمن کا
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

قطعہ
اس دوربین مین جلوۂ جانان نظر آیے
مگر زخمِ دلِ عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان نزدیک ہے کتنا کوئی مہجور ہوتا ہے
خودی کافور ہوتی ہے دوئی سے دور ہوتا ہے

نہ ہر اہلِ ہوس ہمرتبۂ منصور ہوتا ہے
اوسی کو دار ملتے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانہ بیخود بیجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے پاس ہوتا ہی ادہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہانِ وصلِ حور ہوتا ہے
یہ زاہد بھی مگر اک جنتی مزدور ہوتا ہے

دکھا دیجے کوئی پرتو جمالِ عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نور سے معمور ہوتا ہے

شمیمِ راز پہوٹی ہے دہن سے غنچے غنچے کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغِ طور ہوتا ہے

مجھے مشکل نہین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدا ہی شبِ ہجران ابہی کافور ہوتا ہے

مین اپنی روسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہیے
وہ اپنی شانِ رحمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا ہی بجا ہوتا ہے جو منظور ہو اونکو
وہ اچھا ہی لکھا جاتا ہی جو مسطور ہوتا ہے

اونہین کیونکر نہو گا پاس جو مہجور ہو اون کا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ اونسے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچھ آشکارا ہی نمایشہا ہی پنہان سے
اور ان پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو درد دیتی ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہیدِ خنجرِ تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامۂ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

اسیران قفا مختار ہو کر ظلم سہتے ہین
کہین پابند تسلیم و رضا مجبور ہوتا ہے

تمہاری شوخی انداز پر کچھ رشک گذرتی ہین
جہان کچھ کشتگان ناز کا مذکور ہوتا ہے

تماشے دیکھتے ہین ناظر و منظور بن بنکر
اگر جلوہ دکہانا دیکہنا منظور ہوتا ہے

مجازی سے اگر اوبہر الو جاؤ تو پا حقیقت مین
محبت کا دل عاشق مین اک ناسور ہوتا ہے

گذرنا وادی توحید سے کچھ سہل سمجھے ہو
ظہیر اس راہ مین جادہ دم ساطور ہوتا ہے

ستمہای شوق ہمکان بشر سے دور ہے
ہے نظر اپنی وہان جو دور تر سے دور ہے

بہول جانا عہد و پیمان کا تو کچھ مشکل نہین
ہان مگر ایفای عہد اوس بے خبر سے دور ہے

جی گیا وہ جان بلب جو جستجو مین مر گیا
مرمٹا وہ ناتوان جو اوسکے در سے دور ہے

اسے عہد و پیاک محو جانانہ آرائی ہو
کیا بہٹک اوٹہنا مری دیر و جگر سے دور ہے

آتش امید نشیمن ہی ہو گو کتنی قریب
دور ہے اتنا کہ ہمارے بال و پر سے دور ہے

ہے مری گہر برابر سے تیرگی چہائی ہوئی
گوا ابھی شام شب ہجران سحر سے دور ہے

نامرادیہا سے بخت شوق دیکہا چاہیے
وان نظر پڑتی ہے جو حد نظر سے دور ہے

کچھ خبر اوسکی نہ اسکو اور نہ کچھ اسکی آشتی
دور ہے وہ کسی جگر اور دل جگر سے دور ہے

پارسائی اور ظہیر رند مشرب کیا کہا
خیر کی امید رکہنی اوس بشر سے دور ہے

خرام ناز سے کسکا گذار راہ مین ہے
کہ ایک فتنہ حشر آشکار راہ مین ہے

وہ ضد سے جا نہین سکتے ہین کوچہ دشمن مین
بہلا ہوا کہ ہمارا قرار راہ مین ہے

ہمین بھی خاک مین ملنے کی حسرت آتی ہے
تمہارے رخ پہ جو پڑتا غبار راہ مین ہے

اثر پذیر ہوا جذبۂ دل کہ قاصد بھی
وفور شوق سے کچھ بیقرار راہ میں ہے

وہ نامراد الٰہی کہیں ظہیر نہ ہو
تڑپ رہا جو کوئی بیقرار راہ میں ہے

گردش میں دور حشر ہے تیری نظر کام سے
فتنوں کو چین ہے نہ قیامت قیام سے

آتی ہے جان جسم میں مرنے کے نام سے
کیا کام یان مسیح علیہ السلام سے

کہنے لگا ہے تو بھی اوسی کی سی اے ندیم
آتی ہے بو ہی خون مجھے تیرے کلام سے

وعدہ کی شب بھی پوچھئے کچھ اضطراب دل
پھرتا ہوں دل کو تھامے ہوئے گھر میں شام سے

پھر پھر گئی ہے شرم سے اوٹھتی نگاہ ناز
کھنچ کھنچ کے رہ گئی ہے سروہی نیام سے

ظالم ستم کے ساتھ تلافی بھی شرط ہے
معجز دکھا کلام سے محشر خرام سے

لو ابتو قطع رسم محبت ہوئی ظہیر
قاصد کے پانو کٹ گئے اپنے پیام سے

دم آخر بھی کس مشکل سے میرا دم نکلتا ہے
کہ دشمن تک مری حالت پہ ہاتھ ملتا ہے

فلک سے موت گر مانگوں تو عمر خضر ملتی ہے
یہ کج رفتار جب چلتا ہے اولٹی چال چلتا ہے

ہم اونکی بزم میں جاتے ہیں با تقدیر یا قسمت
بھلا دیکھیں تو اونکے مونہہ سے آخر کیا نکلتا ہے

ترقی عالم امکان میں آغاز تنزل ہے
جوانی جوش پر آتی ہے جتنا حسن ڈھلتا ہے

گذاری عمر غفلت میں ظہیر روسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہے

کیا بتاؤں کہ جزو و کل میں تماشا کیا ہے
قطرہ کیا چیز ہے اور ہستی دریا کیا ہے

جلوہ کسکا ہے صدور کیا ہے ہیولا کیا ہے
میں کوئی چیز ہوں تمنے مجھے سمجھا کیا ہے

جلوہ گر کون ہے پڑ میں تماشا کیا ہے
آئینہ حیرت ہے کیا عکس دل آرا کیا ہے

یان ملی ہی تو ملیگی ہمین کیا وان نہ شراب
آج کی آج نبیڑ و غم فردا کیا ہے

ہم تو کہتے کہ نہ کہتے غم پنہان اپنا
تمنے پوچھا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے

دل لگے او سمجہاؤ نے کچھہ اور ہی عقدے کہولے
ہے مرا حسن طبیعت مجہی سودا کیا ہے

ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا
قطرہ جب قطرہ ہے پہر ہستی دریا کیا ہے

ہی نظر اور کہین جوش جنون ہے کچھہ اور
دشت و صحرا مری آنکھون مین سماتا کیا ہے

مدعا یہ ہے کہ مر جاؤن خوشی کے مارے
پوچھتے ہین کہ ترے دلمین تمنا کیا ہے

تم جہان ہو وہین پڑتی ہین نگاہین اپنی
مین بہت دور ہون تمنے مجہی سمجھا کیا ہے

بات پردے کی ہے کیونکر نہ چہپاؤن تمسے
دل ہی دل مین نہ سمجہو کہ تمنا کیا ہے

آج رکہنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی
زندگانی کا شب ہجر بہروسا کیا ہے

آج تک ناصیہ فرسائی در غیر رہے
اور تقدیر مین کیا جانیے لکہا کیا ہے

مجہہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
اسی ظہیر الفت اصنام مین رکہا کیا ہے

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی
کچھہ ایسی پڑی ہے کہ اوٹہائی نہین جاتی

تم خود نہ چہپو بات چہپاتے ہو چہپاؤ
یہہ کیا ہے کہ صورت بہی دکہائی نہین جاتی

عاشق ہون طبیعت مین ہے معشوق مزاجی
یہ رنجش بیجا تو اوٹہائی نہین جاتی

عقدے مری تقدیر کے کہولے نہین کہلتے
جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی

یان دعوی تقریر ہین احباب کو کیا کیا
وان بات زبان تک بہی تو لائی نہین جاتی

کیا جانیے کیا پہونک گئی کان مین ان غیر
کچھہ ایسی لگائی کہ بجہائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت کے مونہ آگ لگائی نہین جاتی

کس قدر شوق شہادت یان گریبانگیر ہے — حلقۂ طوق گلو ہر جوہر شمشیر ہے
جسقدر آزاد ہون اوتنا ہی مین پابند ہون — الفت صحرا نوردی پانو کی زنجیر ہے
روسیاہی سے مین اپنی رستگار خلق ہون — حشر مین کافی خلائق کو مری تقصیر ہے
حشر تک چھوٹا نہ ہے بت پرستی کا مزہ — نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے
کشتۂ دل سے بناتے ہین جہانمین کیمیا — ای ہوس خاکساری نسخۂ اکسیر ہے
خوبرو ممتاز ہوتے ہین جہان مین ظلم سے — پرسش شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے
رہ گیا فکر دہن مین دست نقاش ازل — مہر خاموشی دہن پر اب دم تقریر ہے
دیکھنا تمکو دم کشتن تو ہے میرا گناہ — دیر کرنی قتل مین کسکی کہو تقصیر ہے

مین ظہیر عصر ہون ظاہر مین گو خاموش ہون
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بھی اونہین دعوی یکتائی ہے — ہر گھڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے
آنکھہ جمتی ہی نہین وقت تماشا ہرگز — کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے
زندگی موت ہے اور موت حیات جاوید — آپ کی تیغ مین اعجاز مسیحائی ہے
ہمسے کھنچے وہ ہوے گرویدہ خدا کی قدرت — بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے
آنکھہ سے محفل احباب گذر جاتی ہے — جب یہ سنتے ہین کہین انجمن آرائی ہے
زندگی ہے تو شب غم بھی گذر جائیگی — ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے
آگیا دل کی ترنگون مین ظہیر نادان — وہ تو دیوانہ ہے تو بھی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری — رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری
نہ بھولینگی ہرگز ادائین تمہاری — کہ ہین پیاری پیاری جفائین تمہاری
بہت آپکے باتین بناتا ہے ناصح — اسے کیونکہ صورت دکھائین تمہاری
قیامت مین جو جو ہین رویت کے منکر — وہ صورت یہان دیکھہ جائین تمہاری
تسلی فزا کیون نہو بیت ہماری — سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری
ہماری طرح تم بھی لیلو بلائین — جو تصویر تمکو دکھائین تمہاری
یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر — نہ چھوڑین گی جیتا ادائین تمہاری
ہوسکار الفت کے دم بھر رہے ہین — جتانی پڑین اب جفائین تمہاری
بسر ہو گئی زندگی مرتے جیتے — ہمین راس آئین جفائین تمہاری
حیا ہو چکی شوخیان حد سے گذرین — ستم ڈھائین گی اب ادائین تمہاری
خدا کے لیے باز آؤ ستم سے — کہ ناصح نہ سن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹھہ گیے قدردان سب جہان سے
غزل اب کسے ہم سنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرت دیدار سے — زندگی ہے موت کے آزار سے
شک ہے کچھ کچھ ہوے وہ بیحجاب — یا ہر آئے پردۂ پندار سے
ہم تو جب جانین نصیحتگر تجھے — دل چھڑا دے طرۂ طرار سے
یون نہین کٹتی شب غم یون سہی — کاٹیے اپنا گلا تلوار سے
ہاے اونکے بوسۂ لب غیر لین — زہر ٹپکے لعل شکربار سے
دامن گلچین مین پڑ رہی کان کے — پھول جھڑتے ہین تری گفتار سے

مرگیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آئیے زندگی سے کہان تک اوٹھائیے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردش شیشہ ساعت رہی مدام
یہ خاک تھی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بھی حجاب مین کچھ برق بن گئے
گرتی ہین بجلیان نگہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

بتون سے بچکے چلنے پر بھی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافر وہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہم اونکو چھوڑ بیٹھے ہین
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

وہ اپنی شوخیون سے کوئی اب تک باز آتے ہین
ہمیشہ کچھ نہ کچھ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

ندا او بھی جو طعنہ دشمن پہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہے شکایت آہی جاتی ہے

بظاہر گو صفائی ہے دلونکا ہے خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہے

لیا جب نام الفت کا بدل جاتی ہے سیرت بھی
نگاہ شرمگین مین بھی شرارت آہی جاتی ہے

زبان معذرت سے وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بھول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہے

کبھی چتون سے آن بن ہے کبھی سودا ہی گیسو کا
نصیبون کی یہ شامت ہے کہ شامت آہی جاتی ہے

ہمیشہ عہد ہوتے ہین نہین ملنے کے اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتے ہین محبت آہی جاتی ہے

کہین آرام سے دو دن فلک رہنے نہین دیتا
ہمیشہ اک نہ اک سر پر مصیبت آہی جاتی ہے

بہت کچھہ سایہ قامت سے ہم بچ بچ کے چلتے ہین
مگر با اینہمہ سر پر قیامت آہی جاتی ہے

محبت دل مین دشمن کے بھی اپنا رنگ لاتی ہے
وہ کتنے بے مروت ہون مروت آہی جاتی ہے

الٰہی کور ہوجائین نہ آنکھین نگہہ پر بجلیان ٹوٹین
نظر مین اک نہ اک بیچین صورت آہی جاتی ہے

ادای چشم شرمگین بھی اک شیوہ ہے تمکین کا
مزاج حسن مین آخر کو نخوت آہی جاتی ہے

حساب دوستان در دل تقاضا ہے محبت کا
مثل مشہور ہے الفت سے الفت آہی جاتی ہے

کسی کی چار دن بنتی نہین آئینہ رویون سے
یہ کتنے صاف باطن ہون کدورت آہی جاتی ہے

کئی دن سے ہے دم آنکھون مین اور یہ جوش شکوہ ہے
کہ اتنی ناتوانی پر بھی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جان شب سو ہا کچھہ کہا کی سنتے ہین
تعجب کیا ہے انسان کو حمیت آہی جاتی ہے

اجل کو جل آئی یان آتے آتے
ہمین مر گیے لب پہ جان آتے آتے

ہوی مجھسے کیون بدگمان آتے آتے
چلے تم کہان سے کہان آتے آتے

شب وصل مزا ہی اچھا ہوا کچھہ
گلے رہ گیے تا زبان آتے آتے

ہجوم قلق دل مین اتنا تو ہم سے
کہ آئیگی لب تک فغان آتے آتے

نگہہ پا گئی کچھہ ستم کرتے کرتے
حیا آگئی شوخیان آتے آتے

نہین جای دل مین ہجوم قلق سے
بہت پھر گئے میہمان آتے آتے

تمہارے تبسم نے اتنا رولایا
کہ دم رک گیا ہچکیان آتے آتے

یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے
زبان کھلتے کھلتے فغان آتے آتے

ہمین درگذر کر گئے کہتے کہتے
سخن رہ گئے درمیان آتے آتے

یہان ہم مر گئے جانے مین وقفہ نہین ہے
تم آؤ گے ای مہربان آتے آتے

ظہیر آج دعوی ہے جنکو سخن کا
اونہین آئیگی یہہ زبان آتے آتے

الٰہی خیر کیجو موسمِ گل مین مرے دل کی
جگر پر تیر سے لگتے ہین صدا سنکر عنادل کی

لگا دو ہاتھ بھر کر تیغ کا ہان دیکھتے کیا ہو
اگر دیکھو تو پوری سیر دیکھو رقصِ بسمل کی

مگر دستِ جنون مین بہی تہا دامنِ ناقۂ لیلی
کہ پہرتی دیدۂ مجنون مین ہے تصویر محمل کی

پڑی لینے کے دینے اور الٹی خونبہا لیسا
دیت دینی پڑیگی رنجشِ بازوی قاتل کی

ضرر کیا صحبتِ ناجنس سے صافی نہادونکو
نہین چہتی رخِ دریا پہ اوڑ کر گرد ساحل کی

یہان پہلی ہی خوفِ معصیت نے پانو توڑے ہین
تہکا دیتی ہے چلنے سے زیادہ فکر منزل کی

نہو غولِ بیابان تربیت سے خضر کی انسان
ہوئے ناقص بہی ہین کامل کہین صحبت سے کامل کی

شکستِ آبلہ پا تک جرس ہے راہِ الفت مین
خبر دیتی ہے آوازِ درا رہرو کو منزل کی

پیامِ موت ہے اظہارِ حالِ زار مردون کو
حصولِ آرزو بہی آبروریزی ہے سائل کی

مری مشکل سے اکثر مشکلین آسان ہوتی ہین
قسم کہاتے ہین دشمن وقتِ مشکل میری مشکل کی

بہت آشفتہ پاتی ہین ظہیرِ خستہ جان تمکو
گہلے جاتے ہو کیون اتنا خدارا کچھ کہو دلکی

شکن شکن ترے گیسو کی جان نثار مین ہے
یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار مین ہے

لبون پہ جان ہے دم چشمِ انتظار مین ہے
نفس نفس شبِ غم کا مرے شمار مین ہے

کسی سے جنبشِ دامن کی شکوہ سنجی کیا
مرے نصیب کی گردش مری غبار مین ہے

یہ اضطراب تو خالی نہین تکلف سے
ترا کرشمہ کوئی جانِ بیقرار مین ہے

جنون نے کیا مری رگ رگ مین بھر دیا سیماب — کوی طپش سی طپش جان بیقرار مین ہے
بنی ہے سب مرے دل کی شکستگی کے لیے — شکن شکن جو تری زلف تابدار مین ہے

بیان مین ہین جو پریشانیان معاف ظہیر
سخن کی فکر کے دل تو انتشار مین ہے

ختم آلودہ نظر دیکھ کے جان سوکھ گئی — شکوہ ہی لب تک بھی نہ آئے کہ زبان سوکھ گئی
پند بیہودہ مین ہوتا ہی کہین رنگ قبول — بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھ گئی
اف رے سوز غم تفسیدہ جگر کی تاثیر — کہ پیامی کی زبان وقت بیان سوکھ گئی
موج گل موج طرب موج صبا موج شراب — یک قلم موج خوش بحر جہان سوکھ گئی

کیا غزل حضرت نواب نے لکھی ہے ظہیر
کہ حریفان سخندان کی زبان سوکھ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی — اگر کچھ بھی نہ کی تمنے تو کیا کی
مزے لیتا رہا آئینہ رخ کے — مری حیرت مری مونھہ کو تکا کی
وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان — طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی
وفا پر التجا ہے تمسے جفا کی — بتو یہہ بے نیازی ہے خدا کی
رہین وہ شرم سے نیچی نگاہین — شرارت چٹکیان دل مین لیا کی
ہوی رنجش فزون جتنا بڑھا ربط — محبت کم ہوی جتنی بڑھا کی
خدا شرمائے اتنی بے حجابی — عدو کی شرم سے مجھسے حیا کی
لہو آنکھون سے ہی برسون رلایا — غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی
ظہیر ایسے پڑھو دو چار اشعار — صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوا ہی وصل سے رنجش بڑہا کی
اثر اولٹے ہوے جتنی دعا کی

عدو کی تو سہی قدرت خدا کی
ستمگر داد ملتی ہے جفا کی

خدا کی بے نیازی کے تصدق
کہ ہمنے ان بتونکی التجا کی

رہے تمکین سے وہ بیگانۂ تمثال
نگاہِ ناز گہر دلمین کیا کی

کہلین گے رفتہ رفتہ دلکے عقدے
وہ کہولین تو گرہ بند قبا کی

خموشی سے مرے دم پر بنادی
گذر کر شوخیون سی کچہہ حیا کی

ستم کی حسرتین نکلین شبِ وصل
غضب چہریان چلین ناز و ادا کی

مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد
بلائین لون عدو کے نقش پا کی

شبِ وصلِ عدو لیتے ہین بدلے
سحر تک زندگی نے گر وفا کی

شب غم کے ستم کی دادِ مظلوم
کہ حسرت ہوت مجہے روزِ جزا کی

سنی کچہہ داستانِ درد آلود
ظہیرِ خستۂ آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی
خود برے ہون تو کیا کرے کوئی

جان دینے پہ جان دیتا ہون
ایسے جینے کو کیا کرے کوئی

نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون
کچہہ نہ پوچہے خدا کرے کوئی

دیکہتا ہون جہانکو اپنا سا
ایک ہو تو وفا کرے کوئی

لطف جب آئے شکوہ سنجی کا
ہم کہین اور سنا کرے کوئی

دل پہ گر اختیار اپنا ہو
خاک مین کیون ملا کرے کوئی

مجہسے وحشی کی چارہ فرمائی
آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصلِ مدعاے دل معلوم
کیون کہین التجا کرے کوئی

تمسے بڑھکر رقیب بدظن ہے
دل مین کس کس کے جا کرے کوئی

صبر ہے مایۂ گرانجانی
مر نہ جاے تو کیا کرے کوئی

موت کا نام بے وفائی ہے
ہاے کبتک وفا کرے کوئی

مل گیا ہون تری کدورت مین
کیا ترے دلمین جا کرے کوئی

یان دمِ تیغ پر ہے راہ ظہیر
لبِ شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سنا کر اوٹھے
شمع سان بزم مین اونکو بہی رلا کر اوٹھے

اونکو حالِ دلِ پرسوز سنا کر اوٹھے
اور دو چار کے گہر آگ لگا کر اوٹھے

خاک مین پیکرِ ہستی کو ملا کر اوٹھے
خوب کوچے کی تری خاک اوڑا کر اوٹھے

تمنے پہلو مین مری بیٹھکے آفت ڈہائی
اور اوٹھے بہی تو اک حشر اوٹھا کر اوٹھے

اوس جفاجو سے کیسے شعلہ مزاجی کی گلے
اور دلسوز مری مجہہ کو جلا کر اوٹھے

قلقِ مرگ عدو اون سے سوا مجہکو ہے
شمع سان بزم مین وہ اشک بہا کر اوٹھے

وعدۂ وصل سے ہی نعش پہ آنیکی امید
مژدۂ قتل مرا مجہہ کو سنا کر اوٹھے

مونہہ چہپا نہین تو ہے شرم وحیا کا پردہ
ہان مگر دل بہی نگہہ تہا کہ چورا کر اوٹھے

تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت
ہم وہ خستہ کہ ترے دلکو ہلا کر اوٹھے

گر نہو مونسِ جانِ فرقت تصور تیرا
درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کر اوٹھے

آج آے تہے گہڑی بہر کو ظہیر ناکام
آپ ہی روٹہ کے ہمین ساتہہ رولا کر اوٹھے

آج قدر جانفشانی دیکھہ لی ۔ بندہ پرور قدردانی دیکھہ لی
سب اونہین کیسی ہین کہتی اہل حشر ۔ کیا ادا ہی دلستانی دیکھہ لی
سحر جو سر چڑھہ کی بولے ہی وہ سحر ۔ غیر کی جادو بیانی دیکھہ لی
جا کے پہر آتی نہین تیری بہار ۔ فصل تیری ای جوانی دیکھہ لی
سُن لیے دشمن کی موہنہ ہی وصف جور ۔ سب تمہاری بدگمانی دیکھہ لی
ہین زبان تر تلخکامی سے کے مزے ۔ لذت دنیاے فانی دیکھہ لی
ملتی جلتی ہے تری رفتار سے ۔ تیغ و خنجر کی روانی دیکھہ لی
سچ تو یون ہے تم ہو اک میٹھی چھری ۔ دیکھہ لی شیرین بیانی دیکھہ لی
خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان ۔ انتہاے مہربانی دیکھہ لی
داغ جو دل پر دیے موجود ہین ۔ آپ نے اپنی نشانی دیکھہ لی

آنکھہ سے کیا کچھہ نہ دیکھا ای ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکھہ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے ۔ آزاد قفس شکوہ صیاد کرینگے
کوچہ مین ترے بیٹھہ کے فریاد کرینگے ۔ بدنام تجھے بھی ستم ایجاد کرینگے
بہولے ہوے بیٹھے ہین ابہی اپنی جفائین ۔ جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے
تم نے تو دل غیر مین گھر اپنا بنایا ۔ ہم بھی کسی ویرانے کو آباد کرینگے
خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار ۔ کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے
کرتے تو گلے رنج کے مٹتے ہی نہ کرتے ۔ اللہ سے کیا شکوہ بیداد کرینگے
مٹی مجھے دینے کو وہ آے ہین پس مرگ ۔ اب اور بھی مٹی مری برباد کرینگے

لو روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری
ابھی داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل بھی
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوے افسانۂ دل یاد کرینگے
اوجڑی ہوی بستی کو پھر آباد کرینگے

جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے
یہہ یاد رہے پہلے مجھے یاد کرینگے

بھولے سے بھی کرتے نہ وہ عام گر عدو کی
گر جانتے وہ نالۂ فریاد کرینگے

لکھا ہے رقیبوں نے انہیں خط غلامی
کس بندۂ بیدام کو آزاد کرینگے

اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تھی
وہ نعش پہ یوں نالہ و فریاد کرینگے

جب لطف ستم تھا کہ رقیبوں پہ نہ ہوتا
کیا خاک جفا کرکے مجھے شاد کرینگے

دھمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین
ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے

دل چھیننے کے ڈھنگ ہین الطاف کے وعدے
یہہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے

ہنگامہ بھی حشر مین کوئی تو سنے گا
ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے

کہتی ہین تری نرگس مسگوں کے اشارے
تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچھ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جا کر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی
شہرت ہے مری گرمی بازار کسی کی

سرسبز ہوا کیا بزم مین گفتار کسی کی
پٹی ہین پڑھاے ہوے اغیار کسی کی

توبہ کے دھوئین اڑتے ہین تقوی کے پرخچے
کس تاک مین ہے نرگس مے خوار کسی کی

کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا
کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسی کی

لڑتے ہین وہ مستی مین یہ کافر نہین لڑتے / کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی
کھلتے ہین کہین محو تماشاے حقیقت / کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی
ممکن ہی نہین گرکے سنبھل جائین ہو سکا / لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی
سہتے رہین ظلم آہ بھی کر جائیگی تاثیر / سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی
مستان مے عشق کسی کی نہین سنتے / سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکھو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیر سے فریاد عزادار کسیکی

واعظ جو ازمے مین تجھے کیا کلام ہے / آب عنب ہے جام مین شیشہ کا جام ہے
دل مین ہی جو نالہ گردون خرام ہے / اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے
پامال ہو گیا کوئی تمکو خبر بھی ہے / یہ کوئی چال ڈھال ہے کوئی خرام ہے
کہتا ہے مونہہ دکھا کے جو آئی زبان پہ / کمبخت پند گو بھی بڑا بد لگام ہے
واعظ ہے کس کتاب مین دل توڑنا روا / حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے
تہا دور ہی سے بوسہ پہ پیغام آجتک / ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے
قاضی بھی لوٹ جائے جو ملجائی مفت کی / زاہد کسے تمیز حلال و حرام ہے
کہتے ہین سنکے غیر کی بی التفاتیان / اب تو وفا مین اوسکی ہمین بھی کلام ہے

کہتے ہین کہکے جان کے پیچھے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچھ کہ حال ہے یہی کچھ عرض حال ہے / تم جانتے نہین مری صورت سوال ہے
یونہین نبھے عدو سے ہمیشہ محال ہے / جسکو کمال ہے اوسے اک دن زوال ہے

آزردگی کا اونکے نہایت خیال ہے / اپنے گلون سے آپ مجھی انفعال ہے
بشرہ سے سب عیان ہی نہان جو ملال ہے / اسد کیا لطافت حسن و جمال ہے
دل بیچتے ہین لیجیے قیمت وصال ہے / سوداگران ہے مول کا بننا محال ہے
وعدے ہین جانفزا غم ہجران ہی جان گسل / مرنا محال ہے مجھے جینا محال ہے
ناصح نے پی نہ مے نہ دیا ہے کسی کو دل / بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے
بیصرفہ رنجشین ہین بلا وجہ غیظ و خشم / کیا جانئے آج کل او نہین کسکا خیال ہے
کہتے ہین وہ کہ پاس وفا بھی اوٹھا دیا / سجدے سے کسکے نقش قدم پایمال ہے
تم التجاے وصل پہ دیتے ہو گالیان / اچھی تمہاری رسم جواب و سوال ہے
مانگی دعاے مرگ ہے تم کیون خفا ہوے / اسد کہہ تو دو وہ تمہین کیا احتمال ہے
مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھ سے / الفت مین آپ کا بھی ہمارا سا حال ہے
واعظ پیون شراب کہ گذرا مہ صیام / مردار تین روز مین ہوتا حلال ہے
ہوگی کسی کو ہجر مین جینے کی آرزو / ہمکو تو زندگانی ہجران وبال ہے
صرفہ نگاہ کا ہے تمہین ہمکو دل عزیز / آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے
کہتے ہین وہ کہ جان کو پھر روگ کیون لگا / ہم کیون ملین کسی سے کہان کا وبال ہے
ہوتا ہے سبکو چاہنے والون سے احتراز / تم مہربان ہو غیر پہ ہان یہ کمال ہے
بے اعتباریون سے نہین اعتبار وصل / ابتک یہ جانتا ہون کہ خواب و خیال ہے
دل مایہ بساط ہے اور تم ہو راہزن / کیون مفت دین تمہین کوئی چوری کا مال ہے

وہ ہین تنک مزاج تو ہونے دو ای ظہیر
بیہودہ رنجشون سے ہمین بھی ملال ہے

چھیڑ ساقی کی رہے آج تو تو چل آئیے
رحمت حق ہے سیہ مست ہیں بادل آئیے

تو ہی کہدے کہ تہ خاک کسی کل آئیے
نعش پر تو جو پشیمان سر مقتل آئیے

اونکا وعدہ بھی غنیمت ہی تسلی کے لیے
اور آنے کو تو آج آئیے نہ وہ کل آئیے

مرنیوالے تو اس انداز پہ مرجائینگے
کھینچکر تیغ اگر تم سر مقتل آئیے

حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
آج آیا او نہیں سمجھو وہ اگر کل آئیے

مجلس وعظ میں تم بادسوا کوئی نہیں
چاہیے تہا کوئی مطرب کوئی بوتل آئیے

وردسر ہو جنہیں عاشق سے لگانا دل کا
وہ ضرور آج لگانی مرے صندل آئیے

ہای نیرنگی الفت کے نشیب اور فراز
سمجھا نازک سر بالین مری پیدل آئیے

سجدوں میں یہ نہیں حصر تجسس ہی شرط
ایسے ایسے تو بہت راہ میں جنگل آئیے

منت اپنی وہ شب وعدہ نہ ہو نوکا ٹھہر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آئیے

ستم دیکھے الم دیکھے وفا کی بیوفا ٹھہرے
پڑیں پھر وفا پر باوفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تڑپی کو چھین کیا موہ ہی کوئی جاکر ذرا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بھی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

ہوے بدنام ہم الفت میں دشمن آشنا ٹھہرے
گنہگاروں میں ہم ٹھہری ہاں محرم منچلا ٹھہرے

ابھی آئی ابھی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچھ بات مجھسے دل مرا ٹھہرے

برے ہیں خلق میں بدنام اور بدپیشہ اچھے ہیں
جو رایا دل نگہہ نے راہزن زور جفا ٹھہرے

شکایت ہے نہ ملنے کی گلا ہیں شاک دشمن کے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بمدعا ٹھہرے

صلاحیں غیر سے ہوتی تو ہیں لیکن تماشا ہو
کہ وان جو مشورہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

بہانہ ڈھونڈھتی تھی دل میں وہ یان تک نہ آنیکا
رکے اولٹے پھرے تھم تھم کے آئی جابجا ٹھہرے

کسی کا مونہہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو
کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہارے آشنا ٹھہرے

بھلا یہ کب گئے عرش برین تک اور کب پہونچے
کہ نالے لب تک آئے نہین ہین یارب جا بجا ٹھہرے

نہین چلتی ہی کچھہ پیری کسی کی اوسکے کوچے مین
بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بھر صبا ٹھہرے

کسی کی شوخیان لکھنے دین تو کچھہ حال دل لکھون
نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے

برے ہو ہو کے اونکی بزم سے ہم نکلتے ہین
الٰہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے

اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجھین
تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے

کہین کیون داورِ محشر سے اور کیون جائین محشر مین
یہین ہو فیصلہ باہم یہین روزِ جزا ٹھہرے

ابھی کسکو بھروسا ہے ملیگی داد محشر مین
خدا جانے کہ وان بھی فیصلہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے
اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

۴

چلو میخانے مین دیکھو تماشا ہو کیا تقوے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دلکی بہم نکلے
کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بھرم نکلے

خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سے دم نکلے
کہ دم نکلے تو دم کے ساتھہ غم نکلے الم نکلے

ترے کوچے کی جانب جھانکتے ہر ہر قدم نکلے
نہ نکلیگا کوئی اس بیکسی سے جیسے ہم نکلے

یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے
وہی رشکِ مسیحا ہو اوسی کا فریہ دم نکلے

چلے تھے گھر عدو کے میننے جب ٹوکا تو یہ بولے
کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے

مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین
تمہین کہدو کہین یہ مدعی ثابت قدم نکلے

ہزارون کاوشین ہی چارہ گر دلکی بدولت ہین
یہ سب کانٹے نکلجائین جو یہ خار الم نکلے

غلط ہے سادہ رو کہتے ہین تجھکو ہم تو جب جانین
تری تیور سے بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی تھے
کہ دم نکلا تو دم کے ساتھ یہ دونو بہم نکلے

جنون کے ڈھنگ بھی کچھ شوخیوں میں تیری چلتے ہیں
نہ وہ ہم سے سوا نکلے نہ ہم کچھ اُن سے کم نکلے

نگاہیں کسکی پھرتی ہیں مجھ وفا سے کون پھرتا ہے
یہ کہیے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجھ لو دل ہی دل میں تم وفا میری جفا اپنی
حساب دوستان در دل اگر کچھ بیش و کم نکلے

بہت روکا بہت تھاما ادھر تحریر شکوے کو
زبان خامہ سے بیساختہ سب یکقلم نکلے

نہ میکش تھے نہ ساقی تھا فقط حضرت ہی حضرت تھے
الٰہی شکر میخانہ سے واعظ کے قدم نکلے

نہوگا نقش پائے مدعی کا کوئے الفت میں
ہمارے ہاتھ کٹوا دو اگر ثابت قدم نکلے

دل شوریدۂ الفت نے کیا فتنے اوٹھائے ہیں
یہ کافر بس میں ہو تو کیون کسی کافر پہ دم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہیں ہمراہ زاہد کے
فقط ہوا اصل میں کعبہ بھی گر بیت الصنم نکلے

۲

رشک سے غم شب ہجران کی تو ہم بھول گئے
اک ترے ملتے ہی دنیا کے الم بھول گئے

جھوٹے وعدوں پہ ترے جور و ستم بھول گئے
رنج جتنے تھے خوشی میں شب غم بھول گئے

یاد تھا صبح سے وعدہ انہیں یان آنے کا
گھر سے چلتے ہی مگر چار قدم بھول گئے

قصۂ درد و الم خط میں کیا سب تحریر
بات لکھنے کی مگر وقت رقم بھول گئے

اب جو دل دینگے انہیں بھی تو سمجھ کر دینگے
تم ہمیں بھول گئے کیا انہیں ہم بھول گئے

سچ تو یہ ہے ترے ملنے سے بھلایا سب کچھ
جتنے شکوے تھے تری سر کی قسم بھول گئے

نہ لکھا اپنے مقدر میں کہیں حرف وصال
ایک تم کیا کہ ہمیں لوح و قلم بھول گئے

وہ بھی ایسے ہی کہیں ہم سے نہ بگڑے ہونگے
ہاتھ سے دیکھتے ہی دل بھی تو ہم بھول گئے

وہ مئے ہوش ربا دی ہے ہمیں ساقی نے ظہیر
جسکو پیتے ہی رہ دیر و حرم بھول گئے

رنج سہ سہ کے ہوئی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھے راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صورت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے ترے دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن پہ مر جاتے ہین
ہم تو انداز پہ قربان ہین صورت کیسی

پھر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف اتو سر بزم چراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

آنکے گردش مین بھی دن غیر کی پھر جاتی ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ ہیچ کہ تجھسے میری سوگند
میرے اللہ نے دی ہے مجھے صورت کیسی

آبرو کو ابھی روتے ہین نصیحت فرما
پڑ گئے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اوسنے کیا لطف و مروت کی توقع ہے ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ عنایت کیسی

۲

ہو گئی جان کو آزار محبت کیسی
بنگئی اے مرے اللہ مصیبت کیسی

اور تو او رالہی یہہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مری جان کو آفت کیسی

ہاں یہی بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی ہیچ مین لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہے یہ کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بھی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بھی دکھاتی نہین صورت کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبھی صورت اونکی
آپڑے آ جاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچھہ تو دیکھا ہے کہ پھر پھر کے یہین آتی ہے
ہل گئی ہے مری گھر مین شب فرقت کیسی

شکوۂ غیر مین کیا تلخ ہوا لطف وصال
طیش مین عیش کہان رنج مین راحت کیسی

دست نازک مین سنبھلتا نہین خنجر ہے ہے
مانع کشتن عاشق ہے نزاکت کیسی

صدمہ ہای شب ہجران کو کہانتک روؤن
پڑ گئی جان کے پیچھے شب فرقت کیسی

بات تک جو نہین سنتا وہ سنیگا فریاد
گفتگو شکر جفا مین ہے شکایت کیسی

ادُہر گیا کیا غم ہجران سے تنگ آ کے ظہیر
جھانکتی پھرتی ہے گھر گھر شب فرقت کیسی

لطف سخنوری ہے سخنور کے سامنے
رکھدیجے آئینہ کو سکندر کے سامنے

بے سود ہین سگلے بت کافر کے سامنے
کیا خاک سر کو پھوڑیے پتھر کے سامنے

بیجوہری کو ناز ہین جوہر کے سامنے
چلتا نہین کمال مقدر کے سامنے

پہونچے ہین گام گام پہ کیا کیا ٹھوکرین
آئے ہین جان بیچکے مر مر کے سامنے

شوخی نئی ادا کی ہے اغماض ہے نیا
بستر لگائے بیٹھے ہین بستر کے سامنے

کچھ کھیل ہے ہنسی ہے تماشا ہے آئینہ
اپنے مقابلے ہین برابر کے سامنے

ای شمع دل جلون کے مقابل کہی چلی
جوہر کی عرض صاحب جوہر کے سامنے

سر باز کوئی ٹلتے ہین جو کچھ بنے بنے
تلوار کے ہین سامنے خنجر کے سامنے

آئینہ بن گیا ہے تمہارے بناؤ سے
دیکھو تو نزکہ کے روی سکندر کے سامنے

تقدیر کے لکہا ہوا سرے نہ جائینگے
تدبیر جھینپتی ہے مقدر کے سامنے

مشرب چیپکی کی جو بادہ پرستی تو کیا مزہ
شرب الیہود چاہیے کوثر کے سامنے

دعوی بشعر ہو تو نہ مانینگے ہم ظہیر
باور ہو گر دکھائیے کچھ کر کے سامنے

درد کی دل مین جو رہ رہ کے چمک اوٹھتی ہے — یہ کوئی چوٹ کبھی کی ہے کسک اوٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بھی کہ سودائی ہے — وہی کمبخت کو رہ رہ کے للک اوٹھتی ہے

ہے مگر ضبط محبت کے لیے ظرف بھی شرط — یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چھلک اوٹھتی ہے

اس نزاکت کے مین قربان عداوت کے نثار — دل مین پنہان جو کدورت ہے جھلک اوٹھتی ہے

نہین رہتی ہے نہان بوئے محبت دل مین — یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اوٹھتی ہے

یہ خدا جانے بھری آہین ہین کب کی سینا — دل کی سہیڑی ہین جو رہ رہ کے لپک اوٹھتی ہے

دیکھین کیا گل ہے کھلاتی تری دامنکی ہوا — آتش دل اسی پنکھے سے بھڑک اوٹھتی ہے

لطف تو لطف تری ضد بھی ہے پیاری پیاری — کہ طبیعت تری نازون پہ پھڑک اوٹھتی ہے

رم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ — اونکی تصویر بھی سایہ سے جھجک اوٹھتی ہے

کج ادائی سے بس اب تاب کہان ہے دل مین — ٹھہر کے بات ذرا سی بھی کھٹک اوٹھتی ہے

ہے ظہیر اس پہ تجمل گل جدید سے اندیشہ
تازہ مضمون پہ طبیعت بھی اوچک اوٹھتی ہے

وای دہلی وزر ہے شوکت و شان دہلی — لامکان بنگئے جن جن کے مکان دہلی

ای فلک اپنے گریبان مین مونہہ ڈال ذرا — ہای یہ ظلم و ستم اور کسان دہلی

زمزمے بھول گئے نغمہ طرازان چمن — ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوان دہلی

رہ گئے کہنے کو کچھہ ہین فسانے باقی — اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

فلک پیر نے مٹی مین ملایا سب کو — پھرتے ہین خاک بسر پیر و جوان دہلی

تھے نئے رنگ نئے ڈھنگ نئی گفت و شنید — تہا زمانے سے نرالا ہی جہان دہلی

دلربا مہرلقا دشمن دین ماہ جبین — تھے قیامت ہی طرحدار بتان دہلی

ہاے یون سامنے پیوندِ زمین ہون اے چرخ
دیکھتا سا ستے ایام کی کجدار و مریز
چرخ بدبین یہ غضب ہے کہ نہ دیکھ سکا
کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ
خوش متاعی سرِ بازار ہے عرضِ بازار
بولتے ہین جسے اُردوی معلی احباب
خاطرِ حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا

شوخ و بدست و طرحدار بتانِ دہلی
خاک میخانہ بنے بادہ کشانِ دہلی
چند اشخاص جو باقی تھے نشانِ دہلی
جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی
جوہرِ فرد ہے کل جنس دکانِ دہلی
ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی
ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہے اور سینہ ہے
اور ظہیرِ جگر افگار و بیانِ دہلی

ناصح تری سوگند جو وصل اوس سے ٹھہر جائے
جائینگے پھر سے زندہ ہم اسد کے گھر سے
ہین کعبہ و بتخانہ یہ شیخ و برہمن
جانا تو مسلم مگر اتنا تو کہو صبر
کیا پوچھتے ہو مجھسے شبِ غم کے فسانے
دیوانے تری اور ترے گھر کے در و دیوار

ہاتھون سے نہ دل جاے نہ قابو سے جگر جائے
گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جائے
جو طالبِ جلوہ ہو الٰہی وہ کدھر جائے
سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جائے
ڈرتا ہون شبِ وصل نہ باتون مین گذر جائے
سر پھوڑ نہ نیکو کوئی کہان جائے کدھر جائے

دل مین نہ تری جاے نہ ہوتی ہے زمین شق
جائے تو ظہیرِ جگر افگار کدھر جائے

واقف تھے ڈھنگ سے نہ جہانِ خراب کے
کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے

ہم آ ہے اس سراب پہ دھوکے مین آب کے
کچھ سوجھتا نہین ہے نشے مین شباب کے

بحر جہان ہین خاک ہو سیراب تشنہ کام
اوسکے لئے ہوئے ہین پہلے ہی ساغر حباب کے

سربستہ ہے طلسم ہم آغوشی رقیب
عقدے کھلینگے بند کہان گر نقاب کے

واعظ نعیم خلد کو اپنا سلام ہے
یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے

یارب وصال یار کی امید خاک ہو
قاصد کو تو فرشتے ہین سوال و جواب کے

مکتوب خود ہی ہاتھ سے قاصد کا اوڑ گیا
مضمون جو شوق وصل مین تھے اضطراب کے

جاتا ہے اوٹھ کے بزم سے لو یہ گناہگار
رہنے دو دل کی دل مین ارادے عتاب کے

تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیامبر
یہ ہتھکنڈے ہین اوس بت حاضر جواب کے

واعظ حقیقت می و میخانہ اور ہے
کیفیتون مین جو ہین کیفی شراب کے

آؤ چلو نہ میکدے اوٹھو کہین ظہیر
بس دیکھیے دعوی تھے جناب کے

او آپ لیے جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے
کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے

ٹکڑے ہین لب دل کے کلیجے کے ہزارون
وہ بوسئہ لب تھے لب شمشیر کے بوسے

قربان ہون اوس لب پہ کہ جس لب سے کبھی تو
ملجائینگے تجھکو تری تقدیر کے بوسے

تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون
اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے

تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار
لون بوسئہ لب یا تری تقریر کے بوسے

لکھتے ہین سرنامے مجھے یار وفادار
قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے

آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکھا
لیجیے قلم کاتب تقدیر کے بوسے

کسکے لب شیرین کی ثنا تھی کہ لیے ہین
خود میرے دہن نے مری تقریر کے بوسے

آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت
وہ آپ ہی لینے لگے تصویر کے بوسے

مین پاس ادب سے جو نہ تڑپا دمِ بسمل
قاتل نے لیے خود دمِ شمشیر کے بوسے

کیا ناوکِ دلدوز لگا ہے ترے قربان
لون ہاتھ کے بوسے کہ ترے تیر کے بوسے

کہتے ہین ظہیر اسکو مگر سحر بیانی
لون تیرے سخن کے تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر بہرِ خدا اور سہی
تم رضامند رہو مجھپہ جفا اور سہی

ہو نو آموز ابھی مشقِ جفا اور سہی
زیرِ مشقِ ستم اک مین نہوا اور سہی

ایک بدعہد کے وعدے پہ جیئے بھی تو کیا
کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی

کیون ستم عام کرو خلق مین کیون ہو بدنام
مدعا ظلم سے ہے مجھپہ جفا اور سہی

وہ جفاکار ہے اپنی حضرتِ ناصح مانا
کوئی غارتگرِ دین ہوش ربا اور سہی

قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو
چاہنے والون مین اک مین نہوا اور سہی

یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا
ایک ہنگامۂ فردای جزا اور سہی

روز بیداد پہ بیداد بڑھاتے جاؤ
روشِ ناز پہ کچھ حسنِ ادا اور سہی

مین جفاکش ہون مجھے تجھسے شکایت کیا ہے
سو دل آزار ہین اک تو نہوا اور سہی

آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جھگڑا کیا ہی
ہم خطاوار ہین تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جورِ فلکِ پیر ظہیر
یاس و حسرت ہے جہان رنج و بلا اور سہی

ابھی نہین وصل وہ فرقت ہی سہی
ہم یہ سمجھین گے مصیبت ہی سہی

مجھسے اور ذکرِ عدو واسطہ کیا
نہ سہی وصف شکایت ہی سہی

بزمِ اغیار مین آنا کیسا
رنج مجھکو نہین راحت ہی سہی

تمسے اور غیر کو امید وفا
ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی

کوئی دشمن سے گذرنا کیا تہا
ای وہ رفتار قیامت ہی سہی

نگہہ ناز کی ہے تاب کسے
نہ سہی قہر عنایت ہی سہی

کچھہ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم
نہ سہی دل کو کوئی حسرت ہی سہی

رشک اغیار کی اب تاب کہان
ہے شکایت تو شکایت ہی سہی

کوئی حجت ہے ستم کو درکار
جرم اظہار محبت ہی سہی

قتل عاشق مین برائی کیا ہے
ای پریرو تری شہرت ہی سہی

جای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنون کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق بین نظر ہو گئی
طبیعت کدہر سے کدہر ہو گئی

شب ہجر بہی لو بسر ہو گئی
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

پیامی نظر کی نظر ہو گئی
غم دل کی دل کو خبر ہو گئی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی
یہین لڑتے بہڑتے سحر ہو گئی

اونہین دل سے جب وہ جو قربت بڑہی
نظر دور سے دور تر ہو گئی

ادہر بات کی دل بہر آیا ادہر
طبیعت بہی کچھہ چشم تر ہو گئی

اونہین الفت غیر ہر گز نہ تہی
مری ضد سے مد نظر ہو گئی

شب و روز آنکھون مین پہرتی ہین غیر
نگہہ کیا ہوی رہگذر ہو گئی

وہان عرض عاشق پذیرا نہین
چلو داستان مختصر ہو گئی

تمہین پردہ داری نے رسوا کیا
خموشی مری پردہ در ہو گئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تہی
او نہین اوسکی جانب نظر ہو گئی

وہان جسقدر دلمین رنجش رہی
محبت یہان بیشتر ہو گئی

سنو لی تہی جو کچہہ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

عدوے حسن او نہین موجب زوال ہوے
وہ رشک بدر ہین چہپ چہپ کے اب ہلال ہوے

قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے
فروغ حسن ہوا ہم جو پایمال ہوے

دفور شوق سے نکلین نہ حسرتین دلکی
ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے

وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم بہی نہین
الٰہی کیا وہ مہ و مہر و ماہ و سال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ خوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ نزد و رنج ہے اور کسقدر رہی کیا کہیے
اور اپنا حال دل اک دردسر ہے کیا کہیے

یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کہیے
کہے سے کیے اوسے دلکی خبر ہے کیا کہیے

برس رہی ہے مرے موتہہ سے خانہ ویرانی
سخن سخن مین اوحشت اثر ہے کیا کہیے

غضب مین آئی تمہارے فراجدان بنکر
کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کہیے

وہ پوچہتے ہین بہاے متاع حسن اپنی
اگر نہ کہیے کہ جان و جگر ہے کیا کہیے

وفاے وعدہ تری شوخیون سے دور نہین
مری زبان ہی کچہہ بے اثر ہے کیا کہیے

نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز
تو غلغلہ یہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

گہڑی گہڑی ترے کوچے سے حشر اوٹہتا ہے
اگر نہ کہیے کہ فتنہ کا گہر ہے کیا کہیے

نہ کیجیے اگر اخفاے راز کیا کیجے
وہ راز دان ہے تو ہونا مہ بر ہی کیا کہیے

ظہیر قصۂ زلفِ بتان ہے طولانی
زمانِ عمر بہت مختصر ہے کیا کہیے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی — دشمن کو نہ دکھلائیو یا رب سحر ایسی
وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت — کیون گردشِ ایام شب ایسی سحر ایسی
دشمن بھی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم — کچھ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی
دل اب کے اگر اوس بتِ کافر سے بچا لون — ہوگی نہ خطا مجھسے کبھی عمر بھر ایسی
کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہے وہ سچ ہے — دشمن بھی اوڑا دیتے ہین اکثر خبر ایسی
معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی — دیکھین تو کہین کچھ دہن ایسا کمر ایسی
کیون ملکے کوئی مفت مین بدنام ہو تجھسے — اغیار سے خلوت ہے جو دو دو پہر ایسی
کیا پوچھتے ہو مجھ سے درازی شبِ ہجر — اللہ نہ دکھلائے شب ایسی سحر ایسی
پرسانِ کمال اپنا نہین کوئی جہان مین — کیا خاک ہے رکھتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر سے اگر انکار
کرنے کا نہین کوئی بشر سے بشر ایسی

ہے یہی جوشِ جنون تو فائدہ تدبیر سے — ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے
عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے — آپہی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے
آکے اس زندان مین گھبراتی ہین کیا کیا حسرتین — تنگ تر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے
آبِ حیوان اپنے حق مین زہر کا ساگھونٹ ہے — الفتِ دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے
دیکھکر نقشے کو اوسکے بد حواسی چھاگئی — ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکرِ تصویر سے
دیکھ کر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل — ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

م

ای ظہیر اب جی مین ہے پڑھیے کوئی ایسی غزل
ہون منور تر مضامین مہر پر تنویر سے

وہ بزم غیر سے یون آئے سر جہکائے ہوئے
کہ دل سے نکلے شکوے زبان پہ آئے ہوئے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنہ ہین یہ اوٹھائے ہوئے

بسان نقش قدم جابجا ہین بیٹھ گئے
اوٹھینگے خاک تری خاک مین ملائے ہوئے

غبار طبع عدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون مین ترے خاک مین ملائے ہوئے

یہ ستم کہ دل مین بہی تھمتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

نہ دل مین دوست کی جا ہے نہ چشم مردم مین
بسان اشک ہین آنکھون سے ہم گرائے ہوئے

ستم اور برق وشی اس قدر کہان تو یہ
کسی کے دل کے یہ انداز ہین اوڑائے ہوئے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کی ہین یہ ستائے ہوئے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ ناز وہ ہین کہ اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

بہلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکھ لی
گئے تھے ہم در دشمن پہ تلملائے ہوئے

وفور یاس مین کیا کچھ نہ کہہ گئے ہے ہے
گلے زبان پہ ترے کتنے نہین ہین آئے ہوئے

ہزار فتنۂ خفتہ جگا کے آئے ہین
اور اوسپہ خیر سے بیٹھے ہین موہنہ چہپائے ہوئے

ظہیر راہ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سر تسلیم کو جہکائے ہوئے

بتکدہ چرخ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار رشک حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل بہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچھ ایسے سخت ہین کٹتے نہین شمشیر سے

ہے عجب خلوت سرا گر جوش وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گرنہین ہی تری چہاتی پہ ای دشمن سپت — رنگ کیون اوڑنی لگا ہے غیر کی تقدیر ہے
گفتگو دشمن سے اور روے سخن میری طرف — دل اوڑا جاتا ہے اس اوٹہتی ہوی تقریر ہے
پند گو اوس زلف پیچان سے کہ ئی پہینا ہی دل — دم الجہتا ہے تری الجہی ہوی تقریر ہے

۳ — ہے یہ وہ گنج جواہر مین نہ بدلون ای ظہیر
نسخہ دیوان کو اپنے نسخہ اکسیر ہے

سوی دشمن التفات نرگس مستانہ ہے — گردش افلاک اپنی گردش پیمانہ ہے
بزم مین ہنگامہ آرا جلوہ جانانہ ہے — اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے
لاکے گلشن سے مجہے چہوڑا کہان صیاد نے — آنکہہ اوٹہا کر جس طرف دیکہا اودہر ویرانہ ہے
سب نشیمن مین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ — شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے
انقلاب دہر نے دکہلائین وہ نیرنگیان — جب زبان پر لائیے اپنا نیا افسانہ ہے
کسقدر موزون ہے مجہکو جامہ عریان تنی — یہ مرا دلق گدائی خلعت شاہانہ ہے
دلبران ماہ وش کا حسن ہے ناز و ادا — کچہہ جدا سب سے ترا انداز مستانہ ہے

۳ — ہو شہود ہی ظہیر خانمان برباد ہو
سر ٹکیا جو پس دیوار اک دیوانہ ہے

سرد ہے بازار تقوی گرم میخانہ ہے — اندنون دوران مین دور نرگس مستانہ ہے
چل رہی ہے یہ سرور افزا ہوا میکدہ — جنبش موج صبا مین لغزش مستانہ ہے
ہون تو دور جام مین لیکن نہین امید جام — ساقی پیمان شکن کے ہاتہہ مین پیمانہ ہے
خندہ گل ہے کہین تو نغمہ بلبل کہین — ہر جگہ پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے
ہین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجہسے احتراز — شمع وہ ہو کہ تجہہ پر شمع خود پروانہ ہے

ہم گئے سو بار لیکن رشک سے اوٹھ لئے پھر / نقش پای غیر رہان در جانانہ ہے
زلف و کاکل کو ہین دست شانہ سی آرائشین / اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے
سو رہا سن سن کے آخر زاہد شب زندہ دار / خواب آور بس کہ میرا نالۂ مستانہ ہے
جب ملا گردن سے میری چلتے چلتے رک گیا / اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا ناز معشوقانہ ہے
شمع و گل سے اونکو شغل انجمن آرائیان / میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بل بے رنگ آرائیان تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقیم کعبہ تہا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے / محبت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے
دکہا کر جلوہ چھپ جانا نظر سے / اوڑا لو کچھہ دہن سے کچھہ کمر سے
کمی کرتا ہے کچھہ کچھہ شوق دیدار / وہ بیچ بیچ کر نکلتے ہین نظر سے
سکہے دیتی ہین شرم آگین نگاہین / چلے آتے ہو تم دشمن کے گہر سے
بجہا دن کیا چراغ صبحگاہی / مرے گہر شام ہوتی ہے سحر سے
جفای لطف آگین ڈہونڈہتا ہون / طلب ہے داد کی بیداد گر سے
قلق بڑہتا ہے کیسی اشک باری / اوٹہا لو دامن اپنا چشم تر سے
شب غم شام سے مر جاؤن ای کاش / بلا آئی ہوئی ٹل جائے سر سے
ذرا سیکھو دل آزاری کے شیوے / ہمارے نالۂ حیران اثر سے
مرے نالے سے ہمسر ہے ترا دل / وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے
ہماری حسرتین بن بن کے نکلین / الٰہی غیر اوس کافر کے گہر سے
مجھے رونا پڑا مرگ عدو مین / وہ آنسو پونچھتے ہین چشم تر سے

لڑائی اور دزدیدہ نگاہی
عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے

ہجوم شوق نظارہ تو دیکہو
دبے جاتے ہین وہ بار نظر سے

جنون سے کم نہین بیتابی شوق
بڑہا جاتا ہون آگے نامہ بر سے

سنبہالون آینہ یا اونکو تہامون
گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے

تمنا ہے ظہیر آنکھون کو ملیئے
غبار روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف و ستم کا نہ اشتباہ رہے
ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوئی نگاہ رہے

نہو وصال نہو کچہہ تو رسم و راہ رہے
ادہر سے دلمین کدورت ادہر سی چاہ رہے

نگاہ عفو کو بہولے ہوئی ہین زہد پرست
بسان نامۂ اعمال روسیاہ رہے

دیت روا ہے پس قتل رنج بازو کی
ستم شعار ستم پر بہی دادخواہ رہے

کبہی کسی کے دل و چشم مین جگہہ نملی
گری پڑی ہوئے ہم شکل اشک و آہ رہے

سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے
حریص لذت آمرزش گناہ رہے

مزہ ملا در رحمت پہ روسیاہی کا
گناہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نپایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین سراسیمہ و تباہ رہے

عدو دلمین ہین کچہہ کچہہ بدگمان سے
میری خاموشیان گذرین فغان سے

بس اب جی بہر گیا آہ و فغان سے
اثر بہر دعا لاؤن کہان سے

دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے
بلائین بنکے اوتری آسمان سے

سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوے
نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ جادو کر رہی ہے چشم فتان
ادا ہوتا نہین جو کچھ زبان سے

خدا لگتی ہوی تم بہی تو بولو
عدو کہتے ہین کیا کیا کچھ زبان سے

سنون کس کان سے فریاد دشمن
تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے

جہان بیٹھے قیامت کی ہے برپا
اوٹھینگے حشر بنکر ہم جہان سے

وصال یار کی شب سو گیا مین
شمیم گیسوی عنبر فشان سے

نکالو طرز جور مہربانی
ستم کش ہو گئے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوف کعبہ
اگر جیتے پھرے کوے بتان سے

اوٹھاتی ہے تمہاری آستان سے
زمین بہی کم نہین کچھ آسمان سے

پڑے ہے کچھ حوصلے تاب و توان سے
وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے

لڑین آنکھین نگاہ دلستان سے
اجل سوجھی بلای ناگہان سے

کبھی تو ہو رہیگا کچھ فغان سے
سمجھنا ہے سمجھنا آسمان سے

ستم کی بدگمانی ہے ستم کی
وہ آئے ہین تو آئی ہین کہان سے

ہمارے ذکر پہ کیا کیا جلا ہے
عدو بہی کم نہین کچھ رازدان سے

نہین مرتے ہین تم پر مرنیوالے
تمہین مطلب ہی کیا ہی امتحان سے

کہین سن لی تری نامہربانی
نصیحتگر ہین کچھ کچھ مہربان سے

نگاہون مین لیے پہرتے ہین دشمن
مرے وہ خواب مین آئین کہان سے

بہلا دشمن تو کیا تم تو اوٹھا دو
ہمارا سر لڑا ہے آستان سے

ڈہرا ہے اور کیا دیر و حرم مین
یہی سر پھوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بار دوش احباب
بہت ارمان بھرے جاتے ہیں یاں سے

کہوں تو کیا کہوں ہے دوست دشمن
نہیں ہے تو کیا نہیں اوس بدگمان سے

فری کے ساتھ ہے سب بے التفاتی
امیدیں ہیں دل نامہربان سے

ترے اقرار گو سچے ہوں کافر
تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے

تمہارے لب پہ مرگ و زندگی ہے
امید جانفزا لاؤں کہاں سے

تری خاموشیوں پر مر رہا ہوں
شکایت ہے لب معجز بیان سے

سکھے دیتا ہے بیخود شوق منزل
رہے جاتے ہیں پیچھے کاروان سے

چلے آتے ہو کیوں ہر بار در تک
اوٹھاتا ہے اوٹھا دو آستان سے

۴

ظہیر ایسے کہاں سے جل کے آئے
کہ بوئے سوز آتی ہے بیان سے

نگاہ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے
اگر بنتی ہے جان زار پر دشوار بنتی ہے

بچے کیونکر دل عاشق نگاہ کینہ پرور سے
کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے

نہ مرتے ہوں تو مر جائیں امید چارہ سازی میں
مسیحا کب کسی کی نرگس بیمار بنتی ہے

یہی تقدیر کے عقدے وہاں جا جا کے پڑتے ہیں
بگڑتے ہیں دل عاشق کے زلف یار بنتی ہے

لبوں تک حرف مطلب بارہا ہی آ کے رہ جاتا
وہ چشم سرمگیں مہر لب اظہار بنتی ہے

جگر میں چٹکیاں لیتے ہو تم ہر بار ہنس ہنس کر
کہ ہر موج تبسم نیچۂ سوفار بنتی ہے

وہ ہیں اس خود نمائی پر ہیں عجوبی لت ایسے
تجلی پردہ دار جلوۂ دیدار بنتی ہے

ادھر دونوں یہ چھوٹیں ہیں ادھر شیخ و برہمن
نگاہ مست لڑتی ہے کہ کیا ہشیار بنتی ہے

وصال غیر کی چھیڑیں غضب جی کو لگاتی ہے
نمک پاش جراحت شوخی گفتار بنتی ہے

یہہ سب نیرنگ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہین بن کر انا الحق گو زبان دار بنتی ہے

بڑھی ہی زلف دنیا دام مین اسکے نہ آجانا
عروس سرو بر ناروتہ یہ مردار بنتی ہے

کف پا سے مری پوچھو حقیقت دشت گردی کی
کہ مونہہ مین آبلے کے اک زبان خار بنتی ہے

ترے کشتونکے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہید ناز کی تربت پس دیوار بنتی ہے

کہین پندی سے کے دعوے ہین کہین کچہہ پارسائیکے
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر دار بنتی ہے

صلح کی چہیڑ بہی عتاب بہی ہے
شوخیون کا تری جواب بہی ہے

کچہہ تبسم تو کچہہ عتاب بہی ہے
کچہہ توقع ہے کچہہ جواب بہی ہے

شوخ چشمی بہی ہے حجاب بہی ہے
وضع کا پاس بہی شتاب بہی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچہہ قلق ہے کچہہ اضطراب بہی ہے

قہر کیا کچہہ نہین نگاہون مین
ناز بہی خواب بہی حجاب بہی ہے

دیکہہ لو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بہی ہے پیچ وتاب بہی ہے

خوف ہے بستان ہے ای واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بہی ہے

زہد واعظ مین کچہہ کلام نہین
سب مسلم مگر شتاب بہی ہے

خلد مین بہیج دو ہمین واعظ
آپ کو مے سے اجتناب بہی ہے

طعنۂ وصل حور مرتے دم
بدگمانی کا کچہہ حساب بہی ہے

توبہ اسوقت مین بہلا ناصح
باغ بہی بادہ بہی سحاب بہی ہے

توبہ توڑو کہ جام بادہ ظہیر
سامنے جرم بہی ثواب بہی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کیسے
ناصحو دل پہ اختیار کیسے

وصل تک تاب انتظار کیسے
اور وعدے کا اعتبار کیسے

ہے شب ہجر ای اجل آجا کہ
کس سے کرتی ہے شرمسار کیسے

وعدۂ وصل اور ترا وعدہ
قول دشمن کا اعتبار کیسے

شوخیوں سے ملائیے دل کو
مضطرب کون ہے قرار کیسے

شکوۂ ربط غیر پر بولے
ہے طبیعت پہ اختیار کیسے

مین برا اور سب سے دل میرا
اب بتاؤن جفا شعار کیسے

اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین
اب کہین ہم وفا شعار کیسے

کیا سکھائین گے مدعی اونکو
احتیاج صلاح کار کیسے

جبکہ غماز ہون نصیحت گر
پھر کہے کوئی رازدار کیسے

شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ
لو وہ سمجھے ہین جان نثار کیسے

کون ہوتا ہے کامیاب وصال
اور کیا تھا امیدوار کیسے

آگ لگ جائے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کیسے

وہ آتے کے دفعتاً جو ہم آغوش ہو گئے
جتنے گلے تھے دل مین فراموش ہو گیے

وہ کہتے کہتے کچھ جو فراموش ہو گیے
ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گیے

سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گیے
بار گران سے دونو سبکدوش ہو گیے

ہوتی ہے آشنا سے شکایت کی جستجو
کیسے گلہ کہ خود ہی فراموش ہو گیے

جام مے وصال مین ہین تلخکامیان
کیا زہر بوسہ لب مینوش ہو گیے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھ نہ ہو سکا
لب ریز جملہ شکوہ سر جوش ہو گئے

بیرحم تم ہوئے یا مری نالے ہین بے اثر
فریادِ عندلیب پہ گل گوش ہو گئے

دیکھو عدو کی خوبیِ طالع کہ میری بعد
سب دستکش ستم سے ستمکوش ہو گئے

انداز دلفریبی آواز دیکھنا
بلبل خموش ہو گئے گل گوش ہو گئے

سرگوشیون مین غیر نے کیا آکے کہدیا
سنتے ہی تم تو کچھ ہمہ تن گوش ہو گئے

کیا کام کر گئی ہے بد آموزیِ رقیب
وہ بردباریون سے خطا پوش ہو گئے

تلخ آب اشک یاس مین ہی اپنے ہمنشین
کیا کھا کے زہر غم کو بلا نوش ہو گئے

کیون چاک چاک شکلِ کفن ہو نہ رخت گل
کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گئے

آتی ہے بوی رشک مجھے رخت خواب سے
وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گئے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہی وصال دوست
قسمت کے پیچ حلقہ آغوش ہو گئے

مطلب کی ایک بھی نہ کہی اوس سے ای ظہیر
سب شکوے دل ہی دل مین فراموش ہو گئے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی
یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیان کی

نہ پوچھو کچھ مرے دردِ نہان کی
کہے دیتی ہے صورت راز دان کی

سنے کیونکر عجب اون بن ہی باہم
زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار
ستم کیسے وفاداری کہان کی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت
غضب خاک اوڑ رہی ہے آستان کی

وہ نادم ہین ستم سے واہی قسمت
رہی حسرت عدو کے امتحان کی

مجھے اس خاک مین ملنا ہی اکدن
مری مٹی ہے اونکے آستان کی

تم اچھے غیر اچھے ہم برے ہین اسی پر ختم ہمنے داستان کی
شکایت مدعی سے سن چکا ہون تمہاری خاطرِ نامہربانکی
ستم پر مر مٹین گے اب ہو سکا غضب سے تمنے سنادی امتحانکی

ظہیر اب جوش پر بحرِ سخن ہے
طبیعت مین روانی ہے زبان کی

تڑپنے سے تھکے آہ و فغانکی رہی حسرت ہی مرگِ ناگہانکی
جفا سہنی پڑی ہمکو جہان کی کہ خوشنودی ہی اپنے مہربانکی
ہم ایمان لائے ہین جام و سبو پر کرامت دیکہنا پیرِ مغانکی
نہ مرنے دیگی ہرگز ناتوانی کہان طاقت مجھے خوابِ گران کی
فغان کے ساتھہ اوڑ جاتا ہی کوسون یہ طاقت ہے تمہاری ناتوان کی
عدو کو بھیج دو بہرِ عیادت رہے حسرت نہ مرگِ ناگہانکی
نویدِ قتل سے مردے جلا دو شکایت ہے لبِ معجز بیان کی

کبھی تھی حضرتِ مومن کی شہرت
ظہیر اب دہوم ہے اپنی زبانکی

اب وہ غیرون کو آزمانے لگے حوصلے جور کے ٹھکانے لگے
ولولے دلمین رنگ لانے لگے شکوے بن بن کے لب پہ آنے لگے
وہ جو کچھہ کچھہ نگہہ ملانے لگے ہم ہر اک سے نظر چرانے لگے
وان پیامی جو آنے جانے لگے اپنی اپنی جدا جتانے لگے
غیر کی تابِ التفات کہان ہمکو دینے پہ رشک آنے لگے

تلخکامی میں کچھ تو لذت ہے
کہ عدو مجھ سے زہر کھانے لگے

دیکھیے کیا ہو جور کا انجام
وہ مرے جو صدقے بڑھانے لگے

یہ وہ کافر ہے عشق خانہ خراب
تم مرے غمکدے میں آنے لگے

غیر بھی رو دیے ہمارے ساتھ
وہ جو رونے پہ مسکرانے لگے

شادیاں ہیں مرے ستانے سے
یار سے اونکو بھی لطف آنے لگے

کاوشوں میں بھی اب مزا نہ رہا
ہر کسیکو وہ جب ستانے لگے

موت آئی ظہیر کب ہمکو
جب محبت کے لطف آنے لگے

فخر یہ کم ہے کہ ٹھہرے تری امت والے
حق تو یہ ہے کہ ہمیں لوگ ہیں قسمت والے

پا گئے نور مجرد کو حقیقت والے
دیکھیے جلوۂ وحدت کو ہیں کثرت والے

کسکے شیدا ہیں ترے درد محبت والے
ڈھونڈھتے جزو میں ہیں کل کو بھی بصیرت والے

لذتِ دردِ محبت ترے اللہ اللہ
کہ گرفتار ہیں خود اسمیں نصیحت والے

یا رسولِ مدنی شافعِ عالم ارحم
نگہ لطف کو تکتے ہیں شفاعت والے

ایک ہی زمزمۂ فقر میں سب بھول گئے
شاد و خرم ہیں بہت رنج و مصیبت والے

دور پایا ہے جو پایا ہے کسی نے تمکو
خوب سمجھے ہیں جو سمجھے ہیں طریقت والے

تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو
کیا سمجھتے ہیں تمہیں فہم و فراست والے

خوف ہے ولولۂ شوق بڑا ہوتا ہے
کہہ نہ بیٹھیں کہیں کچھ مونہہ سے محبت والے

کچھ تو دیکھا ہے کہ رویت کے طلبگار ہو
کچھ تو سمجھے ہیں ترے شوق زیارت والے

کیا کہیں کیا نظر آتا ہے ترے جلووں میں
مونہہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں حقیقت والے

کم نہین فرقۂ زہاد سے کچھ ہم بھی ظہیر
طاعتی وہ ہین تو ہم بھی ہین حمایت والے

سہہ سہہ کے ظلم اونکو ستمگر بنائین گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پر بنائین گے

باتین بنا کے دوست مقدر بنائین گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتھر بنائین گے

تمکو خدا ہیون یہ کسی کی نظر نہین
کہتے ہو دل مین غیر کے ہم گھر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کارکنانِ قضا کے ہاتھ
بگڑے ہوے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہین ہم جو ان تری شکوی نکل گیے
کیا بات پیش داورِ محشر بنائین گے

پایا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
تجھ پر بھی ہم بری دلِ مضطر بنائینگے

تصویر بن گیا ہے تمہارے بناو سے
آئینہ رونما کے سکندر بنائین گے

واعظ شکست جام و سبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائین گے

کانٹون پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سر بستر بنائین گے

تیرے ستم رسیدہ ہین تجھ سے ہی دادخواہ
تیری گلی کو عرصۂ محشر بنائین گے

بس ہے سر ظہیر کو تکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائین گے

نگہہ نگہہ مین دگرگونہ رنگ جان کا ہے
مزاج تمسے بھی نازک مزاجدان کا ہے

اوٹھا دو وصل مین یہ مدعی کہان کا ہے
حجاب چشم بھی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاط وصل سے کھٹکا غمِ نہان کا ہی
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہی

تری نگاہ سے پہلے ہی پھر گیا کافر
مر النصیب بھی ہم شیوہ آسمان کا ہی

لی ہے زندگیِ خضر بھی شبِ غم مین
یہ ہیٹیا تو ہاین عمرِ جاودان کا ہے

بعید ہین ہون ترے کان ہی سا ہے وہ
نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

عبث فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو
نہ شوق خواب مجھی اور نہ داستان کا ہے

خوشی ہین وصل کی باتین رقیب سی کہدین
مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کے آگے قیامت ہین مین سچا ہونگا
کہ سامنا نہ مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہماری قتل کی بعد
یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی
کہ یان نہ دم کا بھروسا نہ وان زبان کا ہے

یہین نتیجۂ عالم محمدِ عربی
کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

ثنا طراز ہوا اوسکا ظہیر تا کہل جائے
زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہم اور شوق زیارت کس آستان کا ہے
کہان چلے ہین ارادہ ہین کہان کا ہے

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہے
حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم اک جہان کا ہے
حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق سجود اوسکے آستان کا ہے
جہان فرو سر تسلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی
جہان سے لو وہین سودا اسی دکان کا ہے

نمایشین ہین یہ جتنی ازل سے تا بہ ابد
غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوای رحمت حق کچھہ نظر نہین آتا
وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر لولاک
عجب نصیب کچھہ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علوِ جاہ کو دیکھو فقر و تنی دیکھو
کہان ہین آپ تہیہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہی نگاہ
خیالِ عفوِ گنہ ہاے این و آن کا ہے

حجاب شاہد مقصود آج اوٹھا ہے
ظہور مظہر اسرار کن فکان کا ہے

وہی ہدایت عالم وہی سبیل نجات
عجب مآل خوش آغاز اس جہان کا ہے

بلند عرش سے ہے آستان کہوں کیونکر
یہاں عروج مکان کا نہ لامکان کا ہے

زہے ہوای مدینہ کی گلشن آرائی
کہ شوق بلبل سدرہ کو آشیان کا ہے

ظہیر میں ہوں ثنا سنج خسرو لولاک
مرا کلام بھی ہم رتبہ آسمان کا ہے

وہ ہمارے دل میں ہیں اونکی شرارت دل میں ہے
شوخیوں سے اونکی برپا اک قیامت دل میں ہے

بجلیاں ٹوٹیں الٰہی آرزوی وصل پر
خاک میں تو مل چکی ملنے کی حسرت دل میں ہے

مانع لطف وصال اونکی نزاکت دل میں ہے
وہ مری پہلو میں ہیں اور انکی حسرت دل میں ہے

خود جھکی جاتے ہو تم پہلے نظر سے پیش غیر
کیا حیا آنکھوں میں ہے اور کیا مروت دل میں ہے

شاہد و گل پر فدا ہوں لالہ و سنبل پر نثار
ہے مجازی پر نظر رنگ حقیقت دل میں ہے

کر دیا شاہد پرستی نے ہمیں معنی پرست
جلوہ ہر صورت میں ہے جسکا وہ صورت دل میں ہے

سنگ میں آنکھوں کے آگے ہای کیا کیا صورتیں
ہر مرقع بھی تنگ نقش حیرت دل میں ہے

ہے وہ بدخو بیوفا نا آشنا یہ سب سہی
شکوہ کس منہہ سے کروں آخر محبت دل میں ہے

کیوں ادہر ہوتی نہیں اونکی نگاہ التفات
دشمنی کے ساتھہ کچھہ پوشیدہ الفت دل میں ہے

جان و دل وقف ستم ہیں اور زبان صرف سپاس
وہی آتی ہے زبان پر جو حقیقت دل میں ہے

وہ نگاہیں کیا ملائیں مجھسے بزم غیر میں
دوست ہیں دشمن نہیں آخر مروت دل میں ہے

وہ مری آغوش میں ہیں اور نہیں دلکو قرار
شوخیاں کہتی ہیں ابتک بھی شرارت دل میں ہے

عرض مطلب پر سنا کیا کچھہ نہ تمنی ای ظہیر
اور کچھہ باقی ابھی حضرت سلامت دل میں ہے

خالق نے کیا سمجھ کے بنایا حسین تجھے
الفت نہین کسی کی محبت نہین تجھے

باتین سبھی عدو کی اوٹھانی پڑین تجھے
آخر نہ تمکنت نے جھنکائی زمین تجھے

ڈھونڈھا ہی کی سدا نگہہ دوربین تجھے
اللہ رے شوخیان کہ بنایا کہین تجھے

ہی خوبی جمال سے شوخی بڑھی ہوئی
انداز لے اوڑا ہے کہین کا کہین تجھے

زاہد پرستشِ حرم و دیر دیکھہ لی
داغِ جگر ملا مجھے داغِ جبین تجھے

اونکو خیال رنجشِ بیجا بہلا دیا
ای یاد ذکرِ غیر ہزار آفرین تجھے

اللہ رے دشمنی فلکِ کینہ دوست کی
میرے بگاڑنے کو بنایا حسین تجھے

کعبہ مین دیکھہ آئے کلیسا مین دیکھہ آئے
پایا تو دل مین اور نہ پایا کہین تجھے

سمجھا برہمنون نے مسلمان تجھے ظہیر
کہتے ہین بت پرست اودہر اہل دین تجھے

رنج راحت اثر نہ ہوجائے
درد کا دل مین گھر نہ ہوجائے

ہے تو آخر مری کدورت ہے
دیکھنا دل مین گھر نہ ہوجائے

شکوۂ غیر سے بھی ڈرتا ہون
رو سے مد نظر نہ ہوجائے

منہ چھپانا پڑے نہ دشمن سے
ای شبِ غم سحر نہ ہوجائے

بس گریبان دری نہ کر وحشت
وہ وہان پردہ در نہ ہوجائے

ای تصور نہ چھوڑنا دل کو
حسرتون کا گذر نہ ہوجائے

کفر منظور ہے مجھے دل سے
وہ مسلمان اگر نہ ہوجائے

ہے مجھی سا عدو بھی خانہ خراب
آپ کے دل مین گھر نہ ہوجائے

انتظارِ جوابِ خط کیسا
مدعی نامہ بر نہ ہوجائے

ہاتھ اوبھار ہے گریباں میں — چاک دامن اودھر نہ ہو جاوے
میں ستم کش ہوں ظلم سہہ لونگا — کوئی بیداد گر نہ ہو جاوے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ — ہاں جو آشفتہ سر نہ ہو جاوے

غم تغافل اثر نہ ہو جاوے — یاس کا دل میں گھر نہ ہو جاوے
ہم اسیر جنوں ہیں خانہ بدوش — کہیں زنداں بھی گھر نہ ہو جاوے
بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے — ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہو جاوے
بات چھپتی نہیں ہے چھپنے سے — پردہ خود پردہ در نہ ہو جاوے
بس زباں بند رکھ ذرا ناصح — مدعی کو خبر نہ ہو جاوے
کہتے کہتے بھی درد دل اون سے — داستاں مختصر نہ ہو جاوے
پند ناصح سے ہے حذر دل کو — سنتے سنتے اثر نہ ہو جاوے
حد سے بیحد ہے شوق کی پرواز — نامہ خود نامہ بر نہ ہو جاوے

کچھ رہا تھا نہ واں ظہیر لگاؤ — گھر یہاں در گذر نہ ہو جاوے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دیں سے — محبت ہے مجھے وہ حسیں سے
اوڑا لینا نگاہ شرمگیں سے — ادھر اولٹی دلکی پرسش پھر کہیں سے
مجھے کیا بحث چاک آستیں سے — نگاہیں کیوں نہیں اوٹھتیں زمیں سے
دکھا دے کچھ کرشمے بیقراری — وہ گھر بیٹھے چلے آئیں کہیں سے
نگاہیں غیر سے لڑتی نہیں ہیں — نہانی چشمگیں ہیں سب ہمیں سے

لیا ہے دل پہ اک بارِ کدورت
اوٹھیگا کیونکہ طبعِ نازنین سے

مجھے رونا پڑا مرگِ عدو پن
وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے

پڑا ہے مجھکو دو دشمن سے پالا
دلِ ناشاد سے جانِ حزین سے

ہوی جاتی ہین وہ نیچی نگاہین
اوٹھیگا پھر کوئی فتنہ زمین سے

مرا ایمان ہے شاہد پرستی
خدا کو بھی محبت ہے حسین سے

نہ پوچھو لطفِ سوزِ غم نہ پوچھو
ظہیرِ خستہ و زار و حزین سے

خدنگِ ناز ترا کاش دلنشین ہوجای
ستم ہو وہ کہ سزاوارِ آفرین ہوجای

وصال ہو کہ قلق کچھ ہو طے کہین ہوجاے
یہ گو مگو سے تو اچھا ہے گر نہین ہوجاے

بس اک نگاہ مین جھگڑے تمام ہوتے ہین
یہ فیصلہ نہین ہوتا ہے اور نہین ہوجای

وہان یہ ضد کہ نہ رہ جای نقشِ پا باقی
یہان یہ شوق زمین بھی مری جبین ہوجاے

غضب مین جان ہے ایسے کو طعنہ کیا دیجے
اوڑے ہی جو رنگ تو کچھ اور نازنین ہوجای

کچھ اور فتنے اوٹھائی ہون تو اوٹھا لیجے
رہی سہی جو قیامت ہو وہ یہین ہوجاے

وہ جائین کوچۂ دشمن مین اسطرح بیباک
قدم قدم پہ الٰہی مری جبین ہوجاے

وہ ایکبار ہی ہووے جو حشر مین ہو ظہیر
بلا سے چرخ بھی اس کوچہ کی زمین ہوجای

دعوے ہین ذرہ ذرہ کو حسن و جمال کے
دشمن ہین دوستون سے زیادہ کمال کے

پرتو پڑے جبین پہ جو کچھ کچھ ملال کے
رنجش نے اور لطف بڑھائی جمال کے

آثار وان جبین پہ جو پائے ملال کے
انھی دیے جواب بھی اپنے سوال کے

دونی ہوئین خجالت ایفا سے نفرتین
اچھے کیے تھے آپ نے وعدے وصال کے

ہے دشمن مشاہدہ اپنا حجاب چشم
پردے اوسے اٹھے ہوے ہین حریم وصال کے

مجھسے سوا ہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوے ہین پاے جسارت خیال کے

یوسف عزیز مصر ہوے گر کے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے رتبے کمال کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جو ہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سنبھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آئینہ مین تماشے جمال کے

مجھکو مٹا دیا مرے ذوق نیاز نے
انداز ہین جبین مین دل پایمال کے

مرنا تمھارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امید محال کے

ہر دل مین بوے عشق ہے ہر گل مین رنگ حسن
ہر جا نئے نئے ہین تماشے جمال کے

اللہ رکھے حضرت ذوق کو اے ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکل حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلپر لگی ہوی

اوسکی بلا ہی زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا موںہہ دکھاؤن شرم سے اے اہل رستخیز
ہے خاک کوے غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بھی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تو نے کچھہ بھی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا داور محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقشے کو کیا رکھون
تصویر غیر بھی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بری بھلی
ہے دل کو پند گو کے مقرر لگی ہوی

گریے سے چارہ آتش فرقت کا کب ہوا
بجھتی ہے کوئی بیدل مضطر لگی ہوی

زاہد جو کہہ رہا ہے بتون کو برا بھلا — بت خانے کی ہے چوٹ مقرر لگی ہوئی

اب اور ہی ہوا یہ صبا ہے کہ ساتھ تھا — ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوئی

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بیقرار — دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

دیکھین گے تمکو آنکھ سے باتین نہون نہون — مہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوئی

اہی کاشکے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوئی

وان طبیعت دم تقریر بگڑ جاتی ہے — بات کی بات مین توقیر بگڑ جاتی ہے

چونک پڑتا ہون خوشی سے جو وہ آجاتی ہین — خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے

محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی — اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے

شوخیان جذب تصور کو اوڑا دیتی ہین — کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے

ہای کیسا دم کشتن مرے مونہہ پھیر لیا — تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے

کچھہ وہ پڑھتے ہین کچھہ سمجھتے ہین مرا نامۂ شوق — کچھہ عبارت دم تحریر بگڑ جاتی ہے

بدگمانی مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا — جب تری زلف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے

یاس مین شکوے لکھے شوق طلب کے بدلے — میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا مری وحشت سے جنون بھی ہے تنگ — روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے

رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیال دشمن — دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ کہتی ہی ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنائے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے — مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی ممتاز عالم میں
لگا ہوں میں تری توقیر بنتی اور بگڑتی ہے

نظر ہر ہر سخن پر ہے امید و یاس کی جانب
عجب حالت مری تقریر بنتی اور بگڑتی ہے

ادہر کچہہ شوق دامنکش ادہر رشک عدو مانع
یہیں ملنے تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

فلک پر پوچھتی پھرتی ہے اک اک سے دعا میری
وہ بتلا دو جہاں تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

ادا ادائی بتوں کی ہے صراط تیغ پر چلنا
نگاہ مہر و کین شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مری دل سے کوئی پوچھے کہیں انسے الجھتا ہوں
جہاں ہر دم تہ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا میں ناتوانی سے اوڑا جاتا ہے رنگ اپنا
تصور سے مری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

ظہیر اپنے جنون سے بنگیا ناصح بھی زندانی
کہ ہر دم اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

ملک بتوں سے چشم و دل حق نما ملے
ملتا ہوں انسے جنکو ملی سے خدا ملے

سب کچہہ ملا ہمیں جو ترے نقش پا ملے
ہادی ملے دلیل ملے رہنما ملے

جاتی رہی وعدہ سے تمہاری بلا سے ملے
ملتے سے ملتے سب ہیں نہ ملتے سے کیا ملے

آئے تو پھر آئے سے ملے تو خفا ملے
ایسے تنک مزاج سے اب کوئی کیا ملے

خود بین و خود نما و خود آرا و خود پسند
معشوق کیا ملا ہو کہ خود مبتلا ملے

عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی
جتنے ملے رفیق ہمیں بیوفا ملے

پوچھی نہ بات پھر کے سکندر نے خضر کی
دنیا میں جو ملے وہ غرض آشنا ملے

دل میں ہی توبہ توبہ اگر لب پہ جام جام
رندان مے پرست ہی کچھ پارسا ملے

زاہد تری عبادت و طاعت دھری رہے
اوس بت کی بندگی میں ہمیں گر خدا ملے

ایسے سے غیر کیا گلہ دوستی کرے
ملتا نہو جو دوست سے دشمن سے کیا ملے

الفت نہ حکمت بہی اوٹہا دی ہی یہی
کہوئے گیے تم اور یہی اغیار کیا ملے

گر فرد بندگی مین ملی حور بہی نہ لون
رحمت کے جوش جب ہین کہہ بی التجا ملے

تم اور شوخیون سی ملو مجہسے جہوٹ جہوٹ
ہان کچہہ ملے تو دل سی تمہاری ادا ملے

جو بہاگتا ہو سایہ سے اپنی ناز کون
ایسے گریز پا سے بہلا کوئی کیا ملے

جتنی زمانِ وصل کی مدت قلیل ہے
کوتاہ اوس سے کچہہ مری دستِ دعا ملے

یہ حبِ اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل مین ہو تو دین ملا اور خدا ملے

مرا ارمان جان نقصان جان ہے
خموشی چارۂ دردِ نہان ہے

نیاز صرصر و وقفِ خزان ہے
یہین برباد اپنا آشیان ہے

نموی سبز یادِ رفتگان ہے
غبارِ رہ سراغِ کاروان ہے

ہوای گل اوڑاتی ہی قفس مین
مرا دوشِ صبا پر آشیان ہے

خموشی بہی ہے اک اقرار مبہم
نہ کہنا پہر مری منہ مین زبان ہے

پہونچتے دل سے تا من تک ہین آنسو
روان منزل بمنزل کاروان ہے

رہے جاتے ہین ولکن دل مین ارمان
دہن ہے وان نہ یان منہ مین زبان ہے

اوٹہا جب حشر اوس کوچہ سی اوٹہا
زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے

تمہاری بے نیازی دیکہتی ہے
جبین ہے اور سنگِ آستان ہے

نہ آئین دیکہین وہ کبتک نہ آئین
محبت آج تیرا امتحان ہے

بہی جاتی ہے کچہہ جان و جگر پر
لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے

یہ پردے ہین فقط آنکہون کے ورنہ
وہین ہم بہی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی
وہ خو وہی اک ادای حیاستان ہے

یہ کچھ سامان یہ کچھ تزئین ہو سکی
وہی مہمان ہے یان جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلا دے تری ٹھوکر تو نہین ہے
رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے

یہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے
دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے

یہ منزل تسلیم ہے ای خضر بتا دو
ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے

سچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی درازی
طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے

اصرار ہے اتنا تمہین کیون دینی مین اسکے
یہ بوسۂ لب کچھ زر و زیور تو نہین ہے

تم اور ادا ہای فسونکار تمہاری
دل ہی تو ہے آخر کوئی پتھر تو نہین ہے

سچ ہی بری شی ہی حسینونکی محبت
ناصح مرا قابو مرے دل پر تو نہین ہے

کیا غم ہے جو مینا نہین شیشہ کوئی ٹوٹا
ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے

اوٹھیگا نہ بے حشر اوٹھی کوئی غبار وہ
یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے

ہمکو در میخانہ پہ ہوا آنے دے واعظ
توبہ کا ہوا بند ابھی در تو نہین ہے

ممکن ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصۂ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوی سی ہے
یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

تربت پہ بیکسی سی جو چہائی ہوی سی ہے
یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوی سی ہے

ناصح نہ اوسکے ملنے کی قسمین دلا مجھے
سوگند اسطرف سی تو کہائی ہوی سی ہے

پرسش ہوا اونکی بزم مین اپنی یقین نہین / یہ بات تو کسی کی بنائی ہوئی سی ہے

کچھہ رشک آفرین ہین کف پا کی شوخیان / یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

یہ مستی شبینہ کا ابتک خمار ہے / یہ مے تو پی نہین ہے پلائی ہوئی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ سے وعدہ خلافیان / یہ طرز گفتگو تو اڑائی ہوئی سی ہے

اچھی ہی گر کہون تو سمجھتے بری ہو تم / پٹی کسی برے کی پڑھائی ہوئی سی ہے

وہ کشتۂ ستمزدہ شاید ظہیر ہو
اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوئی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوئی سی ہے / خاک مزار تک بھی اڑائی ہوئی سی ہے

قاصد ادہین کچھہ اور سمائی ہوئی سی ہے / اور یان لبون پہ جان بھی آئی ہوئی سی ہے

اے چرخ کجروی کا تجھے کیا شعور ہے / یہ چال تو کسی کی اڑائی ہوئی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی / یہ آنکھہ تو کسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

اے شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان / خیرگی تری نگاہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے تمسے قطع ملاقات ایکدن / یہ بات تو زبان پہ آئی ہوئی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین / میری طرح سے یہ بھی ستائی ہوئی سی ہے

کیا پھر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر / کیون مردنی سی چہرہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی / کھنچ کھنچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی / سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچھہ کچھہ حیا جو تلخ نگاہی مین رہ گئی / تھوڑی سی دیر گھر کی تباہی مین رہ گئی

اندھیر ہی رہا شب مہتاب ہجر مین / مل جلکے روشنی بھی سیاہی مین رہ گئی

تردامنی سے نامۂ عصیان ڈبو دیا
فردِ گناہ مٹ کے سیاہی مین رہ گئی

زاہد سے پارسا کی نہ پوچھی کسی نے بات
ناکردگی بہی کردہ گناہی مین رہ گئی

افسوس ہای شوق نے سمجھا دیا جواب
منزل کی سب خوشی دلِ راہی مین رہ گئی

اب سب طرف سے یاس ہے سب دے چکے جواب
ہان اب امیدِ فضلِ الٰہی مین رہ گئی

کہتے رہے جو ہجر بتان مین خدا خدا
ایمان کی شرم یادِ الٰہی مین رہ گئی

عزت بہی ای ظہیر گئی نوکری کی ساتھ
توقیر اپنی دفترِ شاہی مین رہ گئی

عمر بہر آرزوی لذتِ کشتن مین رہے
روز مرتے رہے اور حسرتِ مُردن مین رہے

کیا رہے آکے جو آئے وہ دلِ بدظن مین رہے
وہ ہوا ہی نہین وہ گل ہی نہ گلشن مین رہے

کشتۂ ناز نہ آرام سے مدفن مین رہے
حشر سے حشر تری جنبشِ دامن مین رہے

خوش ہون کیا خاک کہ وہ ماتمِ دشمن مین رہے
شادی و رنج بہم نالہ و شیون مین رہے

کچھہ تبسم کی ادا قہر کی چتون مین رہے
کچھہ محبت کا تقاضا دلِ بدظن مین رہے

دل کو رویا کیے پیٹا کیے تقدیر کو ہم
عمر بہر تک اسی غم مین اسی شیون مین رہے

موت دشمن کی عوض کاش ہمین کو آتی
کب خوشی تہی کہ وہ یون غیر کے شیون مین رہے

حیف ہم سیر کو کب باغِ جہان مین آیے
گل نہ گلدان مین رہے غنچہ نہ گلشن مین رہے

گور مین بہی قلق و رنج سے راحت نہ ملی
ہای وہ راحتِ جان یون مری شیون مین رہے

آپ کا جلوہ نہو میری نگاہین رکہیے
کچھہ نہ کچھہ نورِ نظر دیدۂ روزن مین رہے

ہم جہان جاکے رہے خاک ہی اوڑتی دیکہی
خارِ جنگل مین رہی پہول نہ گلشن مین رہے

ہاتہہ وہ ہاتہہ ہین جو حلقۂ آغوش نہین
گل ہین وہ گل جو حمائل کسی گردن مین رہے

گر یہ رنج نہین نعمت شادی ہی سہی ۔ کچھہ تمہاری ہی تو شرکت مری شیون مین رہے
خار بن بن کے چبہے حسرت و ارمان دل مین ۔ یہہ کھٹکتے ہوے کانٹے اسی گلشن مین رہے
بعد کشتن بہی ترے دل سے کدورت نہ گئی ۔ دفن اس خاک کی مردے اسی مدفن مین رہے
چارہ گر زخم یہہ دیتا ہے سمجھہ کر ٹانکے ۔ کہ جراحت کا مزہ کاوش سوزن مین رہے
پہونک دے کاش زمانے کو تری برق نظر ۔ ایک کانٹا بہی اولجہنے کو نہ دامن مین رہے
اوسکے گیسوی پریشان کو صبا تاب نہ دے ۔ برہمی کاش یہی خاطر دشمن مین رہے
عمر بہر ہم ترے ممنون رہین اے شب ہجر ۔ آج مہمان اگر خانۂ دشمن مین رہے
اب تو بجھتے ہین اک موج دم سرد کی ساتھہ ۔ ہم چراغ سحری محفل دشمن مین رہے
نیم جلوون سے تسلی نہین ہوتی دل کو ۔ کاش تار نظر اپنا تری چلون مین رہے
حیف اوس کشتہ پہ جو خاک رہ دوست نہو ۔ رحم اوس زندہ پہ جو حسرت مردن مین رہے
ٹوٹ جائین دل غمگین نہ خدا اللہ کرے ۔ ہات وہ ہات جو شب بہر تری گردن مین رہے
وہ رہے پاس بہی تو رشک نے ملنے نہ دیا ۔ بدگمانی کی طرح سے دل بدظن مین رہے
آتش رشک نے سرمایۂ دل سب پہونکا ۔ چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن مین رہے
ہم تو اس دل کی محبت سے الہی بازآئے ۔ یہ بلا کاش کہین سینۂ دشمن مین رہے
روز ہے صبح وطن شام غریبان ہمکو ۔ ہم بہی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن مین رہے
صبر بنکر دل عاشق مین سماے یکسر ۔ وہ کرشمے کہ تری نرگس پرفن مین رہے
ہاتہہ وہ خار ہین جنکو نہین کچہہ تجہہ سے لگاؤ ۔ خار وہ گل ہین کہ اولجہے تری دامن مین رہے
کاش اپنے ہی گل داغ تمنا ہوتے ۔ ہار بن بن کے جو غنچے تری گردن مین رہے
جو اشارے کہ تری نرگس پرفن سے سیکھے ۔ فتنے بن بن کے اسی دیدۂ روزن مین رہے

شیخ آگاہ ہو گر سر حقیقت سے ظہیر
سبحہ سے فرق نہ زنار برہمن میں رہے

رسم و راہ رازدانی اور ہے — گفتگوی بے زبانی اور ہے
بعد کشتن بدگمانی اور ہے — کیا ابھی تک سرگرانی اور ہے
وعدہ سی ہوتی نہیں تسکین دل — کچھہ نشاط کامرانی اور ہے
عاشقی اور آرزوی التفات — شیوۂ آداب دانی اور ہے
نامہ بر کہتا ہے اگر کچھہ سے کچھہ — ہمسے اقرار زبانی اور ہے
غیر سے ملنا تو کچھہ مشکل نہیں — ہمکو فکر بدگمانی اور ہے
التفات عام ہے کچھہ اور شے — اور الطاف نہانی اور ہے
ہای لطف تلخکامیہای شوق — لذت نا مہربانی اور ہے
رنجشیں دل میں نظر میں کاوشیں — اور تسکین زبانی اور ہے

طے ہوے جھگڑے شب غم کے ظہیر
اک مہم سخت جانی اور ہے

مہکی ہوئی کسی کے جو عطر قبا میں ہے — کچھہ آج بوی مشک بھی شامل ہوا میں ہے
تاثیر دل جلوں کے بہت کچھہ دعا میں ہے — آنکھوں سے دیکھہ لوگے جو قدرت خدا میں ہے
موج نسیم صبح کی اٹکھیلیاں نہ پوچھہ — شامل جو گرد راہ تری کچھہ ہوا میں ہے
کچھہ کم نہیں ادای تغافل عتاب سے — شوخی میں کب ہے وہ جو قیامت حیا میں ہے
ہوتی ہے حسن و عشق میں کتنی مناسبت — میرے بیان کا رنگ تمہاری ادا میں ہے
لیتی ہے اوسکی زلف معنبر سے شہرگی — دیکھو دماغ موج صبا کس ہوا میں ہے

جلتے ہوے ہین عاشق مضطر سی ننگ و ننگ
بیتابیان ہین نازمین شوخی ادا مین ہے

زاہد کو طاعتون سے ہے جس شے کی جستجو
رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے

بنتے ہین روٹھہ روٹھہ کے عاشق سی خوبرو
مَن مَن کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے

یکرنگی ستم بھی عنایت سے کم نہین
رنگِ وفا نہفتہ تمہاری جفا مین ہے

جو غنچہ ناشگفتہ رہا ہے وہ دل مرا
جو عقدہ وا نہو تری بندِ قبا مین ہے

ہر ہر قدم یہ ناز سے مٹ مٹ کے رہ گیا
عاشق کے دل کا رنگ تری نقشِ پا مین ہے

بیجا ہین اب تو خوگرِ ہجران سے کاوشین
آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کہو لگہ شکایتِ ہجران کرو ظہیر
منت مین کچھہ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہوے زلفین ہر بار دامن سے
کہ مونہہ کو ڈہانک لیتے ہو دمِ گفتار دامن سے

نہ رکھنا ای جنون باقی بدن پر تار دامن سے
کہ مجھکو ننگ ہی دامن سی مجھکو عار دامن سے

یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے
یہ کیون ہر دم اولجھتی ہو دمِ رفتار دامن سے

اولجھہ کر تو نے دستِ شوق کیون گستاخ دستی کی
وہ کافر اور بھی رہنے لگا ہشیار دامن سے

چھپا لے بات کو ہو جسسے یا تم آپ چھپتی ہو
یہ کیون ہونے لگے پردہ مِ اقرار دامن سے

یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الہی کیا قیامت ہے
اولجھتے ہین دمِ رفتار سو سو بار دامن سے

ہین ان بہولی اداؤن پر تصدق کیون نہو جاؤن
کبھی گیسو سے الجھن ہے کبھی تکرار دامن سے

اولجھکر خار دامن سی مری کیا کیا پشیمان ہین
کہ اب دامن چھوڑانا ہو گیا دشوار دامن سے

بہارِ جامۂ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا
یہ پونچھے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے

کشودِ مطلبِ عاشق ہے اوس دامن سی وابستہ
کہ جس کافر کے دامن کو ہی ننگ و عار دامن سے

بھلا اوس وحشی رمخوردہ سے کیا کام نکلے
رہے جو باخبر سایہ بھی اوس ہشیار دامن سے

یہ کیسی بیخودی ہے غش پہ غش کیوں مجھکو آتے ہیں
وہ کیوں جھلنے لگے پنکھا تجھے ہر بار دامن سے

مری تر دامنی سے ابر رحمت پانی پانی ہے
ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار دامن سے

شب وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہے
کہیں چشم کھینچی ہے مری دیوار دامن سے

ہوا دامن کی سوز دل پہ کیا کیا روغن افشان ہے
کوئی پنکھا سا جھلتا ہے دم رفتار دامن سے

قیامت تک اگر تھم جائے گریہ تو مرا ذمہ
وہ آنسو تو مری پونچھیں ذرا اکبار دامن سے

کسی پردہ نشین کی تیغ الفت دل نے کھائی ہے
چھپا رکھا ہے ہمنے زخم دامن دار دامن سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بھولینگے نہ بھولینگے
بندھے ہیں یہ ہماری گوہر شہوار دامن سے

ظہیر اب سر پہ اوسکے دامن دولت کا سایہ ہے
کرو اب تہ ہیں جسکے کافر دو بیدار دامن سے

مرحبا صل علی سیر کو جانیوالے
خواب میں دولت بیدار کی پانیوالے

کیا غنودہ ہو شکر خواب میں آنکھیں کھولو
خواب خرگوش میں فتنوں کو سلانیوالے

کھول دی نرگس مخمور کو ہی پایۂ ناز
مژدۂ وصل سناتے ہیں جگانیوالے

نرگسین باغ ہی چشمان ملک سی جادہ
رکھہ قدم ناز سے آنکھوں میں سمانیوالے

دیدۂ عاشق بیتاب ہیں درہای بہشت
چشم براہ ہیں پردونکی اوٹھانیوالے

منتظر ہیں ترے سکان ملاء اعلی
لینے آئے ہیں تجھے وحی کی لانیوالے

چلکے اب مسند قوسین پہ ہو جلوہ نما
کہ بلاتے ہیں تجھے پاس بلانیوالے

ہے یہاں قرب ندای فتدلی پیہم
شوق سا شوق ہے ای شوق بڑھانیوالے

ساتھ قنبر کے ہمراہ گیا بھی چھٹ گیا
گرم رو مثل دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگس شہلا پہ نثار | دیکھ لے سرمۂ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت سے ہے بالغرض ہشیار ظہیر
گربھی پڑتے ہین بہت پانو بڑہانیوالے

ہو مبارک تجھے معراج کے جانیوالے | بخت بیدار صفت خواب مٹانیوالے
ڈھونڈھتی ہے ترے سایہ کو عبث چشم ملک | کہ اوڑا لیگئے آنکھون مین اوڑانیوالے
بخشش امت عاصی تو بڑی بات نہین | کہ ترے ناز اوٹھاتے ہین اوٹھانیوالے
روز محشر بھی ترے لطف سے ہے چشم نجات | میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے
دے سہارا مجھے طوفان بلا مین دم حشر | میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے
حسرت مردۂ عاشق کو جلا دے آکر | لب جان بخش سے مردونکے جلانیوالے
مجھ گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے | کشتی امت عاصی کے بچانیوالے
روز محشر ہے پر آشوب تو کچھ باک نہین | آپ ہین آپ ہین بگڑی کو بنانیوالے

دل شکستہ ہے گناہون سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہین امید بندھانیوالے

رحم کر رحم کر او ناز سے چلنے والے | ٹھوکرون مین دل عاشق کے مسلنے والے
تیری شوخی نے بندھائی ہین امیدین کیا کیا | دم بدم مثل فلک رنگ بدلنے والے
وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان | مان جا مان لے شوخی سے مچلنے والے
ہوتے ہوتے ہی کہین صبر کی عادت ہوگی | رفتہ رفتہ ہی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے
شمع سے گرمی محفل ہے نہ پروانے سے | اور ہین اور ہین اس غم مین جلنے والے
ایک زیور ہے تلون بھی حسینون کیلیے | خود بدل جاتے ہین پوشاک بدلنے والے

چھوڑ دے نبض کو ہٹ جا میری ہان سنی طبیب
ایسے بیمار نہین تجھ سے سنبھلنے والے

سخت دل سنگ ہین خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتھر نہین نالون سے پگھلنے والے

اودکھا ہون کیطرح دل مین اوترنیوالے
داغ بن بن کے کلیجے مین اوبھرنیوالے

ناخداترس ستمگار مکرنے والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہین ڈرنیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہین
یہہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنیوالے

خار بوئے ہین جو اغیار نے سب جانتے ہین
یہ شگوفے ہین بہت جلد اوبھرنیوالے

شکوہ غیر یہ کہتا ہے کہ ہان ہان سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دہرنیوالے

ناز کی شان ہی ضد حسن کی زینت ہی عتاب
کہ سنورتے ہین بگڑ کے تمہین سنورنیوالے

خود بد آموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کہ اوبہارے سے اوبہرتے ہین اوبہرنیوالے

لو وہ کہتے ہین ہم عرض سنا کر سب کو
آپ بہی نام خدا ہم پہ ہین مرنیوالے

داور حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بہی ترے قہر سے ڈرنیوالے

باز آتے ہین وفا سے کہین جانباز ظہیر
کر گذرتے ہین ستم جان پہ کرنیوالے

بیوجہ بے سبب جو وہ رنجیدہ ہو گیے
معلوم دل کے عقدہ پیچیدہ ہو گیے

گھل گھل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہو گیے
ہم بہی تجہی سے ای دلِ غمدیدہ ہو گیے

کھودی ہی سہی دل خانہ خراب نے
وہ کیا کھنچے ہم اور بہی گرویدہ ہو گیے

آتی نہین ہے نیند کہ وہ آئین خون ہین
کچھہ بخت نا صواب بہی خوابیدہ ہو گیے

جتنے اوٹھائے رنج امیدین سوا ہوئین
ہم کاہشون سے اور بہی بالیدہ ہو گیے

آشوب روزگار ہے وہ چشم نیم خواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہو گیے

کہتے تھے یون کہین سے گر اونکی سامنے
سب سحو فقرہای تراشیدہ ہو گیے

پردہ اوٹھا اودہر کہ نظر یہ پڑا ادہر
وہ سامنے نہ آسکے کہ پوشیدہ ہو گیے

اللہ رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اوسنے بات بات پہ رنجیدہ ہو گیے

قاصد بھی جاکے کوچۂ جانان مین سو رہے
وہ بہی ہمارے طالع خوابیدہ ہو گیے

دشمن کا تذکرہ تہا بری بات تو نہ تھی
تم تو ذرا سی بات مین رنجیدہ ہو گیے

ہے کل کی بات رند خرابات تھے ظہیر
حضرت کہان سے عاقل و سنجیدہ ہو گیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دلسے دونی
تم ایسا کروگے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سنکے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آیے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکھا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کرچکین گے تو پہر کیا کرین گے

یہ رفتار والے نہ چوکین گے وان بھی
قیامت مین بھی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبختر
وہ اپنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکھی نہ جائین
وہ کیا آئینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
مین آئینہ ہون کیا کہ دیکھا کرین گے

برے وہ نہین بیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

جلد آپ خوش مگر یہ نہ سمجھے | کہ اس ادا فانی مین کیا کیا کرین گے
تم اور تمکو ملنے کی مجھ سے تمنا | یہی صاف کہہ دو ستایا کرین گے
وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے | اونہین خط مین دشمن ہی لکھا کرینگے
وہ تم ہو کہ ملکر ملوگے نہ ہم سے | وہ ہم ہین کہ پھر بھی تمنا کرین گے
نہین وعدہ کرنے مین کیون ہے تامل | ہم ایسے ہین تمسے تقاضا کرین گے
کسی طرح وہ خط کو دیکھین تو قاصد | اونہین حالِ دشمن ہی لکھا کرین گے
وہ کہتے ہین مرنے کو مر جائے کوئی | دوا مرنیوالے کی ہم کیا کرین گے
وفادار جو میری ضد سے بنے ہین | بھلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے
ہوسکا رمرنے پہ جی دے رہے ہین | وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے
بس اب ہمسے واجب ہے ملکے ہی ملئے | کہ اغیار یون ہی تو رسوا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ لڑتے بنے گی
نہ ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے | بیدہانی کا نام ہوتا ہے
لیجیے رخصت غلام ہوتا ہے | آخری یہہ سلام ہوتا ہی
روز وان قتل عام ہوتا ہے | کار عالم تمام ہوتا ہے
جسکی آتی ہے وہ ہی مرتا ہے | خوبرویون کا نام ہوتا ہے
عرض مطلب پہ کیون برا مانا | سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے
آج ہو جائین ہمسے دو دو حرف | کل کا قصہ تمام ہوتا ہے
یان پیام وصال آیا ہے | وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال رکھتے ہین
خواب اون کو حرام ہوتا ہے

ہے یہ تاکید وہ نہ آجایے
بزم کا اہتمام ہوتا ہے

آج دنیا سے ہے وداع ظہیر
نظم کا اختتام ہوتا ہے

نہ سمجھو فغان بے اثر جائیگی
کبھی صاف دل مین اتر جائیگی

نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی
زمانے کو تاراج کر جائیگی

رہین گے گلے حشر تک ای اجل
شب غم بہی آخر گذر جائیگی

طبیعت ہے آخر قیامت نہین
یہین آتے آتے ٹھہر جائیگی

تم اپنی نبیڑو تمہین اس سے کیا
گذرنے کو یان بہی گذر جائیگی

چلنے تو سہی یہہ تو سوچو ذرا
کسی پر قیامت گذر جائیگی

ستم کرکے تم کیون ستمگر بنو
تمہاری ادا کام کر جائیگی

مصیبت سے کے مارونگی کیا زندگی
یونہین روتے دہوتے گذر جائیگی

حنا سے نہ تم ہاتھا پائی کرو
یہ نازک کلائی اوتر جائیگی

نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتھہ ساتھہ
مری جان اسے نامہ بر جائیگی

دل مضطرب کا فسانہ لکھون
کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی

بہلا دیجیے وعدۂ غیر بہی
ہماری شکایت اوتر جائیگی

کدورت کے ہین چار دن چاؤ بہی
بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی

برے دن بہی اپنے نکل جائینگے
شکایت نہ یہہ عمر بہر جائیگی

بنے گی شب غم شب وصل غیر
یہ جتنی ادہر ہے ادہر جائیگی

شب ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونس دشمن شب فرقت میری
مجھپہ قربان ہوئی جاتی ہی غیرت میری

دل سے مٹتی نہین اسپر بہی کدورت میری
روز آ آکے مٹاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکھتی ہو عداوت میری
مجھسے بہتر ہے بہر حال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹپکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑہ بڑہ کے تری چاہ کی دم بہرتی ہین
اونکو پیدا دکہا دے کوئی صورت میری

خواب مین بہی تو پس مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدہر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سے طبیعت میری

وہ مرا نام بہی لینے کے روادار نہین
غیر کیا جانے کرین اوسسے شکایت میری

ہون بہی دنیا مین نہین بہی ہون ننگ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جہوٹا مجھے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجھسے ہی شہادت میری

عرض مطلب پہ کبہی منہہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کمبخت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹہاتے ہین جو احباب مجھے
بیٹھی جاتی ہے میرے ساتھ طبیعت میری

اب تو گہبرا کے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
دے نہ دشمن کو بہی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
سنتے سنتے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تہا کہ غماز برے ہوتے ہین
تم نہ سنتے تہے رقیبون سے شکایت میری

چھپکے بیٹھے ہوے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بہت ہین تمسے
دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری

دور کہین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون
لوگ کرتے ہین تمہین سے تو شکایت میری

بیمروت انہین کہتے ہین وفادار نہین
دیکھ لو اپنے چلن اور مروت میری

مین جہان ہون وہین مجھ سے کوئی آگاہ نہین
اور ہونیکو تو کس جا نہین شہرت میری

آئینہ دیکھ کے اک اک سے وہ فرماتے ہین
گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری

ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار رہا
پھونکے دیتی ہے مجھے گرمیِ شہرت میری

رنگ پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا
مجھسے آگے گئی فرسنگ ہی ہمت میری

داورِ حشر سے کہنے کی تو گنجایش ہو
غیر کے ہاتھ سہی ہو کاش شہادت میری

حسن و الفت کے کرشمون کا تماشا جب ہے
دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری

مین بھی اک شے ہون مری مشربِ رندی پہ نہ جا
تجھکو زاہد نہین معلوم حقیقت میری

میگسار و مری توبہ کا بھروسا کیا ہے
دیر لگتی نہین پھرتے ہوئے نیت میری

آپ دشمن کے طرفدار ہوے تو ہو جائین
بندہ پرور ہے مرے ساتھ ہی قسمت میری

جو کہے سچ ہے وہ جو ناز کرے سب ہے وہ بجا
چھین لی روز ازل غیر نے قسمت میری

ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد
باندھنی ہی کے لیے روز ہے نیت میری

وہ نہون پاس نہون رشک تو ہے دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بھی رہی کچھ ثواب کی
توبہ کے ساتھ توڑیے بوتل شراب کی

سنتا ہے کون حضرتِ واعظ جناب کی
کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی

پیشِ رقیب بزم مین رکھ لینا آبرو
اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

بھری ہین ادا ادا مین قیامت کی شوخیان
تصویر کھینچ رہی ہے مرے اضطراب کی

قاصد نے مدعای دلی سب جتا دیا
کچھہ بھی لگی رکھی نہ سوال وجواب کی

عاشق سے باتین ہین شوخی کے رنگ ڈھنگ
دیوانہ پن کی عمر ہے عہد شباب کی

رکھہ لی خدا نے سامنے زاہد کے آبرو
ٹوٹی نشے مین ہاتھہ سے بوتل شراب کی

اوچھا ہے دست شوق سے گستاخیان معاف
اب خیر آپ کی نہین بند نقاب کی

جب احتساب حضرت واعظ کا ہو بجا
جنت مین روک تھام کرین گر شراب کی

بس بس نہ مونہہ چھپاؤ شب وصل ہم سے تم
تمکو ہمارے شوق کی اپنے حجاب کی

دیکھا تمہارے زہد کو اے حضرت ظہیر
یہ قول فعل اور یہ صورت جناب کی

اپنے ہی عکس رخ سے جو آپہی حیا کرے
ایسے پہ زیبا ہے تو پھر کوئی کیا کرے

تمسے ملے رقیب کی پھر التجا کرے
یہ دن خدا دکھائے نہ وہ دن خدا کرے

تم کیا کروگے اور کوئی تمسے کیا کرے
وہ وقت ہی نہین کہ کسی سے وفا کرے

بیطاقتی کے طعنے ہین لو بعد مرگ بھی
اب کس امید پر کوئی تمسے وفا کرے

کیا اعتبار اس نگہ التفات کا
ڈرتا ہون فتنہ گر سے نہ ملکر دغا کرے

جتنی برائیان ہین وہ سب ہین ملاپ مین
گر یہہ نہو تو کون کسی کا گلا کرے

ہمکو تو پاس وضع نے ڈالا عذاب مین
سچ تو یہ ہے نہ کوئی کسی سے وفا کرے

یان اے ظہیر سب سے بھلی ہین خموشیان
اپنی کہے نہ اور کی ہرگز سنا کرے

خانہ آرائی سے ہے ویرانی مری
بیکسی کرتی ہے دربانی مری

موت سے بدتر گرانجانی مری / زیست سے دشوار آسانی مری
گر نہ دیکھو آئینہ مین دیکھ لو / اپنی صورت اور حیرانی مری
گریہ بیجد نے رکھہ لی آبرو / بات دشمن نے نہ پہچانی مری
کس خم گیسو سے ہے وابستگی / مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری
کیون کہین منت کش غمخوار ہون / خود مری وحشت ہے دیوانی مری
لیچلے احباب نعش خونچکان / آج حورون مین ہے مہمانی مری
پاؤن ٹوٹے جسقدر کی جستجو / سعی بیجا اصل ہے نادانی مرے
سہل ہے تمکو مری قطع امید / شاق ہے مجھپر گرانجانی مری
کفر سے تو یہ مری کم استوار / نا مسلمانی مسلمانی مری
در بدر کی جبہہ سائی سے حصول / مٹ چکی تحریر پیشانی مری
مین شب وصل عدو جیتا رہون / ہے سبک کتنی گرانجانی مری
تمکو زیبا ہے تمہاری ہے ہنسی / کب گئی مجھسے پریشانی مری
آپ تو اپنی نہ سنین پند گو / کیا کرینگے وہ نگہبانی مری
اوسکی رحمت پر اگر کیجے نگاہ / زہد سے آلودہ دامانی مری
روز و شب آنکھون مین رکھتا ہے مجھے / فرض دشمن سے ہے نگہبانی مری
آئینہ ہے گر تمہارا عکس رو / ہے مری تصویر حیرانی مری
تھک کے بیٹھے جس جگہہ منزل ہوئی / ہو گئی رہبر تن آسانی مری
ہے توقع پر مدار زندگی / موت کرتی ہے نگہبانی مری
ہے یہی شرط مسلمانی ظہیر / دست کافر اور قربانی مری

ہمراہ وہ اغیار کو لاے مرے آگے
یہ میرے بڑے بول ہین آئے مرے آگے

دیکھا ہے جو آنکھون سے صحبت ہین تمہاری
اللہ نہ دشمن کو دکھاے مرے آگے

واقف ہو مری سوز سے گر شمع شب افروز
پروانے کو انگلی نہ لگاے مرے آگے

اندوہ شب ہجر کو کچھ اور نہ سمجھو
یہ میرے ہی اعمال ہین آئے مرے آگے

اچھا ہے بلانے کی عوض آپ ہی جاؤن
محجوب ہے وہ آئی نہ آئے مرے آگے

قاصد تو بڑی چیز ہے یہ رشک تو دیکھو
سایہ بھی مرا بڑھ کے نہ جاے مرے آگے

اللہ کرے تو بھی پھرے میری طرح سے
اور غیر تجھے مونہہ نہ لگاے مرے آگے

صحبت مین وہی لوگ ہین اک عمر جنہون نے
طوفان یہ طوفان اوٹھاے مرے آگے

انکی تو سنو بیٹھے ہو کیا سر کو جھکاے
کیا کہتے ہین یا بیچ پراے مرے آگے

لطف ستم انگیز کے کیا کیجیے شکوے
خط غیر کو لکھ لکھ کے مٹاے مرے آگے

دیکھا جو ظہیر جگر افگار کو بولے
کہہ دو کہ یہ کمبخت نہ آئے مرے آگے

مجھے یان درد سر کیا جانئے کیا ہے
نگاہ چارہ گر کیا جانے کیا ہے

ہمین مد نظر کیا جانے کیا ہے
تمہارے دل مین شر کیا جانی کیا ہے

یہ کیون بیٹھا ہوا گنتا ہون گھڑیان
خیال آٹھون پہر کیا جانے کیا ہے

خدائی کہہ رہی ہے اپنی اپنی
وہان مد نظر کیا جانے کیا ہے

کوئی ناشاد ہے اور شاد کوئی
نگہ مین خیر و شر کیا جانے کیا ہے

نہ ٹالو وعدۂ امروز کل پر
کہ کل کس کو خبر کیا جانی کیا ہے

یہ کیا جاتی ہوئی دیکھی ہے دنیا
وہ آتے ہین ادہر کیا جانے کیا ہے

جسے چاہو وہی دشمن ہوا اوٹھا — محبت مین اثر کیا جانے کیا ہے
بہنا نانے اور پھر چھوڑین گے باقی — لحاظ اس فتنہ گر کیا جانی کیا ہے
بڑی ہے آہ ظالم دل جلون کی — کر تو اسکا اثر کیا جانے کیا ہے

نہین مجھ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہین دہیان کیا آگیا سوتی سوتی — کہ وہ رہ گیے کچھ خفا ہوتے ہوتے
بگڑنا ہنسی مین ادا انکی ٹھہری — مجھے لگ گئین ہچکیان روتی روتے
محبت مین دن بیس دل کاش ملتے — کہ رہتا کوئی ایک دو کہوتی کہوتے
لب زخم شاکی ہین اونا وک افگن — لگائے عجب تیر ہین تہوتے تہوتے
تمہاری محبت سے نے ہنہ گل کہاایے — عدو تہک گیے خار غم بوتے بوتے
ہمین در گذر کر گیے خیر گذری — ابہی رہ گئی اون سے شفر ہوتے ہوتے
وہ کب چشم پرخون پہ رستے ہین دن — کوئی مر بہی جاے اگر روتی روتے

نہ چھوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
تبنگ آ گیے ہم اسے دہوتے دہوتے

نہ باتین نہ آنکھین ہین وہ چاہ کی — ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی
وہ کہتے ہین منہ سے اگر آہ کی — نہ امید رکہنا کبہی چاہ کی
جو ٹھہرے ہین بوسے عنایت کرو — کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی
وہ کہتے ہین شکوون پہ اغیار کے — یہی شک گر تہا تو کیون چاہ کی
چلو سنگدر سے تک ذرا شیخ جی — دکہا دین تمہین قدرت اللہ کی

ہم اونکو نامے ہزار لکہتے جو کچہہ بہی چشمِ امید ہوتی
جواب تقدیر لکہہ چکی ہے جواب ہم لیکے کیا کرینگے

نہو جو حاصل صفای باطن لباس ظاہر ہی سب ریائی
یہی ہے گر زہد و پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

ترقیون پر ہے ضعف پیری مٹا نہ دل سے سرِ جوانی
وہی ہے اب تک سیاہکاری شباب ہم لیکے کیا کرینگے

متاعِ صبر و قرار دل کو لیا ہے تمنے تو یہہ بہی لیلو
کہ ایک جانِ نحیف و زار خراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ بخت خفتہ کو ہو ہمایون یہ چشم دشمن کو ہو مبارک
شبِ جدائی رہے سلامت کہ خواب ہم لیکے کیا کرینگے

حباب آسا ہے عیش ہستی کہ دم کی دم کی ہے اوج پستی
یہ خاک تودہ ہے بحر ہستی سراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ ہمنے سمجہی ہی کیون نہ جانا کہ قید ہستی ہے زندگانی
یہ صفت جانِ حزین کو اپنی عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ جتنے نقش و نگار اب ہین یہ نقش بر آب سبکے سب ہین
قیام اس خاکدان مین مثلِ حباب ہم لیکے کیا کرینگے

نظر مین ہے سب جہان فانی کہلے ہین اسرار نکتہ دانی
یہہ دل ہے گنجینہ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

مطلع خلعتِ جنون سے ہمین لدا ہی عشق باز رکہو

یہ جنکو حسرت ہے اون کو دستِ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

مزہ تو جب ہے بروز محشر کہ جوشِ رحمت پکار اوٹھے
کہ جاؤ لیجاؤ عاصیون کو حساب ہم لیکے کیا کرینگے

دکھا دے ای گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہو ابرِ رحمت
وگرنہ یہ جوشِ اشکِ چشمِ پُر آب ہم لیکے کیا کرینگے

ظہیر دنیا کے جاہ و حشمت ہمارے احباب کو مبارک
ملا ہے تمغاے فقرِ فخری خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمت بالخیر

رباعیات

آنکھوں نے جہاں مین آکے کیا کیا دیکھا — شادی و ملال و زشت و زیبا دیکھا
لازم ہے نشیب ہر بلندی کے لئے — اونچا جو ہوا ہے اوسنے نیچا دیکھا

دیگر

دنیا سے ہر اک کو دل لگاتے دیکھا — ہر قصر و چمن مین آتے جاتے دیکھا
ہے زیر زمین عجب سراے دلچسپ — جو ہیاں سے گیا اوسے نہ آتے دیکھا

دیگر

دلچسپ فضا سے کعبہ و دیر نہین — ہے جسکی تلاش ہمکو وہ سیر نہین
کہتے تو ہین سب مگر وجود ہستی — اک بات ہے بے تکی سے سر [illegible] .

دیگر

ان آنکھوں نے ہمنے اک زمانہ دیکھا — مسجد دیکھی شراب خانہ دیکھا
طفلی و جوانی و شباب و پیری — سب کچھ دیکھا مگر فسانہ دیکھا

دیگر

ہے مثل حباب زندگانی تھوڑی — اور درد و الم سے شادمانی تھوڑی

کمین دیدۂ غور سے نگاہین جو ٹھہیر | جھگڑے ہین بہت سے اور کمائی تھوڑی

دیگر

یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے | علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہین ہی موقوف | دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے

دیگر

کیفیت حال و قال تو دیتا ہے | چشم و نظر جمال تو دیتا ہے
آنکھونکو نگاہ دل کو نور عرفان | اے قادر ذو جمال تو دیتا ہے

دیگر

محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے | بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہین کچھ تیرے خزانہ مین کمی | دیتا ہے تو بے حساب تو دیتا ہے

دیگر

مستوجب طاعت زمانہ تو ہے | بخشندۂ تاج خسروانہ تو ہے
یارب نہین دہر مین کسیکا کوئی | بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے

دیگر

ہر شے مین کمال کبریا کو پایا | شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بیمثل و نظیر ذات مطلق دیکھی | اور بعد خدا کے مصطفےٰ کو پایا

دیگر

ہو کس سے ثنائے شاہ لولاک | عاجز ہین بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمام کلام | لولاک لما خلقت الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تونے — ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تونے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال — دکھلا وہ نظر سے جو دکھایا تونے

دیگر

کب لا و نعم کا ہم کو مقدور رہا — وہ تونے کیا تجھے جو منظور رہا
جس بار کشی سے ہین فرشتے معذور — انسان ضعیف اوسپہ مامور رہا

دیگر

قسام ازل نے جو بنائی تکلیف — خاصانِ خدا نے وہ اوٹھائی تکلیف
دنیا کی ہر اک شے کو دیکھا بے اصل — اک دولتِ بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تونے — خالی نہین سے جو بنایا تونے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری — ناچیز کو چیز کر دکھایا تونے

دیگر

حکمت سے نہین خلاف قدرت تیری — دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ — راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری — بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تونے مجھے دی ہی اور تو نے لی کی — کیا منھ ہے کہ کرسکون شکایت تیری

دیگر

یارب مجھے فرض ہی عبادت تیری
کچھ مجھسے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
کیا کچھ نہ جہان میں تو نے بخشا مجھکو
افسوس ہوئی نہ قدر نعمت تیری

دیگر

مکار ہین سب جتنے لمبی ڈاڑھی والے
قصاب ہین یہ چھری کٹاری والے
ہے ریش درازاک دغا کی ٹٹی
کرتی ہین شکار خوب جھاڑی والے

دیگر

عابد ہو فقیہ ہو گدا ہو یا شاہ
کرتی ہے ہر ایک کو یہ مجبہ گمراہ
صد شوہر و یک عروس زالِ دنیا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

بد اصل سے ہے خطا کی امید
نیکی کی امید نہ بدی کی امید
کرتی ہین حلال یہ اوسکو پہلے
رکتا ہو جو اوسنے دوستی کی امید

دیگر

انسان نہ بخیل سے کبھی ہمسار سے ہے
سایہ سے یہانتک کہ بچا جائے بیچے
اپنے پہ نہیں رن جو پا جائے رسوخ
سچ ہے کہ خدا لے گنجے کو ناخون ندے

تخمیس برغزل مولانا محمد جان قدسی

عیدا جان جہان نازش عالی نسبی
شورش حسن نہان مظہر سر عجبی
آب و رنگ چمن ہاشمی و مطلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

الله الله رے ای عشق تری بوالعجبی | لے اوڑی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
گفتگو وحدت و کثرت مین ہے اب بےادبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

جلوہ گر کسکے کرشمے سے ہوئے دیر و حرم | کسکی آئینہ طلعت ہین حدوث اور قدم
تجھ سوا کون ہے اے چشم و چراغ عالم | من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

مرحبا شوخی نیرنگ جمال اکبر | ہے ادہر نقش حدوث اور ادہر رنگ قدم
ہر دو عالم مین دکھایا غرض اپنا عالم | من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

بیکسی سے ہے مری اعمال سے کیا کچھ مجھپر | جادہ جادہ ہے دم تیغ کدہر جاؤن کدہر
نگہ لطف سوا کوئی نہین جاے مفر | چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آرزو مند ہین طوبی و بہشت و کوثر | کہ تری ایک نگہ لطف و کرم ہو ہمپر
زمزمہ سنج ہے ہر حور بہشت انور | چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

طے کئے تو نے ہین اکدم مین بعزم گلگشت | ادل گلشن فردوس سے لیکر تا ہشت
عرش اعظم ہے تری توسن چالاک کا دشت | شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یاں نہ اب موسیِ عمران ہیں نہ امیں ہے نہ دشت | عیسی و چرخِ چہارم نہ بہشتِ ہشت
ہے مقامِ فتدلی پہ حدیثِ گلگشت | شبِ معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہو گی جب گرمیِ ہنگامۂ محشر بیتاب | آپ سے عرض سرا ہونگے رفیع الدرجات
اے سراپا کرم و جود و سخا و برکات | ما ہمہ تشنہ لبانیم توہی آبِ حیات

رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

حامیِ کشتیِ امت ہے تو اے خضرِ نجات | تیرے صدقے سے خطائیں بنیں ہماری حسنات
رستگاری ہو جو محشر میں تو ہے تازہ برات | ما ہمہ تشنہ لبانیم توہی آبِ حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہے تیری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام | تلخکامانِ ضلالت بھی ہوئے شیریں کام
قلزمِ رحمتِ باری ہے تو اے شاہِ انام | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

نزہتیں ہیں قدم سے تیرے اے رحمتِ عام | تر و تازہ چمنِ قدس و ریاضِ و ایام
کیا دمِ صبحِ ازل تھا سحرِ روزِ قیام | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

خاک سے پہلے تیرا نور ہوا جلوہ فزا | جوہرِ نور کجا و جسدِ خاک کجا
ذرہ و مہر میں ہے فاصلۂ ارض و سما | نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

دور کھچتا ہے قدم سے تیرے عرشِ اعظم | شاد ہیں مدح نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر حرفِ دل بشر کی ہر دم	نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا دیوے درم	کیا کہا قہر کیا ہائے غضب وا ستم
سر خجالت سے گریباں میں فرو ہے ہر دم	نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

ہوتی آئی ہے کہ شاہانِ جہاں کی منشور	باقی رہتی ہیں اشاعت بزبانِ دستور
تھی مثلث میں مگر حرمتِ یثرب منظور	ذات پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

مظہر لطف خدا نور خدا شانِ خدا	ہوں ثنا سنج ترا اسکے سوا اور میں کیا
یا رسولِ مدنی صلے علی صلے علی	نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحتِ قلبِ حزیں داروئے دردِ جگری	دردمندانہ شفا جو ہے ظہیرِ قدسی
یا معین الضعفا خذ بیدی خذ بیدی	سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

تخمیس برغزل مولانا محمد صدر الدین خانصاحب بہادر مرحوم

صدر الصدور دہلی متخلص بہ آزردہ

ترو ہے گر زہد کے باب میں	ملا آبِ زمزم سے تاب میں
تکلف سے کیا بزمِ احباب میں	پلا ساقیا مے خنک آب میں

کہ تھمتی نہیں تو یہ مہتاب میں

سلامت اگر چشم بیخواب ہے	تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت میں کیا جان بیتاب ہے	ان آنکھوں سے پنجاب ہفت آب ہے

بڑھے ہے اور دو بحر پنجاب میں

یہ ہیں حسن و الفت کے راز و نیاز	ہوئی محو یکسر نشیب و فراز
سجود خدا میں بھی آئے نہ باز	گیا دین کیسا حضور نماز

وہ یاد آ گئے ابرو محراب میں

الٰہی عدو جس سے شرمائی دے	الٰہی جہان جس سے گھبرائی دے
الٰہی زمین جس سے تھرائی دے	الٰہی فلک جس سے پھٹ جائی دے

وہ تاثیر آہ جگر تاب میں

نیا ہے جہان میں سراغ ابر کا	نہ سر سبز ہر گز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پھر ایاغ ابر کا	ہو آسمان پر دماغ ابر کا

جو ہمت ہو کچھ چشم پر آب میں

تغیر ہوا کیسا زمانے میں کب	دگرگون ہوا حال دوران جو اب
فلک نے دکھایا یہ کیسا غضب	وہ عریان ہیں سرما میں تھی جنکی شب

گذرتی ہے سمور اور سنجاب میں

لگاتا ہے گر ہاتھ پورا لگا	کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہیں ہے جو سوزش تو پھر لطف کیا	ملے کچھ تو زخم جگر کا مزا

سمجھا کر رکھا تیغ زہر آب میں

جو ہون ایک جا مصطفےٰ خانسے پہر | ہنون ہم جدا مصطفےٰ خانسے پہر
کہان آشنا مصطفےٰ خانسے پہر | خدایا ملا مصطفےٰ خانسے پہر
وہی ایک باقی ہین احباب مین

کسیکے کہو کوئی کیا دل کا حال | کہ بیدرد کیا جانے گہائل کا حال
جو پوچہو تو بسمل سے بسمل کا حال | کہون باغبان کیا عنادل کا حال
کہ سنکر رہیگا نہ تو تاب مین

بروکی نہ جانون پہ بجلی گری | نہ ان آسمانون پہ بجلی گری
کہ ہم بیزبانون پہ بجلی گری | بلند آشیانون پہ بجلی گری
جو نیچی تہے ڈوبی وہ سیلاب مین

ظہیر آج بیتاب ہین دل جگر | گیا شوقِ پابوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر | نہ آئے ہون آزردہ لینا خبر
پڑی دہوم ہے سارے پنجاب مین

تخمیس بر غزل حضور پر نور ناظم بے نظیر ناثر بے مثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی - آئی - اِی فرمانروائے ٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز مرغانِ خوش الحان ہوتی جاتی ہین | نواسنجانِ گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہین
چمن شور عنادل سے پرافغان ہوتی جاتی ہین | خزانکو مزدہ ہے پہر جیب و گریبان ہوتی جاتی ہین

گل و غنچہ چمن مین زیبِ دامان ہوتی جاتی ہین

جنون کا جوش ہی وحشت کے سامان ہوتے جاتی ہین
بہم پھر ارتباطِ دست و دامان ہوتے جاتی ہین
کہین تارِ رفو ندرِ گریبان ہوتے جاتی ہین
بہار آئی ہی پھر تازہ خیابان ہوتے جاتی ہین

سطر اسبزہ و گل سی گلستان ہوتے جاتی ہین

نوید وصل ہی عشرت کی سامان ہوتے جاتی ہین
وداعِ غم ہی رخصت سنج حرمان ہوتی جاتی ہین
فراہم ساز و برگِ خرمی یان ہوتی جاتی ہین
اثر اب آہ کے ایدل نمایان ہوتی جاتی ہین

جفا سی اپنے ولمین وہ پشیمان ہوتی جاتی ہین

ہوا ہی سوزِ غم سی سینہ اپنا صورتِ گلخن
ہوائی فصل گل ہی اور اُس آتش پہ دامن زن
گلِ داغ کہن کہل کہل کی دکہلانی لگے جوبن
نہ مٹ جا بہارِ گلستان ای غیرتِ گلشن

ہمارے داغہائی دل گلستان ہوتی جاتی ہین

یہ اندازِ ستم تو کچھ نرالے ہین زمانی سے
جفا عاشق پہ تم کرتے ہو ہر حیلے بہانی سے
دلِ برہم شدہ کی کیا تمہین حاصل ستانی سی
سنوارو آگے آئینہ کو رکہکر انکو شانے سے

ہوا سی بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہین

نہین وہ بھینی بھینی بو گل و نسرین کی خرمن مین
نہ وہ رنگت ہی رنگت مین نہ وہ جوبن ہی جوبن مین
اثر الباس ریزی کا ہی اب بلبل کی شیون مین
وہ رشکِ گل مگر گلگشت کو آتا ہی گلشن مین

وہ فرطِ شرم سے گل چاک دامان ہوتی جاتی ہین

پڑی ہی اوس گلشن پر بہار روی خندانسے
خجل الماس و گوہر ہین صفای آب دندانسے
لبِ جان بخش سے پہلی ہی رنگین رنگ مرجانسے
فزون تر اور بھی حسرت ہوئی ہی سرخئی پانسے

لبِ رنگین تیری لعلِ بدخشان ہوتی جاتی ہین

تمہاری شعلہ رخسار سے گلشن بھڑک اٹھا
بیانِ آتشِ نمرود کیا اور آتشِ گل کیا

ہر ایک نخل گلستان ہے دہو کا نخل ایمن کا
جلایا آتشِ رشکِ قدِ موزون نے کچھ ایسا

صنوبر باغ کے سرو چراغان ہوئی جاتی ہیں

ظہیر اپنا عمل ہی کیون نہ حضرت کی سخن پر ہو
بیان واقعی ہے فرق اسمین ہو تو کیونکر ہو

سخن ہی وہ کہ ریو ورنگ سے عاری سراسر ہو
دل شوریدہ کیونکر اسے خلیل اپنا نہ مضطر ہو

ہوا سے یار کے گیسو پریشان ہوئی جاتی ہیں

قصاید

قصیدہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عزوجل و نعت حضرت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کرامتِ توحیدِ ایزدِ غفار
زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

مہیمن و ملک و قادر و رؤف و رحیم
نصیر و ناصر و دیّان و واحد القہار

مصور و صمد و ذو الجلال و الجبروت
محی و مالک و دارا و داور داوار

خداے برتر و برحق بری ز چون و چرا
بصیر و سامع و رحمان و راحم و ستار

قوی و قادر و قیوم و لا شریک لہ
دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار

غنی و باسط و منان و خالق سبحان
خداے جان و جہانبان و مالک و مختار

وہ نقش بند بدایع نگار جسکے ہین
نگات خامۂ قدرت ثوابت و سیار

وہ بادشاہ کہ فرمانرواہے بے دستور
وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد درکار

وہ حکمران کہ قضا و قدر ہین فرمان بر
وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہی مختار

وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم
وہ بے مشیر نہین جسکو مشورہ درکار

وہ ذو الجلال کہ ہی حکمران کن فیکون
وہ کردگار کہ بے کارکن ہی کار برار

وہ بے نیاز کہ جسکا کرشمۂ قدرت
نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار

وہ کبریا جسے شایان ہی کبریا و منی
وہ ذو الجلال کہ معبود کا فرو دیندار

وہ بادشاہ کہ جسکے گدائی ناصیہ سا
سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار

وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہی دست نگر
اور اوسکے فیض کی محتاج ہین صغار و کبار

وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہو تہی
جہان و کرسی و لوح و قلم ہوے تیار

جسے طراز نگار جہان بوقلمون
زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار

نہ اوسکے کام مین کچھ پیشکار کی حاجت
نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار

نہ اوسکی دست کو درکار آلۂ تعمیر
نہ اوسکے قصر عمارت مین حاجت معمار

وہ اوستاد کہ جسنے ظہور قدرت سے
بلند سقف فلک کو کیا ہی بے دیوار

نہ اوسکے حرف پہ جا ئی نہادنِ انگشت ۔۔۔ نہ اوسکی قدرتِ کامل مین عقل و فہم کو بار
حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے ۔۔۔ کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار
کیا بروج سے زیبا سپہرِ طارم ۔۔۔ کیا زمین کو محصورِ آبگینہ حصار
بخار آب سے پیدا کیا سپہر برین ۔۔۔ دیا زمین کو بالای موج آب قرار
بچھایا خاک پہ حکمت سے فرش بوقلمون ۔۔۔ کیا سپہر کو انجم سے مطلعِ انوار
جو اوسکی قدرتِ نیرنگ کار یار نہو ۔۔۔ ابہی یہ کارگہ بے ستون ہو مسمار
نہ صلب سنگ سے پیدا ہو لعل آتش رنگ ۔۔۔ صدف کے بطن سے نکلے نہ گوہرِ شہوار
وہ بادشاہ کہ جسکا سریرِ عرش مجید ۔۔۔ وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہے نامہ نگار
وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہے رسول ۔۔۔ رسول وہ کہ رسولونکا سرور و سردار
یہین خلیفہ عالم محمدِ عربی ۔۔۔ حبیب خالقِ کونین احمدِ مختار
اصول عالم ایجاد سیدِ لولاک ۔۔۔ شفیع روزِ قیامت قسیم جنت و نار
ظہور نورِ محمد نتیجہ ایجاد ۔۔۔ شہود جلوہ مستور مظہر الانوار
چراغ یثرب و بطحی امام جملہ رسل ۔۔۔ امین سرِّ حقیقت امانِ روز شمار
یگان گوہر دریای رحمت سبحان ۔۔۔ نگین خاتم کونین مخزنِ اسرار
فروغ عرش مبین زیب مسندِ قوسین ۔۔۔ سوار عرصہ اوحی شہ براق سوار
حبیب خالق کونین سرورِ دارین ۔۔۔ کہ انبیاء سلف کا ہے قافلہ سالار
وہ مقتدا کہ ملائک ہین مقتدی جسکے ۔۔۔ وہ پیشکار کہ پیشینیان ہین پیرو کار
رکہے عدم سے نہ ملکِ قدم مین گر وہ قدم ۔۔۔ کہلے حدوث و قدم کا نہ حال کچہ زنہار
نہ صلب نوح مین گر ہو وہ گوہر یکتا ۔۔۔ تو غرقِ کشتی نوح بہی ہو سو سو بار

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشت پناہ
تو آفرینشِ آدم کبھی ہنوز نہار

گر اوسکا نور جہانگیر آب پاش نہو
نہو وہ آتشِ سوزانِ خلیل پر گلزار

مفخر اوسکے قدم سے ہے ساحتِ افلاک
منور اُسکے سبب سے ہے گنبدِ دوار

وہ برقِ نور جو موسیٰ نے طور پہ دیکھی
اوسیکا جزو ہی ضیا ہی جبینِ پر انوار

جو ذاتِ پاک نہ باعث ہو آفرینش کی
جہان کتمِ عدم سے نہ خلق ہو زنہار

فروغِ گوہرِ آدم شرافتِ حوا
امام سبحۂ ابرار آلہ الاطہار

وہ آلِ پاک رسولِ خدا جنابِ بتول
ازل سے جنت و کوثر کی مالک و مختار

بتولِ پاک جگر گوشۂ رسولِ کریم
کہ نور عین کیے راہِ حق میں جسنے نثار

وہ نورِ عین تھے یعنے حضرتِ سبطین
دلِ بتول و جوانانِ خلد کی سردار

شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا
کہ جد پاک ہین دونوں کے سید ابرار

سنے سریرِ رسالت مہِ فلک خرگاہ
وہ بارگاہ کہ رکن زمین ہین جسکے چار

چراغ بزمِ رشادت خلیفۂ اول
مشیرِ خاص و ندیم و وزیر عاشق و یار

وہ کون یعنی ابوبکر رضؓ دوستدارِ رسول
وہ کون حضرتِ صدیق رضؓ صادق الاقرار

نکو خصال و نکو وافتش و نکو منظر
ستو وہ کار ستو وہ عمل ستو وہ شعار

یہ عدل و داد ہی اوسکے زمان نصفت مین
کہ مال و زر مین برابر ہین نور زر و زردار

زبسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو
نظر مین اوسکی نہین قدر درہم و دینار

وہ سعی و جہد ہی راہِ جہاد مین اوسکو
کہ چھپتے پھرتے ہین گوشون مین مشرک و کفار

دیار رواج ہی وہ سنتِ پیمبر کو
کہ زہد و ورع کی ہر سو ہی گرمی بازار

یہ اجتناب ہی اوسکو رواج پایا ہے
ہوئی ہی فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکے بعد خلافت ہین حضرت فاروق عمرؓ خلیفۂ دوئم مخالفِ اشرار
خدیوِ لشکرِ اسلام رائجِ سنت معین اہل جماعت معاونِ انصار
کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو کہ زید و بکر مین ہیر عمر بہر بہو تکرار
سنیب لشکرِ اسلام سے زمانے مین ہر ایک موبدِ ترسا ہوئے زاہدِ دیندار
سے خوف سے کہ مبدل ہوا ہے رشتۂ کفر بنا ہے رشتۂ تسبیح رشتۂ زنار
وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیروزبر کہ اوسنے فتح کیے ہین جزائر و امصار
لیا ہے اوسنے زمانے کے خشک و تر سے خراج کہ اوسکے قبضے مین ہین کل جہان و شہر و دیار
سیم وزیر پیمبر امیر ذوالنورین کہ جسکا غلبۂ عالی سے ہے مشرق انوار
وہ کون حضرت عثمان خلیفۂ ثالث غنی و باذل و جواد و سرور و سردار
وہ وہ غنی ہے تونگر ہین جسکی دست نگر کہ بے زرونکو کیا جسنے وقتاً زردار
وہ وہ غنی ہے ہمہ عمر جسکے سایل نے سنا زبان سے اوسکی نہ کلمۂ انکار
سخا و بذل مین حاتم کو اُس سے کیا نسبت کری گر ایک طلب اوس سے دے وہ ایک ہزار
خدا نے بخشی ہے اُسکو وہ ہمتِ عالی کہ اوسکو لاو نعم سے نہین ہے کچھ سروکار
چہارم ابن عم مصطفےٰ امام ہدیٰ قسیم کوثر و تسلیم حیدرِ کرار
ابوالحسن شہ دلدل سوار زوجِ بتول اخی و ہمدم و داماد احمد مختار
کنندۂ درِ خیبر درندۂ اژدر علی ولی اسد اللہ قاتلِ کفار
شہِ سریر خلافت خلیفۂ برحق اخی و قوتِ بازوے سیدِ ابرار
وہ مرتضیٰ کہ جو سویا نبی کی بستر پہ کیا نہ جانِ گرامی کا پاس کچھ زنہار
وہ مرتضیٰ کہ کہین جسکو لحمک لحمی زبانِ پاک و مبارک سے احمد مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریقِ شہود و عرفانین
سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار

وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق مین دیدیا خود کو
وہ مرتضیٰ کہ دل و جان سے ہے نبی پہ نثار

وہ مرتضیٰ کہ دمِ جنگ جسکی تیغ کی آنچ
مخالفانِ نبی کے لئے عذاب النار

وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عمِ بزرگ
وہ بوتراب اخی جسکا جعفرِ طیار

وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑھکر
بنا ے کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار

ابوتراب شہ ذوالفقار تابِ علوم
خدا کا شیر یداللہ صفدرِ جرار

وہ بوتراب کہ جسکا ہے مولد و مشہد
حریمِ خاص خداوند واحد القہار

ظہیر کیا مجھے یاد آیا مطلعِ استاد
زہے کرامتِ مداحِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہو زیر لشکرِ کفار
علی ہے شکلِ علی اور علی ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت مین یا رسولِ کریم
گدا ہے در ہون ترا اور غلام مدح نگار

نہ کہ نگاہِ خلائق مین تو حقیر و ذلیل
شہنشاہا تیری امداد ہے مجھے درکار

نہ دی کسی نے جہانمین میری کمال کی داد
غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسی نے آدم کار

مٹا دیا مری نکبت نے میرے جوہر کو
رکھا زمانۂ ناساز نے ہمیشہ خوار

گلہ نہین ہے مجھے اپنی شکستہ حالی کا
کریگا قدر میری کیا زمانۂ غدار

بجا ہے ناز مجھے جسقدر ہون نازان
روا ہے فخر مجھے جسقدر کرون اظہار

مری نگاہ مین ہے ہیچ ثروتِ دنیا
کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار

کہان سے سلسلہ میرا ہے کون ہین آبا
غلامِ خاص ہون کس شہ کا کسکا مدح نگار

ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ
دمِ گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات | ہزار کردہ ناکردنی سے استغفار
شہنشہا ملکا داورا خداوندا | سوا ترے نہین کوئی معاون و غفار
نہین ہے کچھہ تری رحمت کا اے رحیم حساب | نہین ہے کچھہ میری تردامنی کا حصر و شمار
الہی تیری رضا کا کیا نہین کچھہ کام | گناہگار و سیہ رو ہون عاجز و نادار
مرے گناہ کو کر عفو اے غفور و رحیم | بحق سید ابرار و آلہ الاطہار
تری جناب سے اب مغفرت کا خواہان ہون | مرے گناہ کو کر عفو اے مرے غفار
غرض نہین ہے مجھے کچھہ بہشت و دوزخ سے | تری رضا پہ ہون راضی ہین امر کے مختار

قصیدہ دوم

قصیدہ دویم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہ دوران فرمانروائے ہندوستان و انگلستان بخشندۂ تاج و دیہیم ستانندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان اعنی حضور ملکۂ معظمہ مخدومۂ مکرمۂ جہان قیصرۂ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکۂ کونین وکٹوریہ اورنگ آرای سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی

ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

کھولدی پھر تماشا چشم انجم آسمان | آج ہے تقریب جشن قیصر ہندوستان

آج ہے اہل جہان کو مژدۂ عیش و سرور
آج ہے مفتوح باب ہمت شاہ جہان

وہ در عالی کہ ہو رفعت مین کیوان سے بلند
وہ در عالی کہ ہو شوکت مین ہفتم آسمان

وہ در عالی کہ جسکا نام ہے باب کرم
وہ در عالی کہ ہے امید گاہ بیکسان

آج اُس در سے کھلے ہین عقدۂ امید خلق
آج ہین مفتوح باب رحمت حق بیگمان

جانتا ہے تو کہ ہے کس کاخ کا وہ باب فیض
جانتا ہے تو کہ ہے کس قصر کا وہ آستان

خاک ہے جس آستانکی سرمۂ اہل نظر
ہے زمین جس آستانکی آسمانکا آسمان

کاخ وہ جس تک نہین وہم رسا کو دسترس
قصر وہ جس تک نہ پہونچے طائر عقل و گمان

رفعتین ہین جو عقل عالی ہمم کی پست ہین
ہے مکین کی ہمت عالی پہ خود نازان مکان

سرفرازونکو لئے افتادہ کو ہے پر ضرور
اسلیے ہے سایہ افگن بر سر اہل جہان

بسکہ ہے سایہ بھی اسکا اوج سے گذرا ہوا
ہے یہی اور ممکن نہین مثل مکان لامکان

ہے اگر پائین تو ہان پائین سقف عرش ہے
ہے اگر بالا تو ہے بالائی قصر آسمان

قصر کیا وسعت مین ہے ہفت آسمانکے ملنے
قصر کیا وسعت مین ہے یکجا جہان جہان

خانہ ہے روے زمین پر از رہ ناز و نعم
آسمان حسن و خوبی سے ہے زیر آسمان

ہین صفا سے موجۂ آب گہر دیوار و در
یا بیاض صبح صادق جلوہ آرای مکان

ہے سراپا چشمۂ آب لطافت موجزن
یا محیط وسعت ہے نور نگاہ مردمان

ہے سفیدی مین بیاض دیدۂ اہل نظر
اسکو ہوتا ہے طلوع صبح صادق کا گمان

باعث حسن صفا لغزش مین ہے پای نگاہ
ہے لطافت سے لطافت جلوہ آرا اس مکان

جھک گیا ہے آسمان بہر سلام پیش طاق
ہے خم محراب دالان سجدہ گاہ بیکسان

لب ہر محراب ایوان ہے کہ شکل ماہ نو
ایک مطلع سے ہین طالع صد ہلال آسمان

سایۂ عکس نظر دکھلا رہا ہی دھوپ چھاؤں / رنگ آمیزی ہیں ہے رنگ عذار گلرخان

ہے بلوریں قصر رشک پیکر ارژنگ سے / بلکہ نقش خامۂ خورشید رنگ ساز آسمان

جلوہ گر ہے اک نگاریں پیکر پروین پرند / اب کھلی ہے معنی نقش نقشبند کن فکان

ہر ستون مانند عہد باوفا صاف و متین / نازک و شفاف مثل ساعد سیمین بتان

ہر عجب صحن محل میں کچھ فضای دلکشا / ہر دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ غنچہ سان

ہر خم محراب دالان یوں شکن اندر شکن / تاب گیسو جس طرح زیب جبین گلرخان

کر رہی ہے یاں نگاہ نازنینان رفت و رو / ہر دل صافی صفت گرد کدورت بی نشان

بسکہ ہر ہر گام پر نور نظر سے جلوہ ریز / جادہ جادہ کہکشان صحن میں ہے آسمان

روشنی کچھ اسقدر ہے جھاڑ اور فانوس کی / ہو گئی شام غریبان صبح وصل بیدلان

عکس افگن بسکہ ہیں آویزہ ہای رنگ رنگ / قصر بلوریں ہے یہ یا قصر جواہر کا گمان

جھاڑ میں بلور کے ہیں لالہ ہای لال فام / برگ ہیں برگ زبرجد شاخ مرجان ہیں عیان

ہر شجر بلور کا رشک نہال طور ہے / یا فروزاں ہے ثریا زیر سقف آسمان

ہانڈیاں فیروزہ گوں فانوس ہیں یاقوت فام / لعل گوں گیلاس ہیں یا لماس نرگسستان

وسعت آئینہ سے حیران ہوں آخر کیا لکھوں / ہر دم جو خرد ہی پردہ ہای گلان ہے گمان

خود گری پڑتی ہیں کیا کیا پردہ ہای زرنگار / بسکہ ہے لعل و گہر کا گوش پر بار گران

موتیوں کی جالیوں فرش زمیں ہو نیکو ہیں / دست گوہر پاش شہ کو دیکھکر گوہر فشان

ہے جھاڑ آبگینہ شمع محفل کے لئے / تا ہوا اس بزم میں پروانگی ہی کا زیان

فرش ایوان کی لطافت پہ بچھا جاتا ہے دل / بسکہ ہے رنگین لسان رنگ طبع نکتہ دان

قاقم و سنجاب و دیبا ہے بچھا سے گرد پوش / فرش پا انداز میں خز و حریر و پرنیان

شرم آتی ہے یہان رکھتے ہوئی پا سے نگاہ
بسکہ ہین گلہائی قالین فرش چشم گلرخان

صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل و گہر
آج بر آئی تمنای دل دریا و کان

ہین اگر قصر جواہر آسمان پر جلوہ گر
یان زمین پر قصر گوہر ہے یہ بلورین مکان

جسکے ہے مین قدم سے یہ محل قصر بہشت
جس مکین کی شان سے ہے یہ مکان عالی مکان

زیب اور رنگ جہان بانی ہے وہ کیوان سریر
پائی رفعت اس محل کا ہے بفرق فرقدان

آج اس قصر معلی کا فلک پر ہے دماغ
قصر ہے قیصر فریدون شاہ ہے شاہجہان

آج ہے جشن جلوس داور جمشید فر
جشن ہے جشن سکندر بخت سے بخت کیان

خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ
مرجع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان

صدر اقلیم فرنگستان کوین وکٹوریہ
تاج بخش تاجداران قیصر ہندوستان

آج ہین مفتوح روی خلق پر ابواب فیض
آج رشک خلد ہے یہ روضۂ جنت نشان

آج دربار معلے مین ہے سبکو بار عام
آج بر آئی تمنای دل خرد و کلان

آج طغیانی پہ ہے بحر کف دریا نوال
آج ہے بارندگی پر ابر دست درفشان

آج ہین صرف کرم معمورہ ہای سیم و زر
آج ہین وقف ستم لعل و درو دریا و کان

شکل چشم آز درہا سے خزاین باز ہین
ہے صلا اخوان یغما ہے گنج شایگان

آج وہ دن ہے کہ سونے مین تلون مثل کلیم
آج وہ دن ہے کہ پر ہو لعل و گوہر سے دہان

بخشش سیم و طلا سے ہے رعیت شادکام
قسمت انعام خلعت سے ملازم شادمان

ہے عطای شاہ سے شاہ و گدا از بسکہ غنی
غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و ہر مہان

ایک جانب سر بسر شہزادہ ہای نامدار
ایک سو جملہ وزیران و صفیران جہان

ایک سو رکن رکین دولت عالیہ
ایک جانب حاذق دوران اطبای زمان

ایک جانب ہمبرانِ صدر صدرِ مملکت
ایک جانب کو وزیرِ کشورِ ہندوستان

رونقِ دربار یک سو سروران رزمجو
نیزہ باز و تیغ زن گردن زنِ گردنکشان

جوق جوق اہلِ قلم زرین قبا زرین کمر
خیل خیل اہلِ علم زرین لوا زرین نشان

ایک جانب فوجِ سرہنگان گروہ اندر گروہ
ایک سو ابلق سواران ہمعنان اندر عنان

بر سرِ اجلاس ہے نوشابۂ گردون سریر
جلوہ گر تختِ سلیمان پر ہے بلقیسِ زمان

بانوئے شیرین کنیز و خسرو دریا نوال
داورِ دیہیم بخش سرورِ کشورستان

یک نگاہ مہر یزدان یک سپہر عدل و داد
یک جہان بذل و احسان یک سحابِ زرفشان

قیصر و فغفور چاکر داور داور پناہ
سرورِ سرور نواز و بانوئے کدبانوان

سرمۂ چشم ترا اوسکی خاکِ بارگاہ
سجدہ گاہ سرکشان دہر اوسکا آستان

صولتِ گرزِ گران پیکرِ سرِ نخوت شکن
سطوتِ تیغِ دو دم گردن زنِ گردنکشان

جوہرِ ادراک کشافِ ضمیرِ مستتر
طبعِ صافی چہرہ پردازِ معانی و بیان

بار احسانسے ہی اوسکے پیرِ گردون پشت کوز
حلم سے اوسکے سبکتر کاہ سے کوہِ گران

قاطعِ بنیانِ جور شایعِ صلح و سداد
بانیِ عدل و عدالت ثانیِ نوشیروان

باعثِ رفعِ خصومت ہے ترا دورانِ عدل
پاسبانِ گلۂ بزغالہ ہے شیرِ ژیان

ہے نگاہِ فیض مین کیفیتِ جرِ ثقیل
کچھ سبکتر کاہ کا ہے سجدہ سے ہے کوہ گران

کشتِ دل مین ہے مسرت کو قوائے نامیہ
ہے نسیمِ خلق مین تیری خواصِ کہکشان

آبیاری گر کرے تیری نسیمِ مکرمت
ہو زمینِ شور مین نشو و نمائے گلستان

دورِ عشرت مین ترے کوئی نہین ناکامِ عیش
ہے ترے دشمن کو وصلِ گور غمِ جاودان

کیون نہ ہو آرایشِ گیتی کہ ہو دستورِ شاہ
داورِ عادل گورنر خسروِ ہندوستان

بس ظہیر مدح خوان رنگین بیانی تاکجا — ہان ثنای شاہ کو درکار ہے ایسی بیان
اب دعای شاہ پر کر اختتام تہنیت — ناگوار طبع نازک تا نہو طول بیان
یا الٰہی تا زمانے مین ہے قایم زمین — اور بالاے زمین جبتک ہے سقف آسمان
حکمران اہل جہان پر قایم و دایم رہے — خسرو قیصر لقب فرماندہ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی
اور ہوا خواہان قیصر ہون ہمیشہ شادمان

ہو اللہ اکبر

قصیدہ سویم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت آقای نامدار شہریار فلک اقتدار ناظم بینظیر نازش خیال امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی-سی-آئی-ای-فرمانرواے دار الاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہٗ

ہے اسکی سالگرہ کی خوشی سے عالمگیر — کہ موج موج صبا ہے چمن چمن مین بشیر
ہوا ہے امن و امان عام سے جہان کے لیے — ہے نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر
زمانہ از سر نو آب سے محو آرایش — بدل گئی ہے کواکب کی ایک قلم تاثیر

نہ وہ عناد فلک ہے نہ وہ فساد زمین
نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانۂ پیر

کچھ اور رنگ جہان ہے کچھ اور ناز و نعیم
قلیل رنج و الم ہیں نشاط و عیش کثیر

زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہے مالا مال
نہال دولت شادی ہیں غنی و فقیر

لباس اہل دول کا ہے جامۂ زربفت
گدا کا دلق گدائی ہے خلعت کشمیر

بغل میں اہل چمن کی قبا ہے استبرق
ردا ہے سرو صنوبر پہ ہے پرنیان و حریر

نفس نفس سے ہے ہم آہنگ نغمۂ شادی
زبان زبان سے ہے ترنم سرا دم تقریر

ہر ایک نہال گلستان ہے غیرت طوبی
ہر ایک نورس گلشن ہے لعبت کشمیر

یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم
روش روش ہے چمن اور چمن بہشت نظیر

چمن میں ہے یہ عروسان باغ پر جوبن
کہ گل ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہے تصویر

نہال آرزو سے بیدلان ہیں بار آور
کھلے ہیں غنچۂ امید خاطر دلگیر

نوید سال گرہ کی ہے جشن اعظم ہے
در حضور پہ ہے مجمع صغیر و کبیر

ظہیر تو بھی وہیں ہے جا کے تہنیت خوان ہو
کہ تا رہے نہ تجھے احتیاج شاہ و وزیر

وہ شہریار کہ ہم قوم آفتاب اکلیل
مہ منیر امارت شہ سپہر سریر

سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ
پناہ اہل جہان شہریار کشور گیر

خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم
سمی اسم علی خان آسمان توقیر

سہیل کوکبہ فرمانروائے دولت ٹونک
وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر

معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک
پناہ دین نبی سایۂ خدائے قدیر

بتاب نیر اقبال مملکت آرائے
بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر

فروغ دودۂ آبا و رونق اسلاف
جہان حکمت و فرہنگ و دانش تدبیر

سحاب جود وسخاو جہان بذل کرم
سپہر دولت واقبال وحشمت وتوقیر

پڑھون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین
کہ جسکے رنگ سے ہوجائے رنگ گل تغیر

اگر ہے تجھسے مشابہ تو کچھ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل ونظیر

ترازمانِ عدالت ہے وہ نشاط افزا
کہ ہر خرابہ دلین ہے عیش کی تعمیر

ترے قدم سے وہ گلزار ہر ریاض ٹونک
کہ قریہ قریہ ہے ہم رنگ خطۂ کشمیر

تری نسق سے اٹھادی جہانسے رسم ستم
جو تو نہ ناز کرین کیون نہ عاشق دلگیر

نگاہ تیز سے دیکھے جو سوے دل شدہ گان
تو شعلہ بنکے اوڑہے رنگ لعبت کشمیر

تری نہیب عدالت سے دو ہو سرتاپا
نگاہ گرم سے دیکھے جو شمع کو گلگیر

کچھ ایسے سورۂ قہر وعتاب ہین کش
کہ موج آب ہے پای سرو مین زنجیر

وہ انتظام ترا ہے کہ شوخ چشمی پر
ملی ہے نرگس فتانکو دار کی تعذیر

ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل
تو پائے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر

ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ جو صیاد
عوض مین تیر کی ہاتو نین لے دل نخچیر

ستم کے نام سے ظالم بھی دور کھنچتے ہین
نہ آئے قوس کے خانہ مین ہو لکہی بھی تیر

برائے خاطر مظلوم ہے ستم کی سزا
دگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر

نسیم صبح طمانچہ جڑہے رخ گل پر
چمن مین شور عنادل ہو گر بلحن نفیر

بتونکو زلف کے کوڑے لگائے غیر غضب
کسی پہ ناز وادا کی اگر چلے شمشیر

فروستے ہے وقت غضب یون تری نگاہ غضب
خجل ہو جرم سے جسطرح صاحب تقصیر

ترازمانِ عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے
نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پروانہ بزم مین سر مو
تو حال شمع لگن رو سے اُتے رو قی ہو تغیر

مجال کیا دلِ عاشق چرا سے دزد نگاہ
کہ دزد شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر

ترے نسق سے جو مسدود ہے دل آزاری
سیاہ ہے رخ زلفِ بتان سے بے تشہیر

تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے
کہ دشت کوہ ہین بو باس مین بہشت نظیر

عجب نہین ہے تر و تازگی عالم سے
کھچے گلاب کی جا عطر مین گل تصویر

ق
کبھی نہ کاغذ تصویر پر جمے نقشہ
صفوف جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر

عدو تو کیا ہے کہ ٹھیرے ترے مقابل مین
تری نگہ سے اوڑے رنگ پیکر تصویر

ذرا نہین تیری تعمیل حکم سے فرصت
کہ ایک پاؤن سے گردش مین ہے سپہر مدیر

چڑھا سے چرخ پہ گردون ہر ایک ستارہ کو
گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر

ترے حسود کا نام و نشان مٹا نیکو
نگاہِ قہر تری سے مگر تری شمشیر

عطا کئے تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف
نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر

سوائے ہمت عالی ہین اور کتنے وصف
دلِ حلیم و مزاجِ رحیم و خلق کثیر

کفِ کریم و نگاہِ بلند و فہم رسا
دماغ روشن و طبع سلیم و رائے منیر

نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ
کہ جیسے صفر سے بنتا ہے عشر خط عشیر

تری حضور مین بہر نثار لایا ہے
ثنا طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر

وہ لعل ہائے مضامین و گوہر معنی
کہ بحر کا نہین ہی جسکا نہین عدیل و نظیر

تری ثنا کو ثنا گر بھی ہو تو ایسا ہو
کہ تو بھی آصف دوران ظہیر وقت ظہیر

عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے
کہ بھر دی لعل و گہر سے دہان حرص فقیر

بس اب دعا پہ تری اختتام کرتا ہون
کہ تا گرانیِ خاطر نہو شمار کثیر

زمین پہ تا ہو حنا یا سپہر مینائی | سر سپہر ہون تا حکمران نجوم منیر

جہان مین تو رہے قائم بحشمت و اقبال
خدائے جل و علی ہو ترا معین و نصیر

قصیدہ چہارم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

وقت ہے وقت کہ اے خاطر اندوہ مآب | حجلہ شاہد مقصد سے اوٹھا دی جلباب
یک نظر رخصت نظارہ تمنا بیحد | یک جہان شوق بیان دولت فرصت کمیاب
تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند | خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب
اور کب تک رہین مستور عروس افکار | وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب
بیحجابانہ ہو یکبار عروس مضمون | چہرۂ شاہد مقصد سے اولٹ جائے نقاب
فیض سے صبح فیاض کے کہلجائے زبان | اور خلوت کدۂ دل سے سرک جائے حجاب
بالمشافہ ہون ادا دل کی زبانی سے پیام | بیحجابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب
ہان دکہا طبع رسا جوہر قطرے اپنے | ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب

چہرہ پرداز ہوا ہے خامۂ اعجاز نگار — کھینچ تصویر خیالی کوئی بدمست شباب

ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا — ہمہ اغماض و تبختر ہمگین خشم و عتاب

یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار — مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب

نہ اوسے پاس مروت نہ طبیعت مین لگاو — نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دے موہنہ سے جواب

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا — نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب

ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار — شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب

لا کے دکھلاؤن وہ اک شاہد رعناے خیال — کہ نہو جسکا مرقعہ مین حسینون کے جواب

ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان — نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب

بزم مین نغمۂ دلکش ہے میرا سحر حلال — رزم مین چامہ مرا دفتر جنگ سہراب

لب دریا جو طبیعت کی روانی دکھلاؤن — ابھی پابوس کو آئین مرے موج و گرداب

کوہ پر جا کے سناؤن جو کلام رنگین — پانی پانی ہو ابھی شرم سے لعل خوش آب

صحن گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جا کر — ساتھہ بلبل کے گلستان مین اوڑے رنگ گلاب

گر فسانہ میری شیرین سخنی کا چھڑ جاے — تخم حنظل بکس شہد کا بنجاے لعاب

مجھکو شایان ہے اگر دیجئے نظیری سے نظیر — مجھکو زیبا ہے ملے گرچہ ظہوری کا خطاب

مجھکو واجب ہے کرون جتنی ستائش اپنی — خود ستائی کے سوا کیا ہین خوشی کے اسباب

ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا — آگ مین اپنی ہوا آپ ہون جل جلکے کباب

ہائے ناقدری ایام نحوست آثار — وائے ناسازی تدبیر سپہر دولاب

ہوسکے دیتی ہے مجھے شعلہ بیانی میری — دے رکھا ہے مجھے کیسا میری قسمت نے جواب

ورنہ مین اور سراسیمہ پھرون یون در در — اور اسطرح جہانمین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمتِ جرأت فرسا / ہون بہت تنگ ترے ہاتھ سے اے خانہ خراب
حوصلہ چاہیے تھوڑا سا ہو خانہ نشین / چل مرے ساتھ بتاتا ہون تجھے راہِ صواب
آجکل ملکِ دکن مین ہین فراہم یکسر / قدر دانِ سخن و اہل ہنر کے طلاب
وقت آیا ہے کہ ہو گرمیِ بازارِ سخن / قدر دان بیشتر و اہل سخن ہین کمیاب
سنکے یہ مژدۂ جان بخش مسرت انگیز / یاد آیا مجھے یہ مطلعِ برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندۂ برق یہ ہے خندہ زنان موجِ شراب

مقدمِ بادِ بہاری سے جہان ہے سرسبز / باغِ دنیا مین چمن زار ہر نقشِ سراب
لہلہاتے ہین چمن سے شجرِ خشک نہال / نقشِ خاکستر صحرا ہی حباب و گرداب
قوتِ روحِ نباتی سے گل انگیز ہے خاک / سنگ سے جا بجا شرار اوڑ کے چھٹتا ہے گلاب
جوشِ تفریح سے تاثیرِ ہوا پر ہے گمان / کہ پر و بال نکالے نہ کہین مرغِ کباب
ہو گئے بالیدہ ابھی زلفِ بتان سی ہو دراز / دی اگر موجِ صبا گیسوئے سنبل کو نہ تاب
خاک کے جسم مین ہے روحِ نباتی پر جوش / جوش مین نشو کے اطفالِ شگوفہ بیتاب
دیدۂ نرگسِ شہلا کی سوے تاک ہے تاک / ساغرِ لالہ ہمراہین چھلکتی ہے شراب
کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہوا شاخِ گوزن / کیا تعجب ہے گلِ شمع اگر ہو شاداب
دودِ گلخن گہر افشان صفتِ ابرِ مطیر / بحرِ مواج نظر ریگِ روان ہے سیلاب
کثرتِ لالۂ خودرو سے گلستان کہسار / آبیاریِ رطوبت سے بیابان شاداب
جھومتی پھرتی ہے مستانہ روش بادِ بہار / مستیِ عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب
جوشِ روئیدگی سبزہ سے کچھ دور نہین / خواب آور ہوا گر جسم پہ رختِ کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہی کیا رنگِ سپہر
زاہدِ خشک نے مہندی سی لگایا ہی خضاب

شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود
نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب

کثرتِ عیش سی معمور ہے اکنافِ جہان
ہر طرف شادی و عشرت کے کہلے ہین ابواب

کس جوان بخت جوان سال کا ہی جشنِ جلوس
کہ نئے سر سے زمانیکو ملا عہدِ شباب

آج ہے سالگرہ اوس شہ دریا دل کی
جسکی ہمت سے سمندر ہی کم از قطرۂ آب

نیرِ دولت و اقبال مہِ جاہ و جلال
رونقِ تاج و نگین زینتِ پشت و اصلاب

ظلِ حق شانِ خدا مشتریِ اہلِ کمال
شاہ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب

آبیارِ چمنِ دہر شہنشاہِ دکن
مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب

نائبِ ختمِ رسل حامی دین و اسلام
آصفِ عہد شہنشاہ سلیمان القاب

میر محبوب علیخانِ سکندر طالع
افتخارِ ابوالآبا و بطون و اصلاب

خسروِ ملکِ دکن یعنی خداوندِ نظام
گوہرِ تاجِ کیومرث و قباد و دارا ب

وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم
وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب

خسروِ جم خدم و دادرِ دارا دربان
عہد مین جسکے فراہم ہین خوشی کے اسباب

واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آجائے
غنچۂ خاطرِ دلگیر ہو فوراً شاداب

واہ کیا نام گرامی ہی مسرت افزا
کثرتِ عیش و مسرت ہی الم ہی کمیاب

اوسکے دورانِ طرب خیز مین گم نام ہوا
بسکہ آرام کے برعکس ہے نامِ کمخواب

بسکہ اس دور مین ہی رسم سیاست مسدود
ہو کبھی دست مہوس سی نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی سزا ملتی ہی
زلفِ شبگونکا خم و پیچ سہی ہی حال خراب

اوسکے دشمن کی جو دلمین ہو خیالِ راحت
نہ رہے بستر مخمل مین ترا نام کو خواب

خودکشون کے لئے ہی بسکہ سزا ہے تشہیر
تو بس مرگ بھی ہوتے ہین شریرون پہ عذاب

اپنے انجام پہ خود شمع لگن سے ہے گریان
اور پروانہ جانباز کی مٹی سے ہے خراب

واہ کیا دور ہے کیا عدل ہے کیا نظم و نسق
نگہ ناز بتان کو ہے جفاؤن سے حجاب

شوخ چشمی سے ہوئی نرگس شہلا بدنام
بے حجابی کے سبب دار پہ کھنچتا ہے گلاب

کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش
کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو تواب

مدح حاضر مین لکھون مطلع روشن ایسا
کہ ہو مہر جہانتاب بھی اوس سے ہمتاب

وہ ترا عدل ہے ای داور فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دست فیاض کے آگے ترے قطرہ قلزم
سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب

دوستونکو ہے خلق زار ترا خلق عمیم
دشمنونکے لئے پیکان سے ہے ترا ابر شہاب

روے نیکو ہے ترا اور وہ خوے نیکو
حسن صورت کا نہ ثانی ہے نہ سیرت کا جواب

بحر مواج ہے دل ہمت عالی قلزم
دست زرپاش ہے نیسان کف دربار سحاب

حسن صورت ہے ترا حسن معانی کی نظر
وصف ذاتی ہے ترا جوہر فطری کا جواب

قابض طبع روان ہے ترے اوصاف کا حصر
بسط خاطر کے لئے فیض ترا ہے جلاب

تیرے اوصاف جمیلہ کی ہے توصیف محال
نکتہ نکتہ ہے اگر باب تو ہے باب کتاب

کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ہے ترے
کف ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب

سوتے رہتے ہین ہمیشہ ترے دشمن کے نصیب
اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب

بحر و کان جب سے ہوے وقف سخاوت تیرے
نگران ہے کف ہمت کو تری چشم حباب

تیغ قبضے مین ترے اور تری تیغ مین دم
دل عاشق کیطرح جان عدو ہے بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام مین پائے نہ قیام | تیغ بران ہے تری قاطع نسل اصلاب
دیکھ لے آنکھ سے گر دست درافشان ترا | پانی پانی عرق شرم سے ہو جائے سحاب
وہ ترا زہد وہ تقویٰ ہے کہ کچھ دور نہین | نشہ ہو جائے ہرن کھینچے ہی سر کو شراب
عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو | تیرے اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

قطعہ

اک تماشا ہے مگر اشہب گلگون ترا | باد صرصر ہے چھلاوہ ہے پری ہے کہ عقاب
سر عنون سے دم جولان نہین جمتی ہے نگاہ | نگہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب
ہے ترے پیل سوار یکو وہ مستانہ روش | جس طرح جھوم کے چلتا ہے کوئی مست شراب

اب دعاؤن پہ تری خاتمہ کرتا ہے ظہیر | اور ہے شان رحیمی سے امید ایجاب
سطح آب پہ ہوتا سطح غبرا جو بسیط | تا رہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب
عمر و دولت سے زمانے مین بہرہ مند ہو تو | مدعی ہون ترے پامال خوشی ہون احباب

قصیدہ پنجم

در تہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہ و اجلالہ

ترانہ سنج مسرت ہے عندلیب قلم | بذوق شادیٔ فرزند سرور اعظم

صریر خامہ سے ایک نغمہ سبارکباد
فراز صفحۂ کاغذ بساط بزم نغم

عجب طرب ہے کہ ہی باعثِ مسرتِ خلق
عجب خوشی ہے کہ شادان ہی خاطر عالم

زبسکہ صیتِ طرب ہے نویدِ عالم گیر
نوا کی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوش اثم

عجب نہین ہی کہ رقصان ہو لولئی گردون
عجب نہین ہی کہ ناہید چھیڑی صوت نغم

زہے نویدِ طرب ساز محفلِ شادی
می نشاط سے مسرور ہی دلِ عالم

شب برات ہے شب روز روز عید ضحی
عروس دہر کو ہے فکر زیبِ تن ہر دم

ہوا ہے از سرِ نو نوجوان جہان پیر
یہ بزم عقد ہے بزم عروسیِ عالم

فلک نے ڈہونڈ کی تقریب یہ نکالی ہی
کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خورم

یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہی بزم طرب
فضا سے دہر ہے رشک فزا کی باغ ارم

ہوئی ہی اسلئے تقریب عقد زہرہ و ماہ
کہ وا ہون عقدۂ دشوار مقصدِ عالم

ہوا ہے اسلئے یہ اتصال زہرہ و ماہ
بنا بنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم

گلِ مراد سے گوندہا ہی حور نے سہرا
پروکے رشتۂ جانکو بسوزنِ مریم

ہوا ہے بانی بزم ایک امیر بادل
وہ کون وہ جو ہی دنیا مین افضل و اکرم

ضمان دولت و دین جم حشم عبداللہ
جہان دانش و فرہنگ خان مہر خدم

وزیر نائب و نواب آسمان تمکین
معین و مالک و مختار دولتِ اعظم

سمیل قدر و ارسطو منش فلاطون رائے
سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم

کریم باذل و فیاض منصف و عادل
جہان جود و سپہر سخا سحاب کرم

نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل
امیر و آمر عالی و افضل و اکرم

مہر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل
فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر آرائے — معین اہل کمال و ندیم اہل قلم
بہم ہے نائب و نواب مین وہ نسبت خاص — کہ جیسے رسم کتابت مین لفظ علم و عَلم
عزیز خاطر آبا و اشرف اجداد — سرور سینۂ حوا و نازش آدم
ظہیر مطلع تازہ کو ہی پڑھ ہوا ایسا — کہ ہمزبان ہو زبان سخنوران عجم

جو آبیار چمن ہو تری نسیم کرم
در خوش آب پہ ہو خندہ زن نم شبنم

جو بات بات تری ہے نتیجہ حکمت — تو لفظ لفظ ترا ہے دلیل اہل حکم
خطا ہمیشہ تری طبع پاک سے منفک — صواب رای متین سے ترے سدا منضم
تری درستی تدبیر نسخۂ فطرت — صلاح کار ارسطو ترے غلام و خدم
تری نمود نمو درخ ریاض حدوث — ترا حدوث دلیل بہار باغ قدم
عقول اہل جہان ہو جو فی المثل نسخہ — تو اوس مین عقل تری ایک جزو ہو اعظم
گیا نہ دل سے کبھی پاس لطف و مہر عطا — زبان خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظ ستم
کشود عقدہ دشوار یون سے تجھے آسان — کہ جیسے پیش کریمان خفیف نقش درم
نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ — کہ جیسے ایک کو کر دے ہزار صفر رقم
جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر — تو کار سیف کرے جائے سیف تیرا قلم
تری وہ شہرت تہذیب ہے کہ سن سنکر — بنی ہین ناصح کل مردم و حوش شیم
تری صلاے کرم سے وہ نطق سمع نواز — کہ پر ہے نعرہ کرو بیان سے گوش اصم
وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظم جہان — نو ید امن و امان ہے ترا صریر قلم
ستمگر و نکے لئے دور عدل مین تیرے — لیشکل آرہ ہین وندانہاے سین ستم

اوسی طرف کو زمانہ ہو توجہ پھر جاے　　نزولِ رحمتِ حق سے ہے تری نگاہِ کرم

کہا جو محسنِ عالم تجھے تو کچھ نہ کہا　　کہ حصر فیض پہ ہے کسرِ شانِ اہلِ ہمم

سمائے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات　　کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہ ہاے صنم

شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہے　　کہ مثلِ گل ہے ہر ایک دل شگفتہ و خرم

ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس　　کہ محو ہے دلِ عشاق سے فسانۂ غم

نہین ہے نام کو ایذا کہین زمانہ مین　　جو ہو تو ہو دلِ دشمن مین جاے درد و الم

جہانکو عیش ملا دشمنو نکو رشک و حسد　　لسانِ رحمتِ حق ہے تری صلاے کرم

کمان ابروے جانان ہے یا تری شمشیر　　ہلال عید کہ محراب طاق بیتِ حرم

ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر　　نہ دست تیغ ہی درکار ہے نہ زورِ قلم

بری ہے زنگ خطا سے ترا ضمیر منیر　　کہ جیسے تہمتِ عصیان سے دامنِ مریم

تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند　　قدم قدم سے ہویدا ہے فیض مین قدم

تری جو صیتِ عدالت ہے مصلح دوران　　نوید سمع سے بھر جاے گوش خیر الامم

عنی سے ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر　　کہ جسکے وصف مین مقطوع ہے زبانِ قلم

قطعہ

ستم ہے قہر ہے آفت ہے برق خاطف ہے　　نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابروے پرخم

غرض کہ کچھ ہو مگر ایک قضاے مبرم ہے　　یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہاے آتشدم

ظہیرِ خستہ بآہنگ نو ہو نغمہ سراے　　سرِ خامہ نواسنج ہے بصوت النغم

بلطفِ خویش خدایا بحق عظمتِ خویش　　بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم

بحق سرورِ عالم شفیع روزِ جزا　　بحق موسی عمران و عیسیِ مریم

جہانکے نام سے جبتک کہ ہو قیامِ جہان　　فروغ روے جہان تا ہو نیرِ اعظم

رہے جہان مین سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش و عشرت و جاہ و جلال و عز و حشم

قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان فی المدح حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریا نوال مشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری و جہانبانی نیر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بھوپال ادام اللہ اقبالہا و ضاعف اجلالہا

خسروا آج ہے وہ روز خجستہ عنوان
ذابح چرخ کرے گا وزمین کو قربان

آج کا دن ہے وہ ایک شاہد زیبا طلعت
عید قربان کی تمنا ہے کہ خود ہو قربان

آج وہ دن ہے جہان مین کوئی غمناک نہین
کیا عجب ہے کہ برآئین ہر ایک کے ارمان

کیون نہ قربان ہون اسد نیہ حرم مین جا جی
خسروا عید ہے سو جان سے تجھپر قربان

حکم قربان کا شہا تیری زبان سے سنکر
ذبح ہونیکا رہا کفر کے دل مین ارمان

طوف کعبے سے مشرف ہین حرم مین حاجی
آستان پہ ہے تری طوف سپہر گردان

دست سنت مین شریعت کی ہے وہ تیز چھری
صورت گاوزمین ثور فلک ہے لرزان

ہے ترے دور مین ہر ہفت عروس اسلام
کفر ہوتا ہے ذبیحہ کی عوض مین قربان

وقت پہونچا ہے کہ اوٹھ جائین دلون پر دے نفس
بتکدے مین لب ناقوس کرے شور اذان

حسن اسلام سے تھرائین بتون کی آنکھین
برہمن سے ہون ادا طوف حرم کی ارکان

اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ
لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان

وقت پہونچا ہے کہ کعبہ کی پڑی ہے تعظیم
وقت پہونچا ہے کہ اسلام پہ جو ہے نازان

لاکھ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا
راست ہے راست کہ بازل حبیب یزدان

دست زر پاش ترا حج مین کفیل حجاج
ہمت جہد تری رکن رکین ارکان

تجھسے رونق ہے شریعت کو عبادت کو فروغ
تجھسے خوشنود خدا اور نبی سے شادان

مدح حاضر مین پڑھون مطلع رنگین ایسا
جسکو سنکر کہے احسنت گل نافرمان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور کیوان تمکین
وے جہانبان کرم شیوہ و کسری ایوان

بانوے شاہ جہان رب سر بھوپال
خسرو مہر کلہ داور دارا دربان

شاہ جمجاہ گدا پرور و درویش نواز
حامی شرع نبی ظل خداوند جہان

اختر برج سعادت در درج شوکت
بدر برج کرم و مہر سپہر احسان

حسن سیرت کی تری وصف ہین دنیا دنیا
شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان

وسعت خوان کرم ہے ترے عالم عالم
رائحہ لطف کی خوشبو ترے ریحان ریحان

دست زر پاش کی شہرت تری دریا دریا
بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان

نکہت خلق تری موج نسیم گلزار
نزہت فیض تری روح شمیم بستان

شاخ چمن فیض ہی گلشن گلشن
نوبہار گل امید ہے دامان دامان

باغ عالم مین تری یمن قدم سے شاہا
سبز و شاداب ہے گلزار تمنای جہان

قوت نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود
دل دشمن مین گل داغ جگر ہین خندان

غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر
نکہت گل کا گل شمع سی اٹھتا ہو دہوان

تاب کسکی تری دورا مین لکھی حرف ستم
تیز ہین بہر ستم سین ستم کی دندان

شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سے مر جائین
اونکو سامان طرب بہی ہون اجل کے سامان

نکہت باد بہاری ہو دم مار سیاہ
زہر افعی عرق گیسوے عنبر افشان

خسروا کیون ہون نہ مردود نگاہ والا
سیم کو ہے مرض برص طلا کو یرقان

نطق سے ہے سحر بیانونکو دہن مین باقی
نمک خوان فصاحت ہے شہا تری زبان

وصف شیرین سخنی مین ترے ہرگز نہ کہلے
لب غنچہ ہین عذوبت سی کچہہ ایسے چسپان

گر تری دست کرم سے ہو سعادت اندوز
سبز ہو شاخ ثمر ور کی طرح شاخ کمان

منکر امر ترا دشمن نسل خود سے ہے
خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گل نافرمان

ناتوانونکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری
پشہ لنگ سے اٹکے نہ کبہی پیل دمان

برق خاطف ہے پے خرمن ہستی عدو
ہے ثنا گر کی زبان یا تری تیغ بران

تن سے بیزار ہے اسطرح روان دشمن
تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوش کمان

گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آراے
غنچہ سان ہو دل اعدا مین شگفتہ پیکان

خسروا تیری ثنا اور زبان مداح
آئے میدان مین ہی گوی کبہی بے چوگان

ان ثنا سنج ہوا ہی خامہ بمدح نواب
تا کہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان

صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر
سیر ذی جاہ فلک قدر مشیر خاقان

معنی آیۂ المنت علیکم نعمت
مطلع ترزرخشان مہر سپہر عرفان

ہیں حاضر ہیں وہ اب مطلع ترتاب لکھوں
آسمان جبہہ کرے گوہر انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیلِ نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخِ مرجان

حکم سنت ترا ناسخ قوانینِ ملل
حجت حق تری قطاع دلیل و برہان

قول فیصل ترا ابطال دلیلِ تکذیب
دعوتِ صدق تری رفع نزاع ادیان

نور باطن ترا گنجینۂ رمز مخفی
دلِ روشن ترا آئینۂ اسرار نہان

تری تحقیق نظر پردہ کشا ہے اوہام
تری تصدیق بیان چہرہ نمای ایقان

تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات
نفی اثبات تری ردِ ثبوتِ بہتان

حسن نیت پہ ہیں شاہد تری حسنِ اعمال
عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوتِ ایمان

عدل تیرا ہے وہ اطفای شرورِ احرار
گل و نرگس کو نہیں خوفِ جنون و یرقان

طبع صافی نہ تری سحر کو گردین تشبیہ
موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان

شعر کی بحر میں ہو جوشِ مضامین پیدا
نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنورِ طوفان

طائر روح عدو کی لئے ہنگامِ جدال
تیر شاہین اجل باز ترا زاغ کمان

عدل میں حلم و غضب کو تری یکسان پایا
وہ سبک سیر ہیں جتنا یہ ثقالت میں گران

قبلۂ امن و امان ہے ترا بابِ عالی
ہیں غریب الوطن آسجا ہو کے ارمان

سب ہے زمانہ تری تعلیمِ سے وہ اصلاح پذیر
دردمند و نکا دل زار ہیں کرتے درمان

مرہم زخم جگر جنبشِ تیغ ابرو
مومیائی دل خستہ شکن زلفِ بتان

ناروا ہے تری سطوت سے جو رہم بیداد
تیغ کے نام سے چلتی نہیں شمشیر زبان

حسن نیت سے تری ہے وہ جہان مین برکت
قطرہ قطرہ مین ہے باران کی خواص نیسان

خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا
مزرعۂ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان

شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سر سبز
شمع کا گل ہو برنگِ گل و ریحان خندان

قطعه

بخل اور فیض مین چلتی ہین مزے کی چوٹین
اسطرف کو تری ہمت ہے اودہر کو نسیان

دیکھین وہ کان کو بہر دے کہ یہ خالی کردے
وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان

آنکھ اوٹھا کر نگہ گرم سے گر تو دیکھے
رگ ہر سنگ طپان ہو صفتِ برق جہان

ق

شوخیان ہین تری توسن کی پری کی چہل بل
گردشون مین ہے نظر جست مین ہے برق جہان

آہوے جادو ہے غضب کی تو قضا کے ملٹے
سر دشمن دم جولان اوسی گو سے چوگان

اسے دعاگو سے کہین سال ظہیر خستہ
ختم کر مدح و دعا پہ کہ نہین تاب بیان

یا الٰہی بجلالِ حرم و عظمتِ خویش
بشفیع دو جہان و بکتابِ فرقان

تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی
حاجیون سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان

عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال
اور سلامت رہین نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

قصیدۂ دوم

حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا — بنی سے ہے نکہت گلہائ بوستان سہرا
کھلا ہے کیا تجھے نوشاہ نوجوان سہرا — ہوا ہے خود تیرے سر چڑہ کے شادمان سہرا
نکیون نہو غیرت پروین آسمان سہرا — کہ ماہتاب ہے رخ اور کہکشان سہرا
گل مراد دل واختر سعادت کا — یہ تیرے سر پہ ہوا ہے آصفیا نشان سہرا
سپہر حسن ہے دولہہ تو مہر نور دولہن — بہم ہے رابطہ محبت کا رازدان سہرا
جبین سے تا بقدم ہے تمام نور ضیا — بنا ہے خود ہمہ تن حسن مہوشان سہرا
دہ کیون نہوگا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ — کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا
بنا ہے طول امل ہے کہ رشتہ اخلاص — مسیح وخضر کی یا عمر جاودان سہرا
کھلے ہین غنچہ گل ان لبکا دیکہ پڑہ پڑہکر — نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا
نکھلے ہی جاتی ہین گل غنچے مسکراتے ہین — یہ کچہہ نشاط وطرب سے ہے شادمان سہرا
جھکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کیطرف — مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسرو ملک دکن کی باندہا ہے — بڑہی نہ کیون یہ خوشی سی زبان زبان سہرا
رکہے ہین مصحف وآئینہ شہ کی پیش نظر — حجاب روی دل آرا ہی درمیان سہرا
صفاسے رخ لب خندان صباحت عارض — بنا ہی ہوکے بہم حسن گلرخان سہرا
کہلے ہین سہر مین عالم کی گوہر مقصود — کہ زرفشان ہے کف دست درفشان سہرا
عجب نہین کہ مجہے موتیون تولیے آج — بنی ہی لعل وگہر کی تری زبان سہرا
ہوا ہون کس شہ دریا نوال کا مداح — نگاہ مہر ہے جسکی گہرفشان سہرا
درخوش آب مضامین سی گوندہکر لایا — ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

قصیدہ نہم

در تہنیت مہد جواہر نگار شاہزادہ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرمائے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دہوم سی آیا جہولا — ایک عالم مین ہوا شور ہے جہولا جہولا
خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ — ہمنے دیکہا نہ سنا آجتک ایسا جہولا
وہ شہانہ تورک اور فوج ظفر موج کی زیب — نظر دیدۂ انجم مین سمایا جہولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایش شہر
اوسنے پوچھے کوئی جس جس نے یہ دیکھا جھولا

باجے گاجے کی صدا چرخ برین تک پہونچی
واہ کس دہوم دہڑکے سے ہے نکالا جھولا

تھے سر راہ دو جانب شجر طور نصب
اور تہا صاعقہ مین رشک تجلی جھولا

وہ دمکنا وہ چمکنا وہ مرصع وہ نفیس
وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا

قصر فردوس کو غرفون نے یہ حورین بولین
دیکھو دیکھو تو زرا جھانک کے وہ آیا جھولا

اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاء اللہ
کیا ہی شہزادہ عالم کا ہے پیارا جھولا

دیکھنا عظمت و توقیر زرا جھولے کی
فرق پر خسرو انجم سے اوٹھایا جھولا

آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین
نور چشم شہ والا کو جھولایا جھولا

جبسے شہزادہ کا آرام گہہ ناز ہوا
اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا

منزل قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز
فخر سے خسرو دوار اسنے جھولایا جھولا

فرق فرقد اسی یا تخت سلیمان کہیے
چشمہ مہر ہے یا عقد ثریا جھولا

چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے
ساتھ اک دولت بیدار سے لایا جھولا

آگے رقصان ہوئی محفل مین خوشی سے زہرا
نازنینان پری چہرہ نے گایا جھولا

ہے دعا حضرت سلطان کو مبارک ہو ظہیر
آج خالق نے یہ آنکھون سے دکھایا جھولا

قطعات تاریخ طبعزاد مصنف

قطعۂ تاریخ واقعہ جانگاہ شہادت نوزگاہ فرزند دلبند مصنف شہید خنجر تسلیم و رضا کشتۂ زہر دغا اعنی سجاد میرزا

آن کشتۂ زہر ستم دست جفا کار — سجاد جوان مرگ دریغا پسر من
چون رخت سفر بست ز دنیا طرف خلد — بربست کمر را بشکست کمر من
پنہان ز نگاہم چو شد آن نور نگاہم — خود رفت و بخود برد ضیائے نظر من
حال دل مہجور ظہیرا چہ پرسی — او سوئے جنان رفت و نشد ہمسفر من
تاریک جہان گشت ز بی نورئ چشمم — شام شب تار است فروغ سحر من
حاصل نشد از بخت تمنائے کہ دارم — اے کاش فتادی بعزازش گذر من

این کوہ الم بسکہ شکست است سر دل
تاریخ وفاتش شدہ داغ جگر من
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ دیوان استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند

ہوا مطبوع جب دیوان استاد — بہار گلشن گلہائے معنی
ظہیر آئی ندائے غیب مجھکو — کہ اے در وکش صہبائے معنی

تامل کیا ہے لکھدے بے تامل
بیان ذوق ہے دریائے معنی
۱۲۷۱ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک
نواب میرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید — کہ تابان ہوا ماہ تابانِ داغ
بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھہ — شگفتہ ہین نسرین وریحانِ داغ
عجب حسن پر ہی ریاضِ سخن — عجب جوش پر ہی گلستانِ داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن — زہے بارشِ ابرِ فیضانِ داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھہ حد نہین — کہ مشکل سے مشکل ہی آسانِ داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن — تو گنجِ معانی ہی دیوانِ داغ
ثنا سے سخن مین ہی قاصر زبان — جہانتک ہی تحسین ہی شایانِ داغ
زہے پایگاہے کلامِ بلیغ — زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکرِ تاریخ کی تہی ظہیر — ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سر افگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
۱۳۰۱ھ

قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم
سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراؤ میرزا انور

میرے بہائیکا چہپا دیوان ظہیر — باغ انور آج پہر تازہ ہوا

از سر اندوه ہاتف نے کہا
داغ انور آج پھر تازہ ہوا
۱۸۹۹ء

دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سے تابان / کلام نیر رخشان انور
کھلا پیش نظر گلزار معنی / ہوا مطبوع جب دیوان انور
مشام جان کو کرتی ہے معطر / عجب ہے نکہت بستان انور
کہاں ہیں اہل بینش آ کے دیکھیں / تماشا ہے گل و ریحان انور
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجھکو / لکھوں تاریخ کیا شایان انور

سر جودت سے اوٹھا شور دیکھو
(تعمیہ) یہ تا در نسخۂ دیوان انور
۱۳۱۶ھ

قطعہ دیگر

ہوا شایع عجب دیوان رنگین / پہلا پہولا ہے کیا گلزار انور
نگارستان چین پر طعنہ زن ہے / بہار گلشن بیخار انور
گہر سنجان معنی آئین دیکھیں / سخن میں گرم ہے بازار انور
نگاہ غور سے دیکھیں سخن رس / کہاں ہے پایہ اشعار انور
پیتیں ہیں کہیں موتی کی لڑیاں / مسلسل ہیں در شہوار انوار
نمک انگیز ہے شور فصاحت / زہے نظم ملاحت بار انور

بلاغت سے بھرا کوزے مین دریا | کہانتک سہل ہے دشوار انور
جدا گانہ ہے خوبان جہان سے | ادا سے شوخئ گفتار انور
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ | تو بول اوٹھی یہ خود گفتار انور

سر اعجاز سے تحریر کردو
عجائب گلشن اشعار انور
سنہ ۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستان سخندانی نونہال گلشن شباب و جوانی مربع نشین چار بالش امارت و کامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جاوید شاگرد رشید مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ ز رخسار
زانسان کہ ز فانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک ہے جس سے موزونی رباعی چہار گانہ برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختۂ لالہ زار ہیپید و ہزار ہیجو خلق کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع نہ آسمان کو باین رفعت بحر ودیف ارکان زمین کر دکھایا سبحان اللہ کیا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ہے ع

خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست	.

و نعت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتائج سخن و مذاق کام و دہن ہے ؎

	حبیب خدا اشرف انبیا		کہ عرش مجید ش بود متکا

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئی اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین باعث تر زبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی ادنی نشانی ہے ؎

	درود ملک بر روان تو باد		بر اصحاب و بر پیروان تو باد

ذلہ ربائی سخنوران خوشنحو سید احتشام علیخان جادو خلف الصدق نواب سید ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم از اکابر امرار بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ سہرین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان ہین مشاطگیان زلف دل آرا سے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوانِ بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعراے نو و کہن واقف نکات سخن صدر نشین بزم سخنوری اریکہ آراے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک میرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر یادگار دار شد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہوکر تازگی بخش دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف سے کیف و کم ہوا ہر مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدان عالم کو شرماتا ہے جلوۂ رعنائی دکھاتا ہے ہر بیت جواب بیت ابرو چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت آشکار ہے جسکی شمع آب و تاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی مین ثانی مومن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب سے ہمزبان لذت زبان و محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادانِ حال پر بہر نہج فوق سچ تو یہ ہے کلام ظہیر بے نظیر ہے اگر کسینے دیکھا ہو دکھا دے سنا ہو سنا دے لئے دیوان کیا ہے علم سخن کا استاد شفیق ہے دلدادگان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین۔ قطعہ تاریخ۔

کہ دہر مین آئین مشتاقِ نظارہ — جمال شاہد معنی عیان ہے
کلام با مذاقِ ثانیِ ذوق — عذوبت بخش ہر کام و زبان ہے
سخن مین جو ہے لاثانی جہا نمین — وہ اوستادِ ظہیر نکتہ دان ہے
چھپا دیوان اوسکا شکر صد شکر — کہ جسمین لطف مضمون و زبان ہے
لکھی جادو نے وہ دلچسپ تاریخ — تصدق جسپہ جانِ نکتہ دان ہے

سنایہ مژدۂ راحت رسان جب | کہ جسکا ہر سخنور مدح خوان ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار جاودان ہے

تقریظ نتیجۂ فکر رنگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادا بند رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم اجمیر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا ہے سب لیے منتہا محمد پہ درود ثنا محمد و آل پر صلوات اصحاب پر سلام بارک اللہ سبحان اللہ میرے استاد کا دیوان زبان اردو کی جان ۔ فصاحت کی کان ۔ بلاغت کی شان ۔ نئی بندش نئی زبان ۔ نیا رنگ ۔ نیا ڈھنگ ۔ نئی اُمنگ ۔ نئی ترنگ ہر شعر بے نظیر ۔ ہر غزل دلپذیر ۔ ہر کلمہ اپنے رنگ مین نرالا ۔ ہر لفظ آتش کا پرکالہ ہر مصرعہ موزون قدون کا شرمانے والا ۔ ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا ۔ تشبیہات سے معرّا ۔ تمثیلات سے مبرّا ۔ نشست الفاظ محبوب ۔ روزمرہ خوب خوش اسلوب ادا بندی مرغوب ۔ نازک خیالی مطلوب ۔ معاملہ بہت خوب ۔ بول چال شستہ

ورفتہ۔ نزاکت خیال شگفتہ۔ فصاحت الفاظ چہبیلی ۔ بلاغت معانی نکیلی۔
کہین نالۂ عاشقانہ۔ کہین نعرۂ مستانہ۔ عجب آن بان۔ عجب شان سے۔
جلوہ آرا ہے عالم ہونیوالا ہے ۔ الله الله رے تمنا۔ الله الله رے آرزو۔
دلکا شوق۔ آنکھونکا ذوق۔ ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدین دیدار
کا طلبگار تہا۔ الحمد للہ اپنی مراد دلی کو پہونچا۔ حضرت ظہیر کی سحر بیانی۔ حضرت ظہیر
کی زباندانی۔ حضرت ظہیر کی رطب اللسانی۔ حضرت ظہیر کی نکتہ دانی۔ حضرت ظہیر
کی نازک خیالی۔ حضرت ظہیر کی خوش مقالی۔ حضرت ظہیر کی معاملہ بندی۔ حضرت
ظہیر کی خوش پسندی۔ اک زمانے مین مشہور ہے۔ جسکی شہرت دور دور ہے۔ کون
نہین جانتا۔ کون نہین مانتا۔ اوستاد مسلم الثبوت۔ بلبل ہندوستان کا ہمصفیر۔ فخر میرزا
ومیر۔ ذوق و مومن کا ہم تقریر۔ اردوئے معلی کی تصویر۔ زبان دہلی کی توقیر۔ انہین
کے نام سے ہے۔ نازک خیال۔ خوش مقال۔ باکمال۔ صاف بول چال۔
ذوق و غالب کا ڈہنگ۔ قایم اور میر کا رنگ۔ نصیر اور سودا کا انداز۔ درد و سوز کا سوز و
گداز۔ انہین کا حصہ ہے۔ شوخی محاورہ سے ہمکنار۔ محاورہ شوخی پر نثار۔ چلبلاپن
بانکپن پہ قربان۔ بانکپن چلبلے پن پر نازان۔ فقرہ کنایہ کی جان۔ کنایہ فقرہ کی شان
استعارہ تشبیہ پر مائل۔ تشبیہ استعارہ پر بیدل۔ فصاحت بلاغت کے قابل۔ بلاغت
فصاحت کے قابل۔ ادا انداز کی بسمل۔ انداز ادا کا گہائل۔ ہر لفظ جام بادۂ سخن۔
ہر کلمہ طوطی شکر شکن۔ ہر شعر قمری باغ جنان۔ ہر قطعہ بلبل نوشین بیان۔ ہر مصرعہ
سرو روان۔ ہر بیت بیت ابروے مہوشان۔ صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا۔
صنعت تضاد و تقابل مصرعہ مصرعہ سے پیدا۔ لف نشر مرتب ترتیب وار آشکار۔

ایجاد ترکیب ہے ترتیبِ الفاظ نثار۔ ماشاء اللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آسے یہ اوس شاعر نازک خیال سخنور بے مثال سحر بیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و میرزا نجم الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ صبح رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرامگاہ سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دھوم دہام ہے۔ آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے۔ آج کون انکا جواب ہے۔ اگر ہین تو آپ اپنی نظیر ہین آپ اپنے ہم تحریر ہین۔ سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آج تک اعتراض نہین ہوا گویا خداے سخن کا کلام ہے۔ تمام دنیا مین نام ہے۔ یہ انہین کا کام ہے کہان ہین مشتاقِ سخن کہان ہین کاملین فن ذرا ادہر تشریف لائین میرے اوستاد کے اچھوتے مصرعون سنکے نویلی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکش اشعار کو ملاحظہ فرمائین داد دین پیارے پیارے جادو بھرے الفاظ گلزار ظہیری سے جنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی دین تو یہ تو یہ مین اور تقریظ نگاری کا دعویٰ کرون۔ زبان سے ناآشنا شاعری سے بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکھنے کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی پھوٹی سطرین پیش نظر کیجاتی ہین۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آخری دعا بارگاہ صمدی مین یہ ہے کہ یا الٰہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بھرا اور تر و تازہ رکھیو کہ ہم سب شاگرد بھائی اس باغ سخن سے پہل پھول مراد کے چنتے ہین۔ آمین ثم آمین۔

قطعۂ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوان دل
گلستان مضامین کی پھبن ہے

پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون
زبانکی شوخیونمین بانکپن سے

ہر ایک مصرعہ ہے برجستہ مصرعہ
غزل ہر اک رشک صد چمن ہے

دماغ نظم عالی عرش پر ہے
زہے ترکیب کیا طرز سخن ہے

کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین
اشارونمین نرالا بانکپن ہے

بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی
ادا بندی مین مومن کا چلن ہے

محقق اور پھر کیسا محقق
زباندانی مین یکتائے زمن ہے

تعالی اللہ مرا استاد کامل
عجب معجز بیان سحر فن ہے

اوسی دن سے مجھے تھی فکر تاریخ
ہوا یہ بحر جب سے موجزن ہے

ہوئی جب حد سے بیحد فکر تاریخ
کہا ہاتف نے کیون عزم محن ہے

ندا سے ہے یہ دل بلبل سے اختر
ظہیر دہلوی کا یہ چمن ہے
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی فارس میدان بلاغت فرمانروائی اقلیم فصاحت محقق والا نظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی امیر مہدی صاحب مجروح از کاملین دہلی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر
کہ ہے ذات اونکی کمال سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر — فزایندۂ عز و شان سخن
دقایق کشا ہے وہ طبع سلیم — نہو کیونکہ ظاہر نشان سخن
وہ دیوان رنگین مین ہر ہر غزل — زمین جسکی ہے آسمان سخن
حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم — ہر اب امن مین کاروان سخن
نہین کلک ہے بلبل خوشنوا — ترنم سرا ہے بیان سخن
کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو — وہ ہے اشہب خوش عنان سخن
عجب طرز بندش مین ہر دلکشی — اسیکو تو کہتے ہین جان سخن
اسی سے تو ہین صید معنی شکار — یہی ہے خدنگ کمان سخن
نہ کیون قدر پائے جو ہر دم کہے — میسر اسے ہے اور آستان سخن
یہی حال اسکا ہے ورد زبان — یہی تو ہے گویا زبان سخن
بھلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن — ہے طبع متین پاسبان سخن
یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین — بجا ہے جو کہئے جہان سخن
وہ گلہاے الوان ہین اشعار مین — بھرا جس سے ہے بوستان سخن
نہ کیون زور دکھلائے فکر متین — وہ ہے رستم ہفت خوان سخن
یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے — کہ دیکھین اسے قدردان سخن
وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے — کدھر ہین کدھر مے کشان سخن

پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے یہ ہے گلستان سخن
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحۂ خامۂ نخلبند گلزار معانی طوطی شکرستان
شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاد ذی کمال سلطان
الشعرا مقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم
یار جنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خانصاحب
بہادر داغ دہلوی یادگار استادی خاقانی ہند حضرت ذوق
مرحوم و مغفور

ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی — سنی ہم نے تو یہ جانفزا اب

لکھا ہے داغ نے یہ مصرع سال
ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحۂ خامۂ شاعر نازک خیال نازش بے مثال رشک شعرائے
ماضی و حال مصنف بوستان خیال نخلبند گلزار معانی حدیقہ سرا ریاض
سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمر الدین خانصاحب عرف خواجہ مرزا خانصاحب
راقم نبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

بعد حمد خدا کے نعت رسول — قطعہ — مدح گر ہوں بجز ذات ظہیر

ذات وہ ذات ہے مکرم کی — ذات سے مبرہن صفات ظہیر
سید پاک ذات آل نبی — ہے نجیب و شریف ذات ظہیر
دہلی مولد ہے خاص حضرت کا — فخر عالم ہے کائنات ظہیر
حسن دیوان کی کیا لکھوں تعریف — جس کے ہر حرف میں نکات ظہیر
کیسی شیرین زبان برتی ہے — کس قدر صاف ہیں لغات ظہیر
صاف ہے صاف معنے مشکل — سہل سے سہل مشکلات ظہیر
کہہ اوٹھینگے زبان سے اہل نظر — دیکھکر حسن کلیات ظہیر
آفرین آفرین کلام ظریف — مرحبا مرحبا نکات ظہیر
یہ وہ دیوان ہے مثل ماہ منیر — ہے درخشان یہ کائنات ظہیر
تا جہان ہے جہان میں دیوان — صفحۂ ہستی پہ ہے ثبات ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھہ راقم
کان زر کی ہے کلیات ظہیر ۱۲۹۹ھ

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان — ہے کہ ہر نظم کا ایاغ فیوض
ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو — ہر سخن پہ کہیگا باغ فیوض
ارمغان ارمغان ہے اہل سخن — یہ ہے یہ ہے بلاغ سخن

کہہ دو راقم کہ ہر نظر کے لئے
ہر گلگشت ہے یہ باغ سخن ۱۲۹۹ھ

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج عرائس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عرفی زمانی شاہباز رعنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب از ارشد شاگردانِ مصنف

قطعۂ اول در صنعت توشیح

۱	اے ظہیر طوطئ شیرین مقال	۲	جوہر ہستی و پنہانی ہنوز
۱۰۰	قدر جوہر نیست اکنون در جہان	۱	اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز
۲۰۰	راست بازم من چرا مضطر شوم	۵۰	نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز
۱	از بلاغت ہائے تو اندر جہان	۵	ہست زندہ نام خاقانی ہنوز
۶	واز فصاحتہا کہ داری در سخن	۵	ہست سعدی را پشیمانی ہنوز
۱	از تماشائے جمالِ خویشتن	۹۰	صورتت آئینہ حیرانی ہنوز
۲	پردہ ہا بر روئے خود افگندۂ	۶۰۰	خویشتن را خود نمیدانی ہنوز
۱۰۰	قول ما اے خواجہ ما نشنوی	۱۰	یوسفی و خود بزندانی ہنوز
۱	از سر یک مصرعہ یک حرف گیر	۶۰	سمتِ فصلی است امکانی ہنوز

۲۰ گفت ثاقب سال دیوانت چنین
۵۰ نخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
فصلی ۱۳۱۶ ... ہنوز

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آذر ز دو مہر آمدہ اردی بہشت	رو دگر نیز آمدہ باد خزان ناگزیر

سبزهٔ خوابیده را نامیه در بر کشید ‌ ‌ برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر
قطرهٔ شبنم بگل جلوهٔ اختر گرفت ‌ ‌ آتش رخسار گل روکش مهر منیر
ذره ز بالا روی سود با نجم کلاه ‌ ‌ پایهٔ زمین را مگر سقف فلک شد حصیر
باز عروس چمن طرح نو انداخته ‌ ‌ باز به بر در کشید رخت کتان و حریر
زمزمهٔ عندلیب آتش گل را فزود ‌ ‌ طوطی شیرین زبان آینه را کرد زیر
مهر بتاک عنب چیده زکان لعل ‌ ‌ از زر اصفر چکید بادهٔ خم غدیر
کاهکشان آمده طرهٔ دستار گل ‌ ‌ غنچهٔ سر بسته را گشته کله از حریر
چشم بسودای چشم نرگس گرفت ‌ ‌ گل به تماشای گل چون زر گل شد زریر
شاهد بزم سخن آینه در رو نهاد ‌ ‌ دیدهٔ امید خلق گشت چو انجم بصیر
دیدهٔ یعقوب بد چشم هنر پیشگان ‌ ‌ در مژه بر هم زدن آمده یوسف نظیر
ناز بسخو و نامه را از اثر فیض او ‌ ‌ حرف غلط هم بسخو د از نظرش حرف گیر
جان فصاحت همین کان بلاغت همین ‌ ‌ نظم به نظم اندرش هست چو شکر به شیر
گنج مضامین همین معدن معنی همین ‌ ‌ از کرمش بهره یافت ساغر برنا و پیر
بسکه بهر نقطه اش نقطهٔ نیر خجل ‌ ‌ بسکه بهر مرکزش کاهکشان هم حقیر
بسکه بهر نظم او نظم جهان در نظام ‌ ‌ بسکه بهر صنعتش صنعت رب قدیر
بسکه بهر مصرعه اش مصرعهٔ طوبی فدا ‌ ‌ بسکه بهر بیت او بیت مه نو اسیر
هست همه رشحهٔ کلک ظهوری ظهور ‌ ‌ هست همه لمحهٔ طبع نظیری نظیر
آنکه بمیدان فن گوی ز عالم ربای ‌ ‌ آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر
مالک ملک سخن قادر اصناف فن ‌ ‌ همسر سوز و لقا هم فن میرزا دبیر

مومن و غالب کجا نیر و طالب کجا — رفت کجا زین جهان جرأت و ذوق و نصیر

رفت کجا مصحفی ماند کجا میر درد — ناسخ و آتش نماند هم ز جهان شد اسیر

زد بجهان هر یکے نوبت خود پنج روز — بست همه رختها سوے عدم زود و دیر

گرمی این آفتاب شعله بعالم فگند — بد بچراغان مگر روشنے از تفت و قیر

طبع که شد این کلام هست نخستین ازو — شعر ز بر و نازل هست ازو نفع گیر

تافت مضمون بخت مادهٔ سال او
نظم فدا شد مگر بر سرِ طبع ظهیر
۹۹ ... ۹۰۰۲۹

قطعات تاریخ از افکار دُربار جان بلاغت کان فصاحت

ناظم نظامی خیال شاعر بیمثال مولانا نادر علی صاحب برتر والا

نظر یادگار رابطه مرحوم حال شاگرد مصنف

چو شد جلوه آرا کلام درخشان — خماسی سه الفاظ نادر گرفته

سن این سال تاریخ زیبا نوشتم — بهم شش حروف از سر و پا نوشتم

به آئین نو چون رقم گشته برتر
رباعی ـ قصیده ـ غزلها ـ نوشتم
۲۱۰ × ۱۰۵ ـ ۱۰۰۱ ـ ۱۳۱۶ھ

وله

شده چون طبع دیوانِ مرصع — پسند خلق شد نظمِ عریبش

نوشته از سر الهام برتر

بہار گلشن مضمون دلکش
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

شاکر صد شکر وہ چھپا دیوان
جسکے شایق تھے نکتہ دان زمن

نظم رنگین شگفتہ مضمون ہین
لہلہاتا ہوا ہے باغ سخن

شاہد نظم کی وہ آرایش
جسپہ قربان ہو پہلے شب کی دولھن

آب و تاب ایسی دیکھکر جسکو
دیدۂ حاسدان بھی ہو روشن

داغ بلبل نے رشک سے کھایا
گل معنی کا دیکھکر جو بن

گل مضمون چنے ہین آنکھو نسے
بھر گیا ہے نگاہ کا دامن

فکر تاریخ جب ہوئی ہر تر
داد ہاتف ندا بسمع من

لکھدے یہ مصرعۂ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغ سخن

سمت ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رحم شاگرد سید نیاز احمد صاحب خرد در صنعت توشیح و صوری و اعداد ہر سہ سنہ سمت و ہجری و عیسوی

۹ طرفہ دیوان ظہیر خوش بیان مطبوع شد
۴ دیدہ ہاے شایقین ہیں سند ہم اہل خرد

۵۰	نکتۂ باریک دارد معنی ہر شعر او	۳	جودت طبع مصنف خود گواہی میدہد
۵	ہر کسے بیند کلامش از نگاہ عاشقی	۴	در صفت ہر لفظ باشد شاہد خورشید خد
۳	چون براے سال ایماکرد یا من آن محب		از خرد جستم پے تاریخ طبع او مدد
۶	وانمودم در زبانے ہر ستاریخ سنین	۱۰۰۰	غور واندیشہ نکردم اندران بیحد وعد
۱۰	یادگاری را ہمین تحریر نقش محکم است	۳۰	کین لیس من باعث نام ونشان من شود

۲۰۰ رمز گفتم مثنوی صوری و توشیح نیز

۱ از مسیحی یکہزار وبیست صد وہشت ولود

سنہ ۱۳۱۶ ہجری سمت ۱۹۵۵ بکرمی سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر وبیر عطارد نظیر منشی ہر پرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

کہیے کیا کسے لکہے گا اسکی صفت	ایسا دیوان آپ سنے دیکہا بہی ہے

صفت عمدہ ہی نہین اسے شاد یہ

خوشنما ونادر وزیبا بہی ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب راے کرپا شنکر صاحب المتخلص بہ حشم از حیدرآباد دکن

سیر دنیا کی اسمین ہے واللہ	خوب دیکہا ہے اسکو ہے حشم

اسکی تاریخ کہدو از جلیل
ہے کلام ظہیر جام جم
تعمیہ ؎ سنہ ۱۳۱۶ ہجری

وله

اس نسخہ کو جب کہ میں نے دیکھا | سمجھا ہے کلام مرد کامل

پوچھا کہ مصنف اسکا ہے کون
ہاتف نے کہا ظہیر عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہر بار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب سالک ٹنالوی

وارد حیدرآباد

یہ اوسی استاد کا دیوان ہے پیش نظر | مستند ہے شاعروں میں آج جسکی شاعری
ڈہنگ ہے ہر شعر میں ذوق و نصیر و درد کا | اوسکے سب مضمون نئے ہیں بندشیں ہیں سب نئی
ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض | داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی
مومن و غالب سے ہرگز کم نہیں اسکا کلام | ہے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری انوری

مصرعہ تاریخ بہی نکلا ہے سالک کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوان ظہیر دہلوی
۱۸۹۹ء

ولہ

چاپ گشتہ چو این حدیقہ نظم | ہر گلے راشدہ بقا حاصل

گفت ہاتف کہ ہان بگو سالش

باغ امید آرزوے دل

۱۳۱۶ھ ہجری

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گہر بار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علی صاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا | جو ہے فن شاعری مین کامل

یعنی وہ ظہیر نکتہ پیدا | جسکے کہ وہ مہین سارے قائل

تاریخ لکھی یہ سینے اظہر

ہے بے مثل کلام راحت دل

۱۳۱۶ھ ہجری

قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان | بگوش جان در معنی شود آویزہ

ندا ے غیب بگوشم رسید از پے سال

کلام شاعر والا صفات پاکیزہ

۱۳۱۶ھ

ولہ

نازک خیال ظہیر دہلوی
سنہ ۹۹ ع

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گوہر بار عالم با عمل شاعر بے بدل واقف رموز فروع واصول کاشف دقایق معقول و منقول مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

ہوا طبع زیبا کلام ظہیر
جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر
مثال وسنین اور حسن تشبیہ مین
کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر
سہ وسال مین فکر ہے ای سلیم
رہے تا کہ یہ یاد برنا و پیر

ندا آئی یہ ہاتف غیب سے
عجیب بے بہا ہے کلام ظہیر
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہر بار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم با مسمی متخلص بہ عاشق زار نو باوہ گلزار خوش بیانی وسادہ آرائے مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر از اعظم روسار اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد حضرت داغ

تعالی اللہ ہے بجون سبحان
کہ خلاق دل و کام و دہن ہے

اور اوسکے بعد نعتِ پاک اوسکی / کہ محبوب خدائے ذو المنن ہے
بنام عجب فرحت دہ روح / بہار سبزہ زارِ باغِ سخن ہے
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین / کہ دیدار عروسانِ سخن ہے
ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا / کہ شہرت ہند سے لے تا دکن ہے
نئے انداز ہین مضمون نرالے / انوکھا ڈھنگ ہے بانکا سخن ہے
نئی بندش نئی ترکیب ہر جا / نئے انداز مین طرزِ کہن ہے
مضامین در مضامین رمز در رمز / گل اندر گل چمن اندر چمن ہے
معانی در معانی بات مین بات / طراوش گر سخن اندر سخن ہے
فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت / حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے
فدا نازک خیالی پر نزاکت / ادا بندی مین سو معشوق پن ہے
اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر / گل و بلبل کو رشکِ ہر سخن ہے
اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور / سراپا رنج و اندوہ و محن ہے
اگر پڑتا ہے رنگِ عارفانہ / تو عرفان مین وہ معروفِ زمن ہے
اگر رندی پہ ہے میلانِ خاطر / تو پرلے درجہ کا رندانہ پن ہے
سجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا / اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے
ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو / وحید عصر ہے فخر زمن ہے
اسے کہتے ہین اردوئے معلی / زباندانی انہین لوگونکا فن ہے
یہی اردو کے ہین بانی مبانی / جہان مین مستند انکا سخن ہے
زبان بہی اور پہر اوس شخص کی جو / سریر آرائے اقلیم سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہان ہون — لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے
ندا غیب سے آتی ہے عاشق — کہ بحر فکر مین کیون غوطہ زن ہے
قلم کر کے سر بستان کو لکھدے — ہوا زیبا گلستان سخن ہے
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین الحان جناب مولوی محمود علی صاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت تسلیم مرحوم کولوی

اندنون سے بے طور تھا اصلوب دل — ہاتھ آتا ہی نہ تھا محبوب دل
چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر — بیٹھے بیٹھے ملگیا مطلوب دل
چھوڑ کر دیوان سب محمود بس — اسکو سنے اب کیا مرغوب دل
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد طفل دبستان سخندانی نوباوۂ گلزار خوش بیانی سید اقبال حسین متخلص بہ مقبل نبیرۂ مصنف

میرے نانا جان کا ہے دیوان چھپا — ہوا آج روشن سے نام ظہیر
زمانے مین شہرت ہے خورشید وار — زہے عزت و احترام ظہیر
فصاحت بلاغت ہے ادنی کنیز — مضامین ہین کمتر غلام ظہیر
جو عنقا صفت ہین بلندی گراے — وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر
ہوئی مجکو جب فکر تاریخ سال — ندا آئی اے مست جام ظہیر
گرا کر سر اوج مقبل لکھو — ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار منشی کالیچرن صاحب انکم ٹکس کلرک متخلص بہ ہوش تلمیذ مصنف

پوچھا دیوان مولانا ظہیر — پڑھ رہے تھے جسکے لالی واہ واہ
ایک ہین یہ خوبیِ بندش نہین — سب کے دیوان دیکھ ڈالی واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر — خوب ہی سانچے مین ڈہالی واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے اوستادی آدے — واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم بہی یون لکھو — ہوش ہین مضمون نرالی واہ واہ
١٣١٦ھ

قطعات تاریخ طبع از مصنف دیوان

ہوا مطبوع لو دیوانِ گمنام — فغانِ دل شکن ہے یہی کہدو
اگر پوچھے مصنف کا کوئی نام — ظہیرِ خستہ تن ہے یہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس — وہی اسکا وطن ہے یہی کہدو
اگر پوچھے ہو کوئی نام دیوان — گلستانِ سخن ہے یہی کہدو
١٣١٦ھ

قطعہ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے بولا — واضح ہے کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہنے یہ — دیوانِ ظہیر آپ مطبوع
١٣١٦ھ

قطعہ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان — جب ختم ہوا زمانہ شباب

احباب سنے کی جو فکر تاریخ	آئی یہ ندا سے ہاتف غیب
کیون فکر ہے کہدو بے تامل	دیوان ظہیر کا ہے بے عیب

۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نورالدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب تخلص بہ عاشق شاگرد مصنف

ہوا آج مطبوع ہے اوسکا دیوان — کہ رنگ چمن جسکا رشک چمن ہے
مرادین بر آئین سنا جب یہ مژدہ — چھپا تیرے اوستاد کا اب سخن ہے
مچی دہوم جسکی ہے اہل جہان مین — فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے
گدھر ہین نظر باز گلہاے معنی — اسے آ کے دیکھین وہ یہ ہی چمن ہے
خوشی سے یہ کہتی ہین اہل جہان سب — یہ دیوان کیا ہے کہ اک نورتن ہے
یہ کہتے ہین حالی و داغ سخنور — جداگانہ سب سے یہ طرز سخن ہے
یہ ہے پیرو ذوق و ممنون و غالب — کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے
روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق — انوکھی ہے بندش نرالا سخن ہے
غزل مین جو دیکھو تو ویسی ادائین — رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے
رباعی قصیدہ مخمس مسدس — جسے دیکھیے وہ کٹھن سے کٹھن ہے
لکھون اور کیا اوسکی توصیف ابیات — زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے
دہنی ہے وہ ہی یہ ظہیر سخن ور — کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے
خدا اسکو زندہ بہت روز رکھے — یہی ایک شاعر وحید زمن ہے
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ دیوان — کہا عقل نے کیون اسیر محن ہے
[illegible] — [illegible]

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا بارے مطبوع دیوان وہ ۔۔۔ نہین آج دنیا مین جسکی نظیر
سخن کی ذرا دیکھنا شوخیان ۔۔۔ کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
کیا اہل عالم نے اسکو پسند ۔۔۔ سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی ۔۔۔ تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
مرے دل نے واقف اسی حال مین ۔۔۔ کہا مجھسے یہ حسن کلام ظہیر
١٣١٦

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ نور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انسے کسیکے کلام کو ۔۔۔ دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
جسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین ۔۔۔ اشعار بے نظیر ہین اوس بینظیر کے
اے نور خدا کا شکر ہے اسکا چھپا کلام ۔۔۔ جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد او رشانزدہ
اعداد گر ملاؤ کلام ظہیر کے
تعمیہ ۸۰ ١٢٣٦ ١٣١٦ھ

تمت بالخیر

CALL No. { ۸۹۱ع۳۳۱ / ظ۳۳د   ACC. No. ۵۶۳۱۹

AUTHOR ظہیر دہلوی - سید ظہیر الدین حسین

TITLE دیوان ظہیر - ۱۳۱۶ھ

T 12.06.03

R 17.05.05

THIS BOOK MUST BE CHECKED AT THE TIME OF ISSUE

MAULANA AZAD LIBRARY   ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.

2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue